بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۷۵۲

یا ایہا الذین آمنوا ... یا تو ربی من کل فج عمیق

سالانہ نمبر

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

شرح چندہ
سالانہ ۲۲ روپے
ششماہی ۱۳
سہ ماہی ۸
ماہوار ۳

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

نمبر ۳۰۱	۲۶ فتح ۱۳۴۳ ہش ۲۱ شعبان ۱۳۸۴ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء	جلد ۵۳/۱۸

★★ —— ★ —— ★★

ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کا مظہر

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

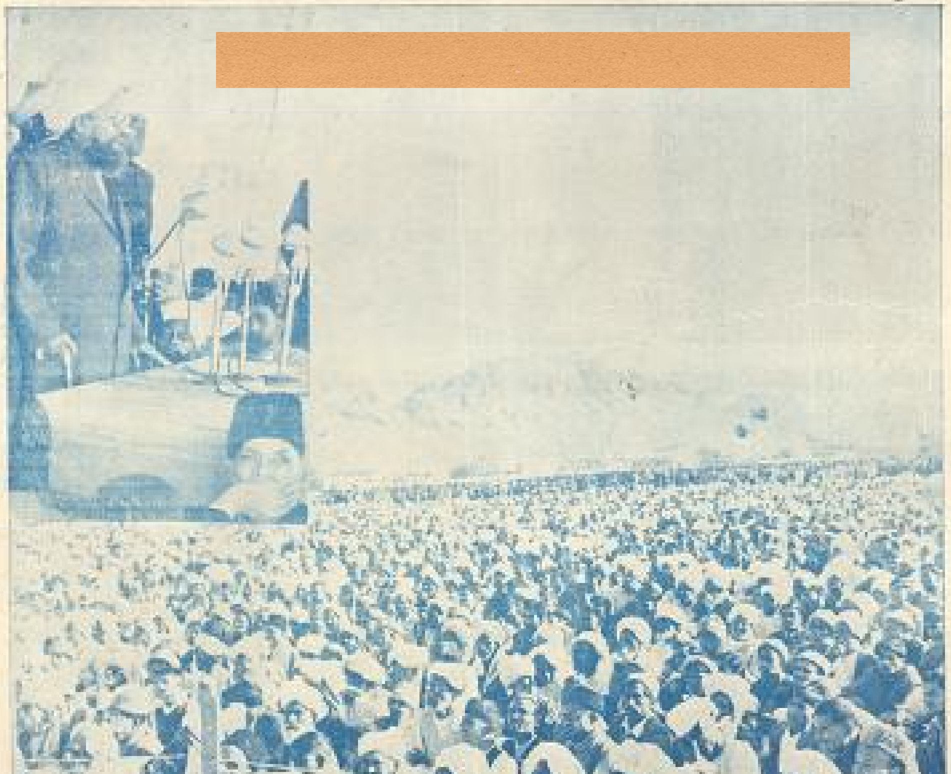

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ سے خطاب فرما رہے ہیں

تاریخ سلسلہ کے بعض یادگار واقعات

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

لوائے احمدیت لہرانے کا ایک اور منظر
(بر موقعہ خلافت جوبلی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۹۳۹ء کے جلسہ سالانہ میں لوائے احمدیت لہرا رہے ہیں
(در موقعہ خلافت جوبلی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ لاہور کے احباب کے ساتھ (ایک تاریخی فوٹو)

جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء کے مجمع کا ایک منظر

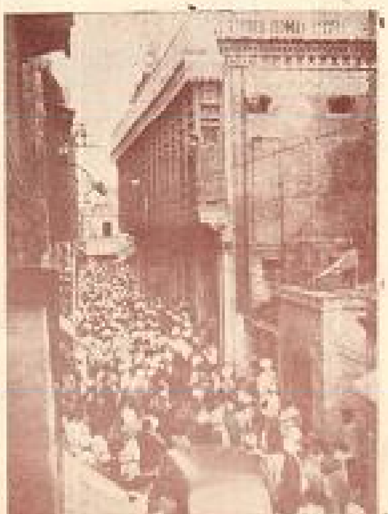

ہوشیار پور کا وہ تاریخی مکان جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
— کو مصلح موعود کی بشارت ملی —
[illegible]

روزنامہ الفضل ربوہ
سالانہ نمبر ۱۹۶۳ء

گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا و رسلی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔" (الوصیت ص۵)

فرستادگان حق جو دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں بشر ہوتے ہیں اور تمام لوازمات بشریت ان کے ساتھ بھی اسی طرح لگے ہوتے ہیں جس طرح دوسرے بشروں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بشری موت بھی ہے۔ چونکہ موت بھی لازمہ بشریت ہے۔ اس لئے فرستادگان حق بھی بشر ہونے کی وجہ سے وفات پاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سپرد جو کام ہوتا ہے وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے بھی اتنا وسیع ہوتا ہے کہ وہ صرف تخم ریزی ہی کرتے ہیں۔ کام کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں محولہ بالا عبارت میں اسی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت بیان فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ نبی "قدرت اول" ہوتا ہے جس کے بعد میں خلافت قائم ہوتی ہے۔ تا کہ اس کے مشن کی تکمیل ہو۔ نبی تو شہاب اور اس کے ساتھ ایسے سامان پیدا کرتا ہے جن کے ذریعہ اس کے خلفاء اس کے کام کو تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔" (الوصیت ص۶)

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:-

"میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔" (الوصیت صفحہ ۷)

آپ کی اس پیشگوئی سے واضح ہے کہ آپ کی وفات کے بعد دوسری قدرت یعنی خلافت قائم ہوگی چنانچہ جب آپ نے وفات پائی تو ابھی آپ کا جنازہ بھی نہیں اٹھا کہ قوم کے اکابر نے متفقہ فیصلہ سے سیدنا حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ پھر جب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے قضائے الٰہی سے وفات پائی۔ تو آپ کے جنازہ سے پہلے قوم نے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کو خلیفۃ المسیح الثانی تسلیم کر لیا۔

خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت اس لحاظ سے اہم ہے کہ خلافت المسیح کے قیام اور استحکام کے لئے آپ نے نہایت جرأت مندی سے کام لیا۔ اور باوجود تحریری و ظاہری کوششوں کے مسئلہ خلافت پر پوری روشنی پڑی اور ہر جہت سے اس کی اہمیت واضح ہو گئی۔ یہ فی ذاتہٖ ایک عظیم الشان کام تھا جو آپ کے وجود سے تکمیل پا گیا۔ اور بقول آپ کے اللہ تعالیٰ نے سب کو باندھ کر آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ یہ ایک معجزہ ہی تھا کہ آزاد خیال سے آزاد خیال کو بھی اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ اور اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی درباره قدرت ثانیہ نہایت شان سے پوری ہوئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بھی پیشگوئی ہے کہ:

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔" (الوصیت صفحہ ۸)

یہ پیشگوئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں لفظاً لفظاً پوری ہوئی ہے۔ آپ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ منتخب ہوئے اور آج ۵۰ سال اس خلافت عظمیٰ پر بیت گئے ہیں۔ اس طویل مگر بابرکت عرصہ میں جماعت احمدیہ نے جو ترقیات کی ہیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں کہ شاید ہی کسی دینی جماعت نے اتنے عرصہ میں مختلف جہات سے ایسی ترقیاں کی ہوں۔ اس عہد سعادت میں جس طرح سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل ہوئی ہے اور جو کارنامے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان کو قید تحریر میں لانے کے لئے عمریں درکار ہیں۔ اور ان شاء اللہ یہ کام مرور زمانہ کے ساتھ ہوتا چلا جائے گا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت ذاتی لحاظ واضح ہے۔ اور ہر لحاظ سے اتنی اولوالعزم اور ہمہ جہتی ہے کہ تاریخ انسانی میں اس کی نظیر اگر نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چھوڑ کر ایسا سیرت اور ہمہ گیری کے کم ہی پیدا ہوئے ہوں گے۔

تصور کیجئے ایک انسان پچاس سال تک دن رات میں تقریباً بیس گھنٹے کام کرتا ہو اور کام بھی ایسا کہ جس کام میں بھی آپ نے ہاتھ ڈالا۔ کامیابی آپ کے قدم چومنے کو دوڑی آئی۔ آپ سالہا سال تک نہ صرف قوم کا دماغ قوم کا دل بنے رہے بلکہ قوم کے پاؤں اور قوم کے ہاتھ بھی آپ ہی بنے رہے۔

صدر انجمن احمدیہ بے شک آپ کی خلافت سے پہلے ہی قائم ہو چکی تھی۔ مگر جس نظام سے آپ کی نگرانی میں انجمن نے کام کیا وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہے۔ جس انجمن کے پہلے دو چار ہی کارکن تھے آپ کے عہد میں اس کے کام کو اتنی وسعت ہوئی ہے کہ اب سینکڑوں کارکن کام کر رہے ہیں۔ آپ نے انجمن کو مختلف شعبہ جات میں بانٹ دیا اور نظارتیں قائم کیں۔ ہر ایک نظارت کے متعلق ہی خاص فرائض کے کام سپرد ہوئے۔ جہاں آپ کی خلافت کے آغاز میں انجمن کے خزانہ میں صرف چند آنے موجود تھے۔ اب اس انجمن کا لاکھوں کا بجٹ ہوتا ہے۔ ساتھ ہی آپ نے مبلغین کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اب اندرون ملک بیسیوں مبلغین باہر کا کام کر رہے ہیں۔

اگرچہ الفضل کی بنیاد خلافت المسیح الاول میں رکھی گئی مگر آپ ہی کے عہد میں پہلے سہ روزہ ہوا۔ اور پھر روزنامہ کی صورت میں موجودہ حالت کو پہنچا ہے۔ آپ ہی نے تحریک جدید کا آغاز کیا جو کہ اب ایک مستقل ادارہ آپ کی نگرانی کی طلبیں بن گیا ہے۔ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیمیں آپ ہی کے دست مبارک سے

باقی دیکھیں صفحہ ۱۲ پر

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آسمانی نشانات اور معجزات کی حقیقت

معجزات چاند کی روشنی کی طرح ہوتے ہیں

"درحقیقت معجزات کی مثال ایسی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی جس کے کسی حصہ میں کچھ بادل بھی ہو مگر وہ شخص جو شب کور ہو وہ رات کو کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے یہ چاندنی کچھ مفید نہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس دنیا کے معجزات اس رنگ سے ظاہر ہوں جس رنگ سے قیامت میں ظہور ہوگا۔ مثلاً ہزاروں مردے زندہ ہو جائیں اور بہشتی پھل ان کے پاس ہوں اور دوزخ کی آگ کی چنگاریاں بھی پاس رکھتے ہوں اور شہر بشہر دورہ کریں اور ایک نبی کی سچائی پر جو قوم کے درمیان ہو گواہی دیں اور لوگ ان کی شناخت کر لیں کہ درحقیقت یہ لوگ مر چکے تھے اور اب زندہ ہو گئے ہیں اور واعظوں اور لیکچروں سے شور مچا دیں کہ درحقیقت یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ اور جو شخص دعوے کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے اور اس کو سنت اللہ کا علم نہیں۔ اگر ایسے معجزات ظاہر ہوتے تو دنیا دنیا نہ رہتی اور تمام پردے کھل جاتے اور ایمان لانے کا ایک ذرہ بھی ثواب باقی نہ رہتا۔

معجزہ کی اصل غرض

یاد رہے کہ معجزہ صرف حق اور باطل میں فرق دکھلانے کیلئے اہل حق کو دیا جاتا ہے اور معجزہ کی اصل غرض صرف اس قدر ہے کہ عقلمندوں اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک مابہ الامتیاز قائم ہو جائے اور اسی حد تک معجزہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو مابہ الامتیاز قائم کرنے کیلئے کافی ہو۔ اور یہ اندازہ ہر ایک زمانہ کی حاجت کے مناسب حال ہوتا ہے اور نیز نوعیت معجزہ بھی حسب حال زمانہ ہی ہوتی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ ہر ایک متعصب یا جاہل اور بدطبع گو کیسا ہی سنت الٰہیہ کے برخلاف اور قدر ضرورت سے بڑھ کر کوئی معجزہ مانگے تو وہ بہر حال دکھلانا ہی پڑے۔ یہ طریق جیسا کہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے ایسا ہی انسان کی ایمانی حالت کو بھی مضر ہے۔ کیونکہ اگر معجزات کا حلقہ ایسا وسیع کر دیا جائے کہ جو کچھ قیامت کے وقت پر موقوف رکھا گیا ہے وہ سب دنیا میں ہی بذریعہ معجزہ ظاہر ہو سکے تو پھر قیامت اور دنیا میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ حالانکہ اسی فرق کی وجہ سے جن اعمال صالح اور عقائد صحیحہ کا وجود دنیا میں اختیار کئے جائیں ثواب ملتا ہے۔ وہی عقائد اور اعمال اگر قیامت کو اختیار کئے جائیں تو ایک رتی بھی ثواب نہیں ملے گا۔ جیسا کہ تمام نبیوں کی کتابوں اور قرآن شریف میں بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن کسی بات کا قبول کرنا یا کوئی عمل کرنا نفع نہیں دے گا اور اس وقت ایمان لانا محض بیکار ہوگا۔ کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان کہلاتا ہے جبکہ کسی مخفی بات کو مانا جائے لیکن جب کہ پردہ ہی کھل گیا۔ اور روحانی عالم کا دن چڑھ گیا اور ایسے امور قطعی طور پر ظاہر ہو گئے کہ خدا اور فرشتے اور بہشت و دوزخ نظر آ گئے تو پھر کسی بات کو اس وقت ماننا جبکہ دوسرے لفظوں میں ایمان کہتے ہیں محض تحصیل حاصل ہوگا۔ غرض نشان اس درجہ پر کھلا کھلا معجزہ نہیں ہے جس کے ماننے کے لئے تمام دنیا بغیر اختلاف اور بغیر عذر

اور بغیر چون و چرا کے مجبور ہو جائے اور کسی طبیعت کے انسان کو اس کے نشان ہونے میں کلام نہ رہے اور کسی نبی سے فی الحقیقت ہرگز یہ امر مشتبہ نہ رہے۔

نشانات کو شناخت کرنے کیلئے خود فراست کی ضرورت

غرض نشان اور معجزہ ہر ایک طبیعت کے لئے ایک بدیہی امر نہیں جو دیکھتے ہی قبول کر لیں بلکہ نشانوں سے وہی عقلمند اور منصف اور مستقیم اور راست طبع فائدہ اٹھاتے ہیں جو اپنی فراست اور دوربینی اور باریک نظر اور انصاف پسندی اور خداترسی اور تقویٰ شعاری سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ ...... ایسے امور ہیں جو دنیا کی معمولی باتوں میں سے نہیں ہیں اور نہ ایک کاذب ان کے دکھلانے پر قادر ہو سکتا ہے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ امور انسانی بناوٹ سے بہت دور ہیں اور بشری دسترس سے برتر ہیں اور ان میں ایک ایسی خصوصیت اور امتیازی علامت ہے جس پر انسان کی معمولی طاقتیں اور پیچیدہ منصوبے قدرت نہیں پا سکتے اور وہ اپنے لطیف فہم اور نور فراست سے اس تہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ ان کے اندر ایک نور ہے اور خدا کے ہاتھ کی ایک خوشبو ہے جس پر مکر اور فریب یا کسی حیلہ کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح سورج کی روشنی پر یقین لانے کیلئے صرف وہ روشنی ہی کافی نہیں بلکہ آنکھ کے نور کی بھی ضرورت ہے تا اس روشنی کو دیکھ سکے۔ اسی طرح معجزہ کی روشنی پر یقین لانے کیلئے فقط معجزہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ نور فراست کی بھی ضرورت ہے اور جب تک معجزہ دیکھنے والے کی سرشت میں فراست کا مادہ اور نور تقویٰ کی روشنی نہ ہو تب تک نشانوں کا قبول کرنا غیر ممکن ہے۔ اور بدقسمت انسان جس کو وہ فراست عطا نہیں ہوئی وہ ایسے معجزات سے جو صرف امتیازی حد تک ہیں تسلی نہیں پاتا اور بار بار یہی سوال کرتا ہے کہ بجز ایسے معجزہ کے مثل کسی معجزہ کو قبول نہیں کرتا کہ جو نمونہ قیامت ہو جائے۔ مثلاً کوئی شخص مع جسم آسمان پر چڑھ جائے اور پھر دیکھتے دیکھتے آسمان سے اترے۔ اور اپنے ساتھ کوئی ایسی کتاب لائے جو اترنے کے وقت اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور صرف اسی پر کفایت نہیں بلکہ تب مانیں گے کہ ہم اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر دیکھ لیں اور پڑھ لیں یا چاند کا ٹکڑا یا سورج کا ٹکڑا اپنے ساتھ لائے جس کی روشنی سے زمین کو روشن کر سکے یا فرشتے اس کے ساتھ آسمان سے اتریں جو فرشتوں کی طرح خارق عادت کام کر کے دکھلائیں یا دس بیس مردے اس کی دعا سے زندہ ہو جائیں اور وہ شناخت کئے جائیں کہ فلاں فلاں شخص کے باپ دادا ہیں جو فلاں تاریخ مر گئے تھے اور صرف اسی قدر کافی نہیں بلکہ ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عام شہروں میں مجلسیں منعقد کر کے لیکچر دیں اور بلند آواز سے کہیں کہ درحقیقت ہم مُردے ہیں جو دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آئے ہیں اور ہم اس لئے آئے ہیں تا گواہی دیں کہ فلاں مذہب سچا ہے یا فلاں شخص جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں وہ درحقیقت سچا ہے اور ہم خدا تعالیٰ کے حکم سے گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچا ہے۔

یہ وہ خود تراشیدہ معجزات ہیں جو اکثر جاہل لوگ جو ایمان کی حقیقت سے بکلی بے خبر ہیں مانگا کرتے ہیں۔ یا ایسے ہی اور بیہودہ خوارق جو خدا تعالیٰ کی اصل منشاء سے بہت دور ہیں طلب کیا کرتے ہیں جیسا کہ مدت ہوئی کہ آریوں میں سے ایک شخص لیکھرام نام نے بھی قادیان میں آکر ایسے ہی نشان مجھ سے طلب کئے تھے۔ اور ہر چند سمجھایا گیا کہ اصل غرض نشانوں کی صرف حق اور باطل میں امتیاز ہے اور صرف امتیازی حد تک دکھلانے کی حد تک ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر تعصب نے اس قدر اس کو نافہم اور جاہل کر رکھا تھا کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتا ہی نہیں تھا۔ آخر وہ نشانوں سے منکر ہونے کی وجہ سے بمقام لاہور خدا کے نشان کا ہی نشانہ ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۳۲ تا ۳۶)

حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ

آج سے بارہ برس پیشتر جماعت احمدیہ کے نئے مرکز "ربوہ" کے افتتاح کے موقعہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایمان افروز تقریر

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں اور التجائیں

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر یہ وعدہ الٰہی کبھی ٹل نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرے گا

مرتبہ محترم مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل مرحوم و مغفور

۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور التجاؤں کے ساتھ ایک روحانیت سے لبریز تقریر فرمائی تھی جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ یہ تقریر محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد کے شکریہ کے ساتھ جنہوں نے یہ ارسال فرمائی ہے افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

حضور نے فرمایا:۔
میں اس موقعہ پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں

جو مکہ مکرمہ کو بساتے وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور کی تھیں قرآن کریم سے پڑھوں گا مگر تلاوت قرآن کریم کے طور پر نہیں بلکہ دعا کے طور پر ان الفاظ کو دہراؤں گا اور چونکہ یہ دعائیں ہم سب مل کر کریں گے اس لئے میں ان الفاظ میں کسی قدر تبدیلی کروں گا مثلاً وہ دعائیں جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے مانگی تھیں وہ تثنیہ کے صیغہ میں آتی ہیں کیونکہ اس وقت صرف حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ ہی دعا کر رہے تھے مگر ہم یہاں بہت سے ہیں۔ اس لئے میں تثنیہ کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال کروں گا۔ بہرحال وہ دعائیں میں اب پڑھوں گا۔ دوست میرے ساتھ ان دعاؤں میں شامل ہو کر آمین کہتے جائیں یا جن کو قرآن کریم کی یہ دعائیں آتی ہوں وہ میرے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھتے جائیں

اس کے بعد حضور نے

مندرجہ ذیل الفاظ میں

دعائیں مانگیں۔ یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ ہر دعا حضور نے تین دفعہ دہرائی

ربنا اجعل ھذا البلد آمناً و ارزق اھلہ من الثمرات (۳ بار)

اے ہمارے رب تو اس جگہ کو ایک امن والا شہر بنا دے اور جو اس میں بسنے والے ہوں ان کو اپنے پاس سے پاکیزہ رزق عطا فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (۳ بار)

اے ہمارے رب ہم اس جگہ پر اس لئے بسنا چاہتے ہیں کہ ہم تیرے دین کی خدمت کریں۔ اے ہمارے رب تو ہماری اس قربانی اور اس ارادے کو قبول فرما۔ اے ہمارے رب تو بہت ہی دعائیں سننے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم (۳ بار)

اے ہمارے رب تو ہم سب کو اپنا فرمانبردار اور سچا مسلمان بنا دے اور ہماری اولادوں کو بھی نہ صرف مسلمان بنا بلکہ ایک مضبوط اور امت مسلمہ بنا دے۔ جو اس دنیا میں تیرے دین کی خادم کہلاتی رہے۔ اے ہمارے رب جو ہمارے کرنے کے کام ہیں وہ ہم کو خود بتلا اور جو ہم سے غلطیاں ہو جائیں ان سے عفو کر اور تو بہت ہی فضل کرنے والا اور مہربان ہے۔

ربنا وابعث فیھم رجالاً منھم یتلون علیھم آیاتک و یعلمونھم الکتاب والحکمۃ و یزکونھم انک انت العزیز الحکیم (۳ بار)

اے ہمارے رب تو ان میں ایسے آدمی پیدا کرتے رہیو جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے رہیں۔ اور جو ان کو تیری کتاب سکھائیں اور تیرے پاک کلام کے اغراض و مقاصد بتاتے رہیں۔ اور ان کے نفوس میں پاکیزگی اور طہارت پیدا کرتے رہیں۔ تو ہی غالب حکمت والا خدا ہے۔ ان دعاؤں کو پڑھنے کے بعد حضور نے فرمایا:۔

یہ وہ دعائیں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے بساتے وقت کیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول فرما کر ایک ایسی بنیاد رکھ دی جو

ہمیشہ کیلئے نیکی اور تقویٰ کو قائم رکھنے والی

ثابت ہوئی۔ کہ مکہ مکرمہ مکہ مکرمہ ہی ہے اور ابراہیمؑ ابراہیمؑ ہی ہے۔ مگر وہ شخص بیوقوف ہے جو اس بات کا خیال کرے کہ مجھے وہ درجہ حاصل نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل تھا یا میری جگہ کو وہ درجہ حاصل نہیں جو مکہ مکرمہ کو حاصل تھا اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے بھیک مانگنے سے دریغ کرے۔ جب خدا کسی عظیم الشان نعمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ تو اس کی رحمت اور بخشش جوش میں آرہی ہوتی ہے اور دانا انسان وہی ہوتا ہے جو اپنا برتن بھی آگے کرے کیونکہ پھر اس کا برتن خالی نہیں رہتا۔ فقیروں کو دیکھو جب لوگ شادی کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ان پر اخراجات کا بوجھ اور دنوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ نہیں کہتے کہ ہم کیوں سوال کریں۔ اس وقت تو خود ان پر شادی کے اخراجات کا بوجھ پڑا ہوا ہے بلکہ جب کسی گھر میں شادی ہو رہی ہوتی ہے وہ بھی اپنا برتن لے کر پہنچ جاتے ہیں اور گھر والا اور دنوں کی نسبت ان کے برتن میں زیادہ ڈالتا ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کی اپنی طبیعت خرچ کرنے پر آئی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی بزرگ کی نقل کرتا ہے تو چاہے وہ اس کے درجہ تک نہ پہنچا ہوا ہو۔ جب بھی وہ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ اس کی کمزوری کو دیکھ کر اس سے زیادہ

بخشش کا سلوک کرتا ہے

ماں باپ اپنے بچے سے اس وقت زیادہ پیار کرتے ہیں جب وہ چھوٹا ہوتا ہے اور جب وہ کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہے تو گر جاتا ہے لیکن ایک بالغ بچہ جب چل پھر رہا ہوتا ہے تو ماں باپ کے دل میں محبت کا وہ جوش پیدا نہیں ہوتا جو ایک چھوٹے بچے کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔ پس کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ خانہ کعبہ کے ذریعہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دین کی ایک عظیم بنیاد قائم کی گئی تھی اس سے ہمارے گھروں کو کیا واسطہ ہے۔ اُس کا واسطہ دے کر مانگنا ہو تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو بڑھاتا ہے اور اسی کی نقل کرنا ہی تو اصل چیز ہے۔ جو شخص کمزور ہے اور کمزور ہو کر چاہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح چلوں اللہ تعالیٰ اس کی اس بات کو دیکھ کر ناراض نہیں ہوتا بلکہ وہ اور زیادہ خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے دیکھو میرا یہ کمزور بندہ کتنا اچھا ہے۔ اس میں ہمت اور طاقت نہیں مگر پھر بھی یہ میری طرف سے بھیجے ہوئے ایک نمونہ اور مثال کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سو ہمیں بھی اس کام کی یاد کے طور پر اور دعا کی قبولیت کی یاد کے طور پر جس جگہ خدا کے ایک نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لئے دعائیں کی گئیں اپنے نئے مرکز کو بساتے وقت جو اسی طرح ایک وادی غیر ذی زرع میں بسایا جا رہا ہے

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرنی چاہئیں

کہ شاید ان لوگوں کے طفیل جو مکہ مکرمہ کے قائم کرنے والے اور مکہ مکرمہ کی پیشگوئیوں کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی اپنا فضل نازل کرے اور ہمیں بھی اُن نعمتوں سے حصہ دے جو اس نے پہلوں کو دیں۔ آخر نیت تو ہماری بھی وہی ہے جو اُن کی تھی۔ ہمارے ہاتھ میں وہ طاقت نہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی۔ اور ہمارے دل میں وہ قوت نہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی۔ اگر ہم باوجود اس کمزوری کے وہی ارادہ کرلیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تو خدا تعالیٰ ہم سے ناراض نہیں ہو گا۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ کون ہیں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ کہے گا دیکھو میرے یہ کمزور بندے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے آگے آگئے ہیں جس بوجھ کے اٹھانے کی ان میں طاقت نہیں۔ دنیا اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھول گئی ہے بلکہ اور لوگوں کا تو کیا ذکر ہے خود مسلمان آپ کی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ آج

دُنیا میں سب سے زیادہ مظلوم انسان

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو بھی اٹھتا ہے مصنف کیا اور فلسفی کیا اور مؤرخ کیا وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا محسن انسان آج دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم انسان ہے اور دنیا کا سب سے زیادہ معزز انسان آج دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں اسلام کی کوئی بھی غیرت باقی ہے اگر ہمارے دلوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی محبت باقی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آقا کی کھوئی ہوئی عزت کو پھر دوبارہ قائم کریں۔ اس میں ہماری جانیں، ہماری بیویوں کی جانیں ہمارے بچوں کی جانیں بلکہ ہماری ہزاروں پشتیں بھی اگر قربان ہو جائیں تو یہ ہمارے لئے عزت کا موجب ہو گا۔

ہم نے یہ کام قادیان میں شروع کیا تھا مگر خدائی خبروں اور اُس کی بتائی ہوئی پیشگوئیوں کے مطابق ہمیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ اب انہی خبروں اور پیشگوئیوں کے ماتحت ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے کام کو بلند کرنے کے لئے

اِس وادیٔ غیر ذی زرع میں

بسا رہے ہیں۔ ہم چیونٹی کی طرح کمزور اور ناطاقت ہیں لیکن چیونٹی بھی جب دانہ اٹھا کر دیوار پر چڑھتے ہوئے گرتی ہے تو وہ اس دانے کو چھوڑ نہیں دیتی بلکہ دوبارہ اُسے اٹھا کر منزل مقصود پر لے جاتی ہے اسی طرح گو ہمارا وہ مرکز جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے دشمن نے ہم سے چھینا ہوا ہے لیکن ہمارے ارادہ اور عزم میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ دنیا اگر ہم کو ہزاروں جگہ پھینکتی چلی جائے وہ فٹ بال کی طرح ہمیں لڑھکاتی چلی جائے ہم کوئی نہ کوئی جگہ ایسی ضرور نکال لیں گے جہاں کھڑے ہو کر ہم پھر دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر دیں اور بغیر ہمارے یہ حکومت دنیا میں قائم ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت سے لوگوں کے دل خالی ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کی حقیقی تفسیر سے وہ ناواقف ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر لوگوں کے دلوں میں

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

پائی جاتی ہے لاکھوں غیر احمدی ایسے ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ آپ کی ایک نئی بنائی ہوئی شکل سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض احمدی بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جب یہ لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ہمارا یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت نہیں حالانکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ محبت ذکر کرتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک غلط تصویر سے۔ اسی طرح ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی فرمانبرداری کی خواہش رکھتے ہیں مگر وہ اس غلط تاویل کی فرمانبرداری کی خواہش رکھتے ہیں جو ان کے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اس لئے جب تک احمدیت دنیا میں غالب نہیں آجاتی اسلام بھی غالب نہیں ہو سکتا۔ اور

یہ تو موٹی بات ہے

کہ باوجود الفت رسولؐ کے وہ دنیا میں کیوں ذلیل ہو رہے ہیں۔ سیدھی بات ہے مسلمان اس وقت پچاس کروڑ ہیں اور احمدی پانچ لاکھ مگر پانچ لاکھ احمدی جتنی اسلام کی خدمت کر رہا ہے جس قدر اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے اور جس قدر اشاعت اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہا ہے اتنی پچاس کروڑ مسلمان نہیں کر رہا۔ اس وقت دنیا کے گوشہ گوشہ میں احمدی مبلغ پھیلے ہوئے ہیں اور وہ عیسائیت کا مقابلہ کر رہے ہیں اور مقابلہ بھی معمولی نہیں بلکہ ایسا کہ

بڑی بڑی عیسائی طاقتوں نے تسلیم کرلیا ہے

کہ ان کا مقابلہ خوب ہے۔ چند ۲۵ سال ہوئے لکھنؤ میں عیسائیوں کی ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی جس میں یورپ سے بھی عیسائی پادری شامل ہوئے اس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ شمالی ہندوستان میں اب کوئی اچھا شریف اور تعلیم یافتہ آدمی عیسائی نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے۔ تمام پادری جو اس فن کے ماہر تھے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ کیا ہے اس وقت سے عیسائیت کی ترقی رک گئی ہے انہوں نے عیسائیت کی اس قدر مخالفت کی ہے کہ جہاں جہاں اُن کا لٹریچر پھیل جاتا ہے عیسائیت ترقی نہیں کر سکتی۔ پھر افریقہ کے متعلق ایک بڑی بھاری کمیٹی مقرر کی گئی تھی جسے چرچ آف انگلینڈ نے مقرر کیا تھا جس کی سالانہ آمد ہمارے بہت سے صوبوں سے بھی زیادہ ہے وہ چالیس پچاس کروڑ روپیہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس کمیٹی کی طرف سے جو رپورٹ تیار کی گئی اس میں جگہ جگہ یہ ذکر آتا تھا کہ افریقہ میں

عیسائیت کی ترقی محض احمدیت کی وجہ سے رکی ہے

ابھی بارہ مہینے ہوئے ایک پادری جسے افریقہ کے دورہ کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے افریقہ کے دورہ کے بعد یہ رپورٹ کی کہ افریقہ میں عیسائیت کیوں ایک ناکام جدوجہد کر رہی ہے۔ اس نے کئی جگہوں کے نام لئے اور کہا کہ وہاں عیسائیت کے رستہ میں احمدیوں نے روکیں ڈال دی ہیں اور ساتھ ہی اس نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ عیسائیت کی تبلیغ اب افریقن لوگوں میں اچھا اثر نہیں کر سکتی ہاں اسلام کی تبلیغ ان میں اچھا اثر پیدا کر رہی ہے۔ اس نے کہا جب سے افریقہ میں احمدی آگئے ہیں عیسائیت ان کے مقابلہ میں شکست کھاتی جا رہی ہے چنانچہ عیسائیوں کا فلاں سکول جو بڑا اعلیٰ سکول تھا اب ٹوٹنے لگا ہے اور لوگ اس میں

اپنے لوگوں کو تبلیغ کے لئے جنہیں باہر بھیجتے۔ پھر اس نے ایران حالات کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اچھا ہو گا کہ ہم اپنے روپیہ اور اپنی طاقتوں کا اس ملک میں ضیاع کرنے کی بجائے اس میدان کو احمدیوں کے لئے چھوڑ دیں کہ وہ ان لوگوں کو مسلمان بنائیں۔

یہ دشمنوں کا اقرار ہے

جو انہوں نے ہماری تبلیغی جدوجہد کے متعلق کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ بات ہم میں کہاں سے آئی ہے اور یہ جوش ہم میں کیوں پیدا ہوا؟ اس لئے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک آگ پیدا کر دی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ پھر دوبارہ اسلام کو دنیا میں غالب کر دیں۔ پس مسلمان احمدیت کا جتنا بھی مقابلہ کرتے ہیں وہ اسلام کے غلبہ میں اتنی ہی روک پیدا کرتے ہیں اور جتنی جلد لوگ احمدیت میں شامل ہو جائیں گے اتنی جلدی کامل اسلام دنیا میں غالب آ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے

کہ اس وقت جس قدر تحریکیں دنیا میں جاری ہیں وہ سیاسی یا ملکی تحریکیں ہیں۔ صرف ایک تحریک مسلمانوں کی مذہبی تحریک ہے اور وہ احمدیت ہے۔ پاکستان تو اگر کل ہی مضبوط ہو جائے کیا عراقی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ کیا شامی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں کیا لبنانی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ کیا حجازی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ عراقی تو اس بات کے لئے بھی تیار نہیں کہ وہ لبنانی یا حجازی کہلائیں حالانکہ وہ ان کے ہم قوم ہیں۔ پھر لبنانی اور حجازی اور عراقی اور شامی پاکستانی کیسے کہلا سکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ قولاً تو اتحاد کر سکتے ہیں مگر وہ ایک پارٹی اور ایک جماعت نہیں کہلا سکتے صرف

ایک تحریک احمدیت ہی ایسی ہے

جس میں سارے کے سارے شامل ہو سکتے ہیں۔ عراقی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی ہوں۔ عربی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی ہوں۔ حجازی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی ہوں اور عملاً ایسا ہو رہا ہے۔ وہ عرب ہونے کے باوجود اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم احمدیت میں شامل ہیں جس کا مرکز قادیان ہے اور اسی طرح وہ ایک رنگ میں پاکستان کی ماتحتی قبول کرتے ہیں مگر ہر قوم احمدیت میں شامل ہو کر ہی ایک ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عرب جو اس غرور میں رہتا ہے کہ میں اس ملک کا رہنے والا ہوں جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میرا مقابلہ کوئی اور شخص کہاں کر سکتا ہے۔ وہ احمدیت میں شامل ہو کر مرکز ہند و پاکستان کا بھی ادب و احترام کرتا ہے اور یہاں مقدس مقامات کی زیارتوں کے لئے بھی آتا ہے۔ غرض ایک ہی چیز ہے جس کے ذریعہ دنیا میں اسلام پھر متحد ہو سکتا ہے اور جس کے ذریعہ دوسری دنیا پر کامیابی اور غلبہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہ احمدیت ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ

مسلمان دنیا میں ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں

اور ہر جگہ تباہی اور بربادی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سے زیادہ تباہی اور کیا ہوگی کہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کی پچاس ہزار عورتیں اب تک سکھوں اور ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں۔ کیا یہ معمولی ذلت ہے کہ مسلمانوں کی پچاس ہزار عورتوں کو وہ پکڑ کر لے گئے اور ان سے بدکاریاں کر رہے ہیں۔ کیا یہ معمولی عذاب ہے کہ پچھلے دنوں مسلمان دو تین ... مارے گئے۔ پھر فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ مسلمانوں کو نظر نہیں آرہا۔ ابھی حیدر آباد میں جو کچھ ہوا ہے اس سے کس طرح مسلمانوں کو صدمہ ہوتا ہے اور وہ اپنے دلوں میں کیسی ذلت اور شرمندگی محسوس کر رہے ہیں مگر یہ ساری مصیبتیں اور بلائیں ایک لمبی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں اور یہ کیا ہے؟ آخر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کو جو محبت ہے اس کے ظاہر ہونے کا وقت کب آئے گا۔

اور کونسا وہ دن ہو گا

جب خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑکے گی اور مسلمانوں کو اس تنزل اور ادبار سے نجات دلائے گی۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی دنیا میں بھڑکتی ہے یا نہیں اور اگر بھڑکتی ہے تو مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ اس کی غیرت کے بھڑکنے کا کونسا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ اگر وہ سوچتے

تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ پہلے اپنا مامور دنیا میں بھیجتا ہے اور پھر اس مامور کے ذریعہ ہی اس کی غیرت ظاہر ہوا کرتی ہے۔ اس کے سوا خدا تعالیٰ نے کبھی کوئی طریق اختیار نہیں کیا اور یہی ایک طریق ہے جس پر چل کر وہ اب بھی

خدا تعالیٰ کی غیرت کا نمونہ

دیکھ سکتے ہیں۔ یہ بات مسلمانوں کے سامنے پیش کرو اور انہیں سمجھاؤ کہ تمہارا فائدہ، اسلام کا فائدہ اور پھر ساری دنیا کا فائدہ اسی میں ہے کہ تم جلد سے جلد احمدیت میں شامل ہو جاؤ۔ آخر وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے وہ ہم سے رُکتے ہیں۔ ہماری تو ساری تاریخ بتاتی ہے کہ ہم نے ہر موقع پر مسلمانوں کی خدمت کی ہے گو اس کے بعد ہمیشہ اُن کی طرف سے مخالفت ہی ہوئی ہے مگر پھر بھی ہمارا کیا نقصان ہوا۔ ابھی کوئٹہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے ایک جلسہ کیا گیا جس میں لوگوں کو ہمارے خلاف اکسایا گیا۔ ایک احمدی ڈاکٹر میجر محمود احمد رات کے وقت کسی مریض کو دیکھ کر واپس آ رہے تھے کہ وہ تقریر کی آواز سن کر وہاں ٹھہر گئے۔ انہوں نے ابھی موٹر باہر کھڑی کی اور خود تقریر سننے کے لئے اندر جا رہے تھے کہ بعض غیر احمدیوں نے انہیں دیکھ کر شور مچا دیا اور انہوں نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ وہ پتھراؤ کی بوچھاڑ سے بچنے کے لئے ایک طرف اندھیرے میں بھاگے کہ کسی شخص نے وہیں اندھیرے میں خنجر مار کر

انہیں شہید کر دیا

اس واقعہ کے تیسرے چوتھے دن بعد میرے پاس ایک وفد آیا جس میں بلوچستان مسلم لیگ کے وائس پریذیڈنٹ بھی شامل تھے اور پٹھانوں کی قوم کے ایک سردار بھی شامل تھے۔ اُن سب نے کہا کہ ڈاکٹر میجر محمود کے قتل کا جو واقعہ ہوا ہے اس میں صرف پٹھانوں کا قصور ہے۔ ہمارا کوئی قصور نہیں۔ آپ ہم پر بگاڑ نہ کریں۔ پنجابی مولویوں نے یہاں آکر مخالفانہ تقریریں کیں جس سے لوگ مشتعل ہو گئے۔ پھر ایک سردار نے جو اپنی قوم کے رئیس اور میونسپل کمیٹی کے ممبر تھے کہا کہ میں نے پنجابی مولویوں کو بلایا اور اُن سے کہا کہ تم جو احمدیت کے خلاف شورش کر رہے ہو تم یہ بتاؤ کہ قادیان پنجاب میں ہے یا بلوچستان میں۔ انہوں نے کہا پنجاب میں۔ میں نے کہا جب قادیان پنجاب میں تھا اور تم کو ایک لمبا عرصہ احمدیوں کی مخالفت کے لئے مل چکا ہے تو جب تم وہاں رہ کر لوگوں کو تباہ نہیں کر سکے تو یہاں کیا مقابلہ کرو گے۔ اگر تم میں جرأت اور طاقت تھی تو تم نے ان لوگوں کو یہاں آنے سے پہلے کیوں نہ مار ڈالا۔ پھر میں نے پوچھا کہ پنجاب کی آبادی کتنی ہے انہوں نے بتایا کہ اب ڈیڑھ کروڑ ہے پہلے دو کروڑ کی تھی۔ میں نے کہا بلوچستان کی کتنی آبادی ہے انہوں نے کہا ۱۲ لاکھ۔ میں نے کہا تم دو تین کروڑ ہو کر ان لوگوں کو مار نہیں سکے تو ہم بارہ لاکھ کیا کر سکتے ہیں۔ تم کیوں ہمیں ان کی مخالفت کے لئے اکساتے ہو۔

حقیقت یہ ہے

کہ گو قبائلی اپنا سارا زور ہماری مخالفت میں لگا رہا اور ابھی اور لگائے گی لیکن یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ احمدیت دنیا میں غالب آکر رہے گی کیونکہ احمدیت کے بغیر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غالب نہیں آ سکتے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی ذات کے متعلق بھی یہ بات جانتا ہوں کہ میری زندگی کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی زندگی وابستہ ہے اسی لئے خدا مجھے دشمن کے ہاتھوں سے نہیں مرنے دے گا۔ اور وہ میرے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی رستہ ضرور نکال لے گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ساتھ اسلام کی ترقی کو وابستہ کر دیا ہے جو شخص احمدیت پر ہاتھ اٹھاتا ہے وہ اسلام پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ جو شخص احمدیت کو برباد کرنا چاہتا ہے وہ اسلام کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ پس

ہمارا بھی فرض ہے

کہ جب خدا نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا ہے اور ہم کمزوروں اور ناتوانوں کے ساتھ اسلام کی آئندہ ترقی کو وابستہ کر دیا ہے تو ہم اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ ابھی کے باوجود اس کے کہ شہروں میں ہمیں مکان مل سکتے تھے مگر ہم نے نہیں لئے کیونکہ

بھلائی کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں میں بیداری پیدا کرتے رہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان میں تنظیم پیدا کریں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ اُن کی تعلیم اور تربیت کا خیال رکھیں اور یہ چیز بڑے شہروں میں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہاں جماعت بکھری ہوئی ہوتی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ ہمیں شہروں میں جگہیں مل سکتی تھیں ہم نے اُن کی پرواہ نہیں کی اور اس وادی غیر ذی زرع کو پسند کیا۔ اس ارادہ اور نیت کے ساتھ چُنا ہے کہ جب تک یہ عارضی مقام ہمارے پاس رہے گا

ہم اسلام کا جھنڈا اس مقام پر بلند رکھیں گے

اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور جب خدا ہمارا قادیان ہمیں واپس دے دے گا یہ مرکز صرف اس علاقہ کے لوگوں کے لئے رہ جائے گا۔ یہ مقام اُجڑے گا نہیں کیونکہ جہاں خدا کا نام ایک دفعہ لے لیا جائے وہ مقام برباد نہیں ہوا کرتا۔ پھر یہ صرف اس علاقہ کے لوگوں کا مرکز بن جائے گا اور ساری دنیا کا مرکز پھر قادیان بن جائے گا جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے۔ پس ہم یہاں آئے ہیں اس لئے کہ خدا کا نام اونچا کریں۔ ہم اس لئے نہیں آئے کہ اپنے نام کو بلند کریں۔ ہمارا نام شہروں میں زیادہ اونچا ہو سکتا تھا اور ہم اگر اپنے نام کو بلند کرنے کی خواہش رکھتے تو اس کے لئے بڑے شہر زیادہ موزوں تھے بلکہ اُن شہروں کے رہنے والوں نے بھی خواہش کی تھی کہ وہیں جماعت کے لئے زمینیں خرید لی جائیں۔ چنانچہ لاہور کوئٹہ اور کراچی میں چوٹی کے آدمی مجھ سے ملنے کے لئے آتے اور خواہش کرتے تھے کہ انہی کے شہر میں ہم رہائش اختیار کریں۔ کراچی میں بھی لوگوں نے یہی خواہش کی اور کوئٹہ میں بھی لوگوں نے یہی خواہش کی۔

مگر

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ ہمیں ظاہری عزت شہروں میں زیادہ ملتی تھی مگر ہمارا کام اپنے لئے ظاہری عزت حاصل کرنا نہیں بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس جگہ کی تلاش کریں جہاں اسلام کی عزت کو بچا سکیں اور ہم نے اسی نیت اور ارادہ کے ساتھ اس وادی غیر ذی زرع کو چُنا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو یہاں کوئی فصلیں نہیں کہیں سبزی کا نشان نہیں مگر باوجود اس کے ہم نے وہ مقام لیا ہے جو قطعی طور پر آبادی اور زراعت کے ناقابل سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ دے کہ پاکستان نے احمدیوں پر احسان کیا ہے۔ مخالف اخبار والوں نے پھر بھی شور مچا کر کروڑوں کروڑ کی جائداد پاکستان نے احمدیوں کو دے دی ہے۔ یہ زمین ہم نے دس روپیہ ایکڑ پر خریدی ہے اور یہ زمین ایسی ہے جو بالکل بنجر اور غیر آباد ہے۔ اور صدیوں سے بنجر اور غیر آباد چلی آتی ہے۔ یہاں کوئی کھیتی نہیں ہو سکتی۔ کوئی سبزہ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ہل اس زمین کو نہیں لگتا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے خود منٹگمری میں نہری زمین آٹھ روپیہ ایکڑ پر خریدی تھی بلکہ اسی مظفرگڑھ میں ایک لاکھ ایکڑ زمین میاں ممتاز دولتانہ صاحب نے ۱۲ آنے ایکڑ پر خریدی تھی جس سے بعد میں انہوں نے بہت نفع کمایا۔

یہ زمین ہم نے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان اس لئے خریدی ہے کہ

میری ایک رؤیا اس زمین کے متعلق تھی

یہ رؤیا دسمبر ۱۹۴۱ء میں میں نے دیکھی تھی اور ۲۱۔ دسمبر ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اب تک کئی ہزار آدمی یہ رؤیا پڑھ چکے ہیں اور گورنمنٹ کے ریکارڈ میں بھی یہ رؤیا موجود ہے۔ میں نے اس رؤیا میں دیکھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں مگر مقابلہ کے بعد دشمن غالب آگیا اور ہمیں وہ مقام چھوڑنا پڑا۔ باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جا کر اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں ایک جگہ بتاتا ہوں۔ آپ پہاڑوں پر چلیں

وہاں اُس نے ایک پادری کے گرجا بنایا ہوا ہے اور ساتھ اس نے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی ہیں جنہیں وہ کرایہ پر مسافروں کو دیتا ہے وہ مقام سب سے بہتر ہے گو ابھی متردد ہی تھا کہ اس جگہ رہائش اختیار کی جائے یا نہ کی جائے کہ ایک شخص نے کہا آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے۔ اس نے سمجھا کہ ہمیں یہاں رہائش سے اس لئے انکار ہے کہ شاید یہاں مسجد نہیں۔ چنانچہ میں نے کہا اچھا مجھے مسجد دکھاؤ۔ اس نے مجھے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی۔ چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بھی بچھی ہوئی تھیں اور امام کی جگہ ایک صاف قالین مصلیٰ بچھا ہوا تھا۔ اس پر میں خوش ہوا اور میں نے کہا لو

اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسجد بھی دے دی

اب ہم اسی جگہ رہیں گے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ باہر سے آئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ بڑی تباہی ہے بڑی تباہی ہے اور جالندھر کا خاص طور پر نام لیا کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہم نیلے گنبد میں داخل ہونے لگے تھے مگر ہمیں وہاں بھی داخل نہیں ہونے دیا۔ اس وقت تک تو ہم صرف لاہور کا ہی نیلا گنبد سمجھتے تھے مگر بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ نیلے گنبد سے مراد آسمان تھا۔ اور مطلب یہ تھا کہ کھلے آسمان کے نیچے بھی مسلمانوں کو امن نہیں ملے گا۔ چنانچہ لوگ جب اپنے مکانوں اور شہروں سے نکل کر ریفیوجی کیمپوں میں جمع ہوتے تھے تو وہاں بھی سکھ ان پر حملہ کر دیتے اور اُن میں سے بہت لوگوں کو مار ڈالتے۔ اس رؤیا کے مطابق یہ جگہ کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ جب میں قادیان سے آیا تو اسی وقت یہاں اتفاق

چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ سب جج

لگے ہوئے تھے۔ میں نے شیخوپورہ کے متعلق مشورہ کرنا تھا کہ چوہدری عزیز احمد صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے اخبار میں آپ کی ایک اسی رنگ کی خواب پڑھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا ٹکڑہ زمین ہے جو اس خواب کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آیا اور میں نے کہا ٹھیک ہے خواب میں جو میں نے مقام دیکھا تھا اس کے ارد گرد بھی اسی قسم کے پہاڑی ٹیلے تھے۔ صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ میں نے اس میدان میں گھاس دیکھا تھا مگر یہ چٹیل میدان ہے۔ اب بارشوں کے بعد کچھ سبزہ نکلا ہے ممکن ہے ہمارے آنے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں گھاس بھی پیدا کر دے اور اس رقبہ کو سرسبز و شاداب بنا دے بہرحال اس رؤیا کے مطابق ہم نے اس جگہ کو چنا ہے۔ اور

یہ رؤیا وہ ہے

جس کے ذریعہ چھ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمیں آئندہ آنے والے واقعات سے خبر دے دی تھی۔ دنیا میں کون ایسا انسان ہے جس کی طاقت میں یہ بات ہو کہ وہ چھ سال پہلے آئندہ آنے والے واقعات بیان کر دے۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں جبکہ قادیان پر حملہ کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا پھر قادیان کو چھوڑنا کسی کے خیال میں بھی آ سکتا تھا۔ کون خیال کر سکتا تھا کہ مسلمانوں پر ایک بہت بڑی تباہی آنے والی ہے اتنی بڑی کہ وہ اپنے شہروں اور گھروں سے نکل کر آسمان کے نیچے ڈیرے ڈالیں گے تو وہاں بھی وہ دشمن کے حملہ سے محفوظ نہیں ہوں گے مگر یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے مطابق ہمیں ایک نیا مرکز بھی دے دیا۔ یہاں جس قسم کی مخالفت تھی اس کے لحاظ سے اس مرکز کا ملنا بھی

اللہ تعالیٰ کی تائید

اور اس کی قدرت کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے تصرف کیا کہ مخالفین کے اخباروں نے پیچھے شور مچایا اور ہمارا سودا پہلے طے ہو چکا تھا۔ پھر اس قدر جھوٹ

خدا نے ویرانہ کو دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع بنا دیا

"اصل بات یہی ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ویرانہ کو آبادی اور آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے شہر بابل کے ساتھ کیا کیا؟ جس جگہ انسان کا تصور تھا کہ آبادی ہو وہاں نحوست اتر دی سو ویرانہ بن گیا اور اُلّوؤں کا مسکن ہو گیا۔ اور جس جگہ انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع ہو گیا۔"

(حضرت مسیح موعود)

سے کام لیا گیا کہ اس زمین کے متعلق انہوں نے لکھا کہ حکومت کو پندرہ سو روپیہ فی ایکڑ ملنا تھا اور کئی مسلمان انہیں اسے یہ روپیہ پیش کر رہے تھے مگر حکومت نے یہ ٹکڑا برائے نام قیمت پر احمدیوں کو دے دیا گویا اُن کے حساب سے پندرہ لاکھ روپیہ اس ٹکڑے کا حکومت کو مل رہا تھا مگر حکومت نے اس کی پرواہ نہ کی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے فوراً اعلان کروایا کہ پاکستان کا اتنا نقصان ہم برداشت نہیں کر سکتے اگر اتنا روپیہ دے کر کوئی شخص یہ زمین خرید سکتا ہے تو وہ اب ہماری جماعت سے یہ زمین اتنی قیمت پر لے لے تو یہ سارے کا سارا روپیہ حکومت پاکستان کو دے دیں گے مگر

حقیقت یہ ہے

کہ پندرہ سو روپیہ فی ایکڑ تو کیا پندرہ روپیہ فی ایکڑ بھی کوئی شخص دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ گورنمنٹ نے خود اپنے گزٹ میں اس کے متعلق متواتر اعلان کرایا مگر اسے پانچ روپیہ فی ایکڑ کی بھی کسی نے پیشکش نہ کی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہم قادیان سے باہر آگئے ہیں اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہم یہاں ایک نیا مرکز بسانا چاہتے ہیں۔ ہر چیز ہمارے لئے حاصل ہو سکتی ہے اور کسی لحاظ سے ممکن ہے ہمارے اس ارادہ میں بھی کوئی روک حائل ہو جائے لیکن

ہمارا ارادہ اور ہماری نیت یہی ہے

کہ ہم یہاں ایک مرکز بنا کر اسلام کے غلبہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں ہمارا حامی و مددگار ہو۔ ہم نے اس وادی غیر ذی زرع کو جس میں فصل اور سبزیاں نہیں ہوتیں اس لئے چنا ہے کہ ہم یہاں نہیں اور اللہ تعالیٰ کے کام کو بلند کریں مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ساری فصلیں اور سبزیاں اور ثمرات خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں پس اول تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو صاف کرے اور ہمارے ارادوں کو پاک کرے اور پھر ہم اس سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ کے ظلّ کے طور پر اس مرکز کے ذریعہ بھی اپنا فضل ہم کو بھی اس وادی میں ہر قسم کے ثمرات پہنچا دے گا۔ ہماری دعا یہاں کسی بند کے سپرد نہیں خدا تعالیٰ کا ہاتھ اپنے پاس سے ہم کو کھولے گا اور ہم اُس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے رہنے والوں میں دین کا اتنا جوش پیدا کر دے۔ دین کی اتنی محبت پیدا کر دے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا عشق پیدا کر دے کہ وہ پاگلوں کی طرح دنیا میں نکل جائیں اور اس وقت تک گھر نہ لوٹیں جب تک دنیا کو فتح نہ کر لیں

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت

قائم نہ کر دیں۔ بے شک دنیا کہے گی کہ یہ لوگ پاگل ہیں مگر ایک دن آئے گا اور یقیناً آئے گا اور یقیناً آئے گا یہ آسمان ٹل سکتا ہے یہ زمین ٹل سکتی ہے مگر یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا کہ خدا ہمارے ہاتھ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر دے گا اور وہ لوگ جو آج ہمیں پاگل کہتے ہیں شرمندہ ہو کر کہیں گے کہ اس چیز نے تو ہو کر ہی رہنا تھا آثار ہی ایسے نظر آ رہے تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ چیز ضرور وقوع میں آ کر رہے گی جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب لوگ پاگل کہتے تھے مگر اب عیسائی یہ کہتے ہیں کہ اُس وقت دنیا کے حالات ہی اس قسم کے تھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوتی اور باقی مذاہب شکست کھا جاتے۔ جس طرح پہلے مخلص کہلانے والے لوگ پاگل ثابت ہوئے اسی طرح اب بھی مخلص کہلانے والے لوگ ہی پاگل ثابت ہوں گے اور دنیا پر اسلام غالب آ کر رہے گا۔ آؤ اب ہم ہاتھ اٹھا کر عاجزی سے بھی اپنے دلوں میں

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں

کہ وہ ہمارے ارادوں میں برکت ڈالے اور ہمیں اس مقدس کام کو دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ اس کے بعد اس رقبہ کے چاروں کونوں پر قربانیاں کی جائیں گی اور ایک قربانی اس رقبہ کے وسط میں کی جائے گی۔ یہ قربانیاں اس علامت کے طور پر ہوں گی کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے اور خدا تعالیٰ نے اُن کی قربانی کو قبول فرما کر بکرے کی قربانی کا حکم دیا تھا اسی طرح ہم بھی اس زمین کے چاروں کونوں پر اور ایک اس زمین کے سنٹر میں اپنی نیت اور ارادہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں کہ خدا ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ اس راہ میں قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بادۂ عرفاں سے ہر پیر و جواں مخمور ہے

(حفیظ احمد صاحب اسلم۔ پشاور)

روح پر ہے وجد طاری اور دل مسرور ہے
بادۂ عرفاں سے ہر پیر و جواں مخمور ہے
گلستانِ دہر میں اک سیلِ رنگ و نور ہے
وادیٔ ہستی کا ہر ذرہ جہانِ طور ہے

تیرگی میں جگمگا اٹھی مسرت کی کرن
ربطۂ عیش و طرب پر آج ہیں سب نغمہ زن
اہلِ ایماں میں بپا جشنِ مسرت دیکھئے
احمدیت کی جہاں میں شان و شوکت دیکھئے

ضو فشاں ہے ہر طرف مہرِ خلافت دیکھئے
چھٹ گئی ہے وہ ہستۂ باطل کی ظلمت دیکھئے
آسماں سے ہو رہی ہے ہر گھڑی بارانِ نور
ہو گیا ہے 'قدرتِ ثانی' کا دنیا میں ظہور

ہر نظر میں سینکڑوں فردوس رعنائی لئے
ہر نفس میں لاکھ اندازِ مسیحائی لئے
لغزشِ مستانہ میں دنیا کی دانائی لئے
ضعف میں اپنے جہاں بھر کی توانائی لئے

مہدیٔ مسعود کا موعود بیٹا آ گیا
اور دنیا کے کناروں تک یہ شہرت پا گیا
نغمہ خواں ہیں آج ہم محمود تیری شان میں
شام میں اسپین میں اٹلی میں انگلستان میں

تیرے دیوانوں کے چرچے مصر میں ایران میں
ہند میں برما میں افریقہ میں پاکستان میں
اور انڈونیشیا میں بھی ہیں تیرے بندہ چاک
الغرض ہر سمت تیرے نام کی بیٹھی ہے دھاک

موسمِ گل کا ہُوا آغاز

عبدالرشید صاحب تبسم ایم اے

زرد چہرے کا شغف رازِ نہاں بنتے گئے
حادثاتِ عشق خود اپنی زباں بنتے گئے

اِک خلش سے زندگی کچھ اس طرح خوگر ہوئی
خار آخر باعثِ آرامِ جاں بنتے گئے

آخرِ شب کچھ ستارے بجھ کے خاکستر ہوئے
کچھ فروغِ نور سے ماہِ جواں بنتے گئے

آزمائش تھی ہماری طاقتِ پرواز کی
ماورائے عرش تازہ آسماں بنتے گئے

جانے کس منزل کی جانب شوق ہم کو لے چلا
مہر و مہ اکثر ہمارے ہم عناں بنتے گئے

ابتدا میں ایک ناقہ تھا متاعِ رہرواں
رفتہ رفتہ راستے میں کارواں بنتے گئے

ہم نے دیکھا ہے امیرِ کارواں کا معجزہ
راہزن آکر ہمارے پاسباں بنتے گئے

موسمِ گل کا ہُوا آغاز کس انداز سے
باغ میں ہر سمت تازہ آشیاں بنتے گئے

جن اشاروں کا بھری محفل میں کچھ مطلب نہ تھا
ہوکے وہ منسوب ہم سے داستاں بنتے گئے

اپنی بے سامانیوں کا ذکر ہم کرتے رہے
مسکرا کر وہ ہمارے میہماں بنتے گئے

شرم سے ان کی نگاہیں فرش پر جھکتی رہیں
خاک کے ذرّے حریفِ کہکشاں بنتے گئے

محوِ حیرت ہیں تبسمؔ عرش پر شمس و قمر
پیکرِ خاکی خدا کے ترجماں بنتے گئے

ہے یہ اک امتحان کی صورت

مکرم عبدالمنان صاحب ناہید

آج اک آستان کی صورت
دل میں گزری گمان کی صورت

ہم نے ربوہ کو بھی بسایا ہے
پر کہاں قادیان کی صورت

دیں مقدم ہُوا جو دنیا پر
ہے یہ اک امتحان کی صورت

اک طرف خالق اک طرف مخلوق
وتر اک دو کمان کی صورت

ہم پہ ہے مہرباں ہمارا خدا
مادرِ مہربان کی صورت

پسرِ موعود بھی تو ہے ناہیدؔ
خود مسیحِ زماں کی صورت

آمدِ مسیحِ موعود

محترم ڈاکٹر محمود صاحب ایمن آبادی

ملے ہیں تیرے آنے سے ہمیں وہ درسِ قرآنی
کہ جن کی یاد سے روشن ہے دل میں شمعِ ایمانی

ضرورت تھی کہ اس کا سینہ ایماں سے منور ہو
فقط کہنے کو تھی باقی مسلماں کی مسلمانی

یہ حالت دیکھ کر رحمت خدا کی جوش میں آئی
"شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربانی"

درِ رحمت کھلا اور جھومتا ابرِ کرم آیا
ملا ہر حق کے تشنہ لب کو جامِ نورِ عرفانی

غلام احمد مرسل مسیحِ وقت آپہنچا
دیا جس نے مسلمانوں کو پھر درسِ مسلمانی

دورِ ابتلا اور دعا

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

الٰہی جماعتوں پر دورِ ابتلا آتے رہے اور آتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آجکل جماعت احمدیہ پھر ایک دورِ ابتلا سے گزر رہی ہے وجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی لمبی علالت اور اس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کا فائدہ اٹھا کر مشکوک باتوں کا پھیلانا اور طرح طرح سے اپنے بیمار دلوں کا گند دوسروں تک پہنچانے کی کوشش اور مختلف قسم کی بدگمانیاں پیدا کرنا جن کو وہی دل قبول کر سکتے ہیں جن میں پہلے ہی خراب جراثیم موجود ہوں۔ اور وہ بھی جن کی سادگی بے وقوفی کی حد تک پہنچ چکی ہو۔ یہ تو سبھی نے دیکھا ہے کہ جب تیز و تند آندھیاں چلتی رہیں تو بعض بظاہر بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کے گرتے ہیں یا بیچ سے ٹوٹ کر گر جاتے ہیں اور نرم نرم پودے اسی طرح کھڑے نظر آتے ہیں۔ جو گرتے ہیں تو ان کی جڑ پہلے سے کرم خوردہ اور گھن کھائی ہوئی ہے یا ان کو ان کی سختی ہی نقصان پہنچاتی ہے کہ بجائے محض لچک کر سنبھل جانے کے وہ ٹوٹ ہی جاتے ہیں۔ تو اس قسم کے ابتلا بھی آندھی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ ہم اپنے قلوب میں نرمی پیدا کریں اور صاف دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاؤں کے لئے ہمیشہ سے بہت زیادہ جھک جائیں کہ وہ ہمارا خود حافظ و ناصر ہو جائے۔ ہم ٹوٹنے والوں میں نہ ہو جائیں بلکہ یہ آندھی ہمیں جھکا لے۔ محض عاجزی کے ساتھ دعائے دردِ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو جائے اور ہم ہر امتحان میں اس کی نصرت سے پورے اتریں۔

ایک کہانی بہت عرصہ گزرا پڑھی تھی شاید شیکسپیئر کے کسی افسانہ کا ترجمہ تھی۔ ایک عورت کان میں زہر ڈالکر اپنے شوہر کو ہلاک کرتی ہے۔ مجھے اسی وقت خیال آیا تھا کہ غیبت وغیرہ اور غلط الزام طرازیاں کو دوسروں تک پہنچا کر ان کو خراب کرنا سب سے بڑا کان کا زہر ہے اور حقیقی یہ کان کا زہر سب زہروں سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔ منافقین اور فتنہ پرداز لوگ اسی زہر سے کام لے کر اپنی جانب سے جماعتوں اور قوموں کو تباہ کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ مجھے اپنے گوشہ تنہائی میں بیٹھے بیٹھے بھی کسی نہ کسی بات سے یہ شدید احساس ہو گیا ہے کہ ان ایام میں پھر "کان کے زہر کا نسخہ" کام کرنے لگا ہے۔ اسی بنا پر میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں سے التجا کرتی ہوں کہ ہوشیار ہوں۔ بچائیں اپنے نفوس کو اور اپنے سب عزیزوں دوستوں کو اس مہلک زہر سے۔ اور اپنے آپ کو ہر گھڑی چوکس اور تیار رکھیں۔ فراست مومنانہ سے کام لیں۔ جب بھی کوئی کسی مشیر یا پیرایہ میں اور بڑا میٹھا اور ہمدردِ دین و احمدیت بن کر بھی ایسی بات کرے جس سے فتنہ کی بو آتی ہو اس کو فوراً ٹوک کر دیں۔ اگر سلسلہ کے ذمہ دار افراد پر اس شخص کو کوئی اعتراض ہے تو اس کو کہہ دیں کہ وہ اس کو کہے کہ آپ کے پاس آیا کیوں؟ وہ کیوں اپنے شکوک سے دور کرنے کو سیدھا صاحب معاملہ کے پاس نہیں گیا؟ اور اپنے دل کو صاف کرنے کے لئے راہ راست اس نے کیوں اختیار نہیں کی؟

یہ پس پشت مظلوم و مسکین صورتیں بنا کر باتیں کرنے والے خود اشد ظالم ہیں کہ خود تو ڈوبتے ہیں اور ساتھ دوسروں کو بھی ڈبونا چاہتے ہیں ان کا علاج یہی ہے کہ پکڑیں ہاتھ اور لے جائیں جماعت کے ذمہ دار احکام کے پاس کہ اب کرو بات اور جو کہنا چاہتے ہو منہ پر کہو اگر سچے ہو اور جرأت رکھتے ہو کہ ثبوت و گواہ اپنے اعتراضات و الزامات کے متعلق پیش کر سکو اور اگر یہ محض فتنہ انگیزی ہے جس میں ہمیں ملوث کرنا چاہتے ہو تو جاؤ دور رہو یہاں سے اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔

اور ان حالات میں سب سے بڑا علاج تو یہی ہے کہ ہم سب دعاؤں پر زور دیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ وہ ہماری جو بھی ہوں ہماری غلطیاں کو معاف فرما دے اور ہمارے دلوں کی صفائی میں خود ہماری مدد فرمائے۔ ہمارے ارادے ہماری نیتیں نیک رہیں۔ ہمارے گھروں اور ہمارے دلوں میں نیکی اور تقویٰ کے بیج ڈالے اور ہر شر سے اور ہر فتنہ سے ہم کو اور ہماری اولادوں کو محفوظ رکھے۔ ہماری کمزوریوں سے وہ وقت نہ آئے کہ دشمنوں کو ہنسنے کا موقعہ ملے اور وہ خوش ہوں۔ اے ہمارے ازلی ابدی خدا ہماری مدد کو آ خاص نصرت فرما۔ ہمارے قلوب کو پاک فرما اور ہمیں حقیقی احمدیت کا وہ نمونہ بنا جیسا کہ ہمیں ہونا چاہیئے۔ گرتے ہوؤں کو سنبھال لے ہمیں اپنا ہی بنا لے ہمیشہ کے لئے ہمارا سہارا بن۔ ہمارے ہاتھ اپنے دستِ رحمت میں تھام لے۔ ہم تیری راہ میں ثابت قدم رہیں اور ہمارے انجام بخیر ہوں اپنی آغوشِ رحمت میں سایہ مغفرت میں ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہمیں اے ہمارے کریم و رحیم خدا سرخرو پہنچانا۔ آمین ثم آمین

والسلام

مبارکہ

ماضی کے خزانے

خدائی رحمت کی بے حساب وسعت

مومنوں کو کسی حال میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت لطیف حوالہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ)

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔

یعنی میرا عذاب تو میرے اٹل قانون کے ماتحت صرف ان لوگوں کو پہنچتا ہے جو کسی امر میں خلاف ورزی کر کے اس قانون کی زد میں آ جاتے ہیں۔ لیکن میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے اور اس کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔

اس لطیف آیت میں جو مَنْ اَشَآءُ کے الفاظ آتے ہیں ان سے قرآنی محاورہ کے مطابق خدا تعالیٰ کا عام قانون مراد ہے جو نعوذ باللہ یہ منشاء نہیں کہ عذاب تو خدا کی مرضی کے مطابق آتا ہے۔ مگر رحمت گویا اس کی مرضی کی حدود کو توڑ کر بے اختیار نکلتی رہتی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی قرآن مجید میں خدا کی مشیئت کا ذکر آتا ہے اور اس قسم کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ لو شاء اللہ اور ان یشاء اللہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ وغیرہ وغیرہ۔ وہاں خدا تعالیٰ کے عام قانون قضاء و قدر اور عام قانون جزاء و سزا کی طرف ہی اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہ ایک خاص نکتہ ہے جو دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے قرآنی تفسیر میں بہت سی مشکلات کے حل کا رستہ کھلتا ہے۔

اوپر کی درج شدہ آیت کے علاوہ حدیث میں بھی خدائی رحمت کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں کہ

رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ

یعنی خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ میری رحمت ہمیشہ میرے غضب پر غالب رہے گی۔

یعنی میرے انعام اور میری عفو کا پہلو میرے غضب اور میری سزا کے پہلو سے کبھی مغلوب نہیں ہو گا۔ اور میری بخشش اور میری عنایات کا پلہ ہمیشہ جلد زیادہ بھاری رہا ہے۔ مگر اور کبھی سر نگوں نہیں ہو گا۔ چنانچہ اسی عدیم المثال رحمت خداوندی کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ:۔

یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَۃٌ ھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ تُضِیْءُ وُجُوْھُھُمْ اِضَاءَۃَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔

یعنی میری امت میں سے ستر ہزار انسان بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے اس طرح چمکتے ہوں گے جیسے کہ چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔

اس لطیف حدیث میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حضرت افضل الرسل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیض استقلال کو پہنچا ہوا ہے اور آپ کی روحانی تاثیرات اتنی بلند پایہ ہیں کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار انسان (جس سے عربی محاورہ کے مطابق بے شمار لوگ مراد ہیں) ایسے روحانی مرتبہ پر فائز ہوں گے اور ان کے لئے خدائی فضل و کرم اس قدر جوش میں ہو گا کہ قیامت کے دن ان کے حساب و کتاب کی ضرورت نہیں سمجھی جائے گی۔ اور وہ گویا بغیر امتحان کے ہی پاس شمار کئے جائیں گے۔ اور غالباً اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس پاک گروہ کی عام نیکیاں کردار اور معمولی انسانی لغزشیں ان کی غیر معمولی دینی خدمات اور ان کے قلبی تقویٰ و طہارت کی وجہ سے نظر انداز کر دی جائیں گی۔ یہ وہی ابدی فلسفہ مغفرت ہے جو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔

یعنی خدا تعالیٰ نے مثبت نیکیوں میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ انسانی کمزوریوں اور لغزشوں کو اس طرح بہا کر لے جاتی ہیں جس طرح کہ پانی کا تیز دھارا کسی دھبہ کو بہا لے جاتا ہے اور اس کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔

الغرض اسلام میں خدائی رحمت کو اتنی وسعت حاصل ہے کہ اس کا کوئی حد و حساب نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدائی رحمت کے دو پہلو ہیں۔ ایک نیک جزا اور انعام و اکرام کی عدیم المثال افزائش اور دوسرے بخشش و ستاری اور عفو و مغفرت کا اعلیٰ ترین اظہار۔ رحمت کے یہ دونوں پہلو خدائے اسلام میں اس درجہ اتم صورت میں پائے جاتے ہیں کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ چونکہ عیسائیوں نے تو گناہ کی معافی کے سوال کو خدائی عدل کے منافی سمجھ کر کفارہ کے غیر طبعی عقیدہ میں پناہ لی اور ہندؤں نے خدائی بخشش کو محدود قرار دیتے ہوئے تناسخ کا غلط عقیدہ ایجاد کیا۔ اور نسل انسانی کو ان لوگوں کے چکر میں پھنسا کر چھوڑ گئے۔ لیکن اسلام کا خدا اپنی رحمت کی وسعت اور انسان کی منفعت کے لحاظ سے بےنظیر رحمت کا خزانہ ہے پرستاروں کو حال ہی نیت کی بناء پر کس شان اور کس زور کے ساتھ فرماتا ہے کہ:۔

(قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ .... اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا) یعنی اے میرے بندو! خدا کی رحمت سے کسی صورت میں بھی مایوس نہ ہوا کرو .... خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ مگر شرط وہی ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ یعنی نیکیوں کے پانی سے گناہ کی آگ کو بجھاتے چلے جاؤ اور خدا کے دامن سے چمٹے رہو۔

اسی تعلق میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت لطیف حوالہ ملا ہے جس سے روح وجد میں آ کر جھومنے لگتی ہے۔ حضور خدائی رحمت و بخشش کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں بعض دفعہ حیرت کا آہوں کو تو دیکھتا کے پرے ملنا کوئی بڑی بات ہو تو ڈھنڈ ۔ لیکن یہ بات تو سچ مچ کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس واسطے دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں خدا کے حضور ...... تجاوز کر لیتے ہیں رکھ جتنا خدا کے ... دعا کی رحمت گناہوں کی وجہ سے پہنچ سکیں گویا ایک ہی بات ہے

فرما دیا ہے کہ حقیقت کی وجہ تمام مسلمان پس دوسرے کو جس نے جرأت ہی ایمان کی دو کرنے کی تیز دعا کی توفیق تم کو دے بعض لوگ کم ہمت ہوتے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ کوئی سنو طالب بات کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت نماز وظیفہ کیا مگر کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ایسا آدمی جو تھک جانے نامرد اور مخنث ہے یاد رکھو۔۔

گر نہ باشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جو شخص صبر کے ساتھ دامن پکڑتا ہے وہ مر جائے گا بھی کسی راستی پر وہ نہ کرو بخواہ چیز چھٹتے بھی زیادہ ہوتی اور بھی مایوس نہ ہو۔ یقیناً خدا رحیم و کریم اور حلیم ہے۔ ... وہ توبہ کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ تم دعا میں مصروف رہو۔ اور اس بات سے مت گھبراؤ کہ جذبات انسان جو شخص سے گناہ صادر ہوتا ہے وہ خدا سب کا حاکم ہے وہ چاہے تو فرشتوں کو بھی حکم دے سکتا ہے کہ تمہارے گناہ نہ لکھے جائیں"۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء مطبوعہ بدر ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء)

یہ لطیف تحریر انسان کی فطرت ... اور خدا کی فطرت سے حضرت کے تعلق کی جان ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو اعمال صالحہ کی رغبت و ذوق و شوق کی وجہ سے انسان طبعاً گناہ پر دلیر ہونے سے رکتا اور خوف کھاتا ہے۔ اور دوسری طرف خدائی مغفرت کا تصور اسے مایوس ہونے سے بچاتا اور کوشش ترک کرنے سے روکتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا ذکر ہماری حدیث میں آتا ہے کہ الایمان بین الرجاء والخوف۔ یعنی ایمان کی سچی امید اور خوف کے بین بین رہنے میں مضمر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کے آخر میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ

"خدا سب کا حاکم ہے وہ چاہے تو فرشتوں کو بھی حکم دے سکتا ہے کہ تمہارے گناہ نہ لکھے جائیں"

ان کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان گناہ پر دلیر کیا جائے بلکہ یہ الفاظ گنہگار انسانوں کو مایوس ہونے سے بچانے اور ہر حال میں خدا کے دامن میں لگے رہنے اور ہر صورت میں خدائی رحمت پر نگاہ رکھنے کی خاطر تحریر فرمائے گئے ہیں۔

دراصل بعض مومنوں کا یہ مقام کہ وہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی کی حدیث کے مطابق بغیر حساب کے بخشش پانے والے گروہ میں شامل ہو جائیں یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول کے مطابق فرشتے ان کی بعض کمزوریوں اور لغزشوں کے لکھنے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ بعض خاص شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:-

۱۔ یہ کہ صرف وہی شخص اس مخصوص خدائی رحمت کا جاذب بن سکتا ہے۔ جو اپنے نفس کے مطالعہ میں مصروف رہے یعنی باالفاظ دیگر اسے دل کا تقویٰ حاصل ہو جو گویا اعمال صالحہ کی روح ہے۔ حقیقتاً بغیر کوئی شخص اپنے نفس کے جائزہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ اور دل کا تقویٰ وہ چیز ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

۲۔ وہ بدیوں کو ترک کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہے اور خواہ وہ اس کوشش میں کتنی ہی ناکام رہے مگر کسی صورت میں اس کوشش کو نہ چھوڑے اور نفس کا مجاہدہ برابر جاری رکھے۔

۳۔ وہ دعاؤں میں لگا رہے۔ اور ہر حال میں خدائی نصرت و حفاظت کا طالب ہو۔

۴۔ وہ نماز تہجد کا التزام کرے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گڑگڑانے کی عادت ڈالے۔ کیونکہ تہجد وہ چیز ہے جو قرآنی تعلیم کے مطابق نفس کی خواہشوں کو کچلتی اور دعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولتی اور انسان کو اس کے ذاتی مقام محمود تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے۔

۵۔ وہ ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو اور دعاؤں اور بدیوں کو ترک کرنے کی کوشش میں تھک کر نہ بیٹھے۔ اور خدا کے رستہ میں نامرادی نہ دکھانے بلکہ مردانہ وار لڑتا رہے۔ خواہ اسے بظاہر شکست ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا تو کم از کم اس تک پہنچنے کی کوشش میں جان دے دے۔

۶۔ وہ کسی صورت میں بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور خواہ اس کے نفس کی خواہشیں کتنا ہی جوش ماریں وہ ہر حال میں خدا کی رحمت اور مغفرت پر بھروسہ رکھے۔ اور اس کے متعلق بدظنی سے کام نہ لے۔

یہ وہ چھ اصولی شرائط ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس لطیف حوالہ سے ثابت ہوتی ہیں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ جس شخص میں یہ شرائط پائی جائیں وہ اپنی بعض کمزوریوں کے باوجود خدا کی خاص رحمتوں کا وارث بنے گا۔ اور اس کی نیکیوں اور دعاؤں اور دل کے تقویٰ کی وجہ سے فرشتے اس کی لغزشوں کے لکھنے سے رکے رہیں گے۔ یہ وہی اوپر کی لطیف مغفرت ہے جس کی طرف جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔

یعنی "نیکیاں، بدیوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کے جاتی ہیں۔ اور خدا کے دربار میں ان کا نام و نشان نہیں چھوڑتیں"

پس آؤ کہ ہم اس رمضان کے مبارک مہینہ میں اپنے خدا سے یہ عہد کریں کہ ہم ان چھ شرائط کے پابند رہیں گے جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے یعنی ہم اپنے دلوں میں تقویٰ کا درخت لگائیں گے۔ جو عمل صالح کی روح اور ہر ایک نیکی کا جڑ ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ ہم دعاؤں کو اپنا حرز جان بنائیں گے اور خصوصاً تہجد کے جو مقبولیت میں اولٰی درجہ دعاؤں کی عادت ڈالیں گے۔ ہم ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے ساتھ ہر حال میں خدا کے دامن کو پکڑے رہیں گے اور ہم کسی صورت میں بھی اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں گے تاکہ جب ہم قیامت کے دن خدا کے دربار میں حاضر ہوں تو ہم دیکھیں کہ ہماری نیکیاں اور دعائیں ہمارے آگے آگے نورانی کرنوں کے ساتھ چمک رہی ہیں۔ مگر ہماری کمزوریوں کے صفحات خالی ہیں کیونکہ فرشتوں نے خدا کا اشارہ پا کر انہیں لکھنے سے اپنے ہاتھ روک لئے تھے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اور اپنے حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں کے طفیل ہمیں حشر کے دن شرمندہ اور ذلیل ہونے سے محفوظ رکھ۔ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

آپ نے زیست کے سکھلائے قرینے مجھ کو

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

رات تڑپایا بہت یاد نبی نے مجھ کو
کوئی پہنچا دو کسی طور مدینے مجھ کو

سر کے بل آؤں گا جب آپ بلائیں گے مجھے
اڑ کے پہنچوں گا بلا لیجئے مدینے مجھ کو

آپ پر سید ابرار خدا کی رحمت
آپ نے زیست کے سکھلائے قرینے مجھکو

آپ سے پیار جو کرتے ہیں وہ ہوتے ہیں قبول
یوں ہی بتلایا ہے قرآں کی وحی نے مجھ کو

نام سن پاتا ہوں جب اپنے محمدؐ کا کہیں
اشک پڑتے ہیں مرے جبر سے پینے مجھکو

دردِ عشقِ دینِ محمدؐ کے جو ٹپکے شب ہجر
میرے آنسو نظر آتے ہیں نگینے مجھ کو

مرے اللہ تم اسلام نے بے حال کیا
رحم کر تو نہ یہ غم دے کہ نہ جینے مجھ کو

زندگی بار گراں بن گئی فرقت میں تری
ایک پل لگتا ہے جیسے ہوں مہینے مجھ کو

ناصحا دور ہو۔ جا اور کسی کے سر ہو
غم رسیدہ ہوں نہ کر تنگ شہ پینے مجھ کو

بندۂ درگہ عالی ہوں مجھے اور سے کیا
نہ کسی شخص سے الفت ہے نہ کینے مجھ کو

آہ تاثیر کرے گی یہ مرے اشک رواں
پار لے جائیں گے بن بن کے سفینے مجھ کو

راز کھلتا نہ کبھی غیر پہ میرا ہرگز
کیا ہی رسوا کیا پلکوں کی نمی نے مجھ کو

اس کی قامت نے مری مجھ پہ حقیقت کھولی
خود سے نادم کیا اس سرو سہی نے مجھ کو

لطف پروائی کے ہے موقوف بہار گلشن
راز بتلایا ہے یہ پھول کے کلی نے مجھ کو

تپ نہیں ہے یہ تپ عشق ہے اے ہمدم خام
دل کی گرمی ہے جو آتے ہیں پسینے مجھ کو

دل میں پوشیدہ غم عشق لئے پھرتا ہوں
نہ مرے درد کو سمجھا نہ کسی نے مجھ کو

خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ کے قیام کے چشم دید حالات

اگر احمدیت سچی ہے اور اس نے ترقی کرنا ہے تو پھر خلافت کا قائم رہنا بھی ضروری ہے

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب مرحوم

اگر احمدیت سچی ہے اور حقیقی سچی ہے تو خلافت کا وجود بھی از بس ضروری ہے۔ اگر احمدی احباب اور دوسرے لوگ بھی یہ جانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو دوبارہ کامیاب و زندہ کیا ہے اور اس کی شکست کو فتح میں بدل کر دکھا دیا ہے۔ تو آپ کی اس جماعت کے وجود کو خلافت کے ذریعہ جاری رکھنا ضروری ہے۔

دنیائے اسلام خوب اچھی طرح جانتی ہے کہ آج وہ اسلام جو صحابہ کرام کے زمانہ میں تھا مفقود ہے جس کا ایک ہی ثبوت کافی ہے کہ مسلمان خواہ کسی حکومت یا خطہ زمین سے یا کسی بھی نظام سے تعلق رکھتے ہوں تبلیغ اسلام کے فریضہ کے ادا کرنے سے محروم ہیں اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان لوگوں کو اسلام کا وہ حسن نظر نہیں آتا جو صحابہ کرام کو نظر آتا تھا۔ اس لئے وہ اس کی تبلیغ کر ہی نہیں سکتے۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے جناب حالی یوں فرماتے ہیں:

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم میں مبعوث ہوتا پیمبر
تو نیز جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گر اب یہاں سب ہماری بتاتی

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ کمزوری جو اسلام میں نمودار ہوئی ہے وہ سچے ایمان کی کمی اور عمل صالح کا معیار مفقود ہونے کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور غیر صالحیت اور بدعات کو لاکھوں علماء کی موجودگی کے باوجود فروغ حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو اس کا موجب زیادہ تر علماء کی علمی اور عملی کمزوری ہی ہے۔ اسلام کے خدا نے قرآن کریم میں فرمایا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام کہ اللہ کے نزدیک حقیقی دین اسلام ہی ہے اور پھر فرمایا تھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون لیکن ہم نے ہی اس قرآن و اسلام کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اسی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذات والا صفات کے ذریعہ چودھویں صدی کے آغاز پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نظام قائم فرمایا۔ یہ نظام یقیناً حسب بشارات قرآنیہ و حدیثیہ قائم ہوا ہے اور خالص توحید پر مشتمل ہے اور ہر قسم کی بدعات سے پاک ہے کیونکہ اس کا نور آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ اسی نور کا ظہور ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے مکہ میں نازل ہوا تھا۔ ہم ایک عرصہ تک اس نور سے فیضیاب ہوتے رہے بالآخر اس نور کو لانے والا مقدس وجود اللہ تعالیٰ کی سنت کے ماتحت اپنا کام ختم کر کے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہم سے رخصت ہو گیا۔ اس وقت ہم مخلص احمدی افراد کی یہ حالت تھی کہ ہمیں اپنی جسمانی زندگی ختم ہوتی نظر آتی تھی کیونکہ جو آسمانی نور ہمیں ملا تھا وہ ختم ہوتا نظر آتا تھا اور ہمیں اس نور کے چھپ جانے کی وجہ سے بجز اس کے کچھ چارہ نظر نہ آتا تھا کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی شمعوں کو ایک جگہ جمع کر کے نور احمدی کی کامل شمع کا نظارہ پیش کرتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ کے نظارہ کو جو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالمقابل بجا تھا جاتے ہیں جاری رکھیں۔ خوش قسمتی کہ ہمیں اس سبیل کی سمجھ آ گئی کہ جس سے یہ شمعیں ایک جگہ جمع ہو سکتی تھیں وہ اس مبارک مقام پر جمع ہو جانا تھا جس کا نام خلافت اسلام نے پہلے سے ہی نور الدین رکھا ہوا تھا۔ یہ اجتماع جماعت اسی وقت میسر آ گیا۔ جس وقت پیارے احمد کی مفارقت دکھ میں آ گئی لیکن یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ حضرت مولوی صاحب اپنی جگہ اس بوجھ کو اٹھانے سے ترساں و لرزاں تھے جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ جب بیعت خلافت لینے کے لئے زعمائے سلسلہ نے درخواست کی تو آپ رضی اللہ عنہ اس منصب کو لینے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے مگر احباب جماعت کے بار بار اصرار پر آپ بیعت لینے پر راضی ہو گئے اور بیعت لینے سے قبل وہ تقریر فرمائی جس کا اقتباس کسی قدر ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس ذمہ داری کے اٹھانے سے سخت خائف تھے۔

فرمایا "میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی اس لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں اول میاں محمود احمد وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی اسکے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔"

پھر فرمایا "یہ ایک بڑا بوجھ ہے اس کا اٹھانا ماموروں کا کام ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے ساتھ خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو اس بوجھ سے دکھوں کے لئے جو بندوں کو ڈرتی مجھ ہی جاتے ہیں موجودہ حالات میں سوچ لو کیا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو میں تمہارے ساتھ ہوں میں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔"

الغرض مذکورہ بالا تمام بیان سے یہ امر پورے طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ مامور من اللہ کی وفات کے وقت اسکے قائم کردہ سلسلہ پر وہ وقت آ جاتا ہے کہ وہ بالکل فنا ہوتا ہوا نظر آتا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے احباب کو ہر طرف اندھیرا نظر آتا ہے ایسے وقت میں ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی چارہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک خلیفۃ اللہ ایسا مل جائے کہ جس پر سب جماعت جمع ہو جائے اور مامور من اللہ کا جاری کردہ کام تکمیل کو پہنچ جائے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کو مدد کی جاتی ہے اور اس پر جماعت کے جمع ہو جانے کا نام خلافت ہے اور اس کے مبارک نتائج ہمیشہ نکلتے آئے ہیں۔ خلافت اولیٰ کے مختصر ذکر کے بعد اب خلافت ثانیہ کے قیام کے چشم دید حالات بیان کرتا ہوں۔ جمعہ کے روز ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو مجھے گجرات ایک کارڈ موصول از قادیان موصول ہوا کہ حضرت خلیفہ اول کی عمر کا اب چند دنوں کے گھنٹوں میں شمار ہو سکتا ہے ہم نے وقت پر اطلاع دے دی ہے آئندہ جو بھی فکر ہے" دستخط [illegible]۔ اس کارڈ کے ملتے ہی فوراً اسی وقت مشورہ لیا گیا۔ تو جماعت نے مجھے نمائندہ مقرر کیا اور میں قادیان اسی شام کو روانہ ہو گیا۔ مجھے قادیان کو جاتا دیکھ کر مولوی محمد مصطفیٰ خان بی اے ابن مرحوم مولوی محمد اللہ خان صاحب ساکن [illegible] جماعت احمدیہ جیالہ بھی میرے ساتھ ہولئے ان کو مجھ سے بہت محبت تھی ہم صبح [illegible] بجے کے قریب امرتسر بروز ہفتہ پہنچے ہمیں معلوم ہوا کہ کل بروز جمعہ حضرت خلیفہ اول کا وصال ہو گیا ہے۔ اسی جگہ پر مولوی سید محمد حسن صاحب مرحوم بھی لاہور کی جانب سے وارد ہو گئے ہیں انہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی میرا خیال تھا کہ اب مولوی صاحب خلیفہ ہو جائیں گے چنانچہ جب ہم بٹالہ کی گاڑی میں سوار ہو گئے تو میں نے اپنے اوپر کی گرم چادر حضرت مولوی صاحب کی سیٹ پر بچھا دی حضرت مولوی صاحب نے بٹالہ پہنچنے تک اپنے کلام سے مستفید فرمایا زیادہ بیان خلافت کے قیام کے متعلق ہی تھا۔

پھر جب ہم بٹالہ سے قادیان یکہ پہ جا رہے تھے تو وڈالہ گرنتھیاں کے قریب مکرم محمد موسیٰ صاحب مرحوم قادیان کی جانب سے آتے نظر آئے جنہوں نے ایک دو ورقہ کاغذ ہمارے سامنے پیش کیا جس میں تحریر تھا کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اپنی رائے ثبت کرو کہ آیا اب خلافت ہونی چاہیئے یا نہیں اور اگر ہونی چاہیئے تو آیا ویسی ہی جیسی خلیفہ اول کی تھی یا کسی اور طرح کی۔ یہ کاغذ پہلے مصطفیٰ مرحوم کے ہاتھ میں آیا انہوں نے پڑھ کر لکھ دیا کہ ہونی چاہیئے اور ویسی ہی جیسی خلیفہ اول کی تھی بیچے دستخط کر دئے اور کاغذ میرے حوالے کر دیا میں نے بھی اسکے ساتھ اتفاق کر کے دستخط کر دیئے جب یکہ چل پڑا تو میں نے مصطفیٰ صاحب سے پوچھا کہ جب امیر قافلہ میں تھا تو بغیر مجھ سے مشورہ کئے آپ نے پہلے دستخط کیوں کر دیئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ ایک صاف اور سیدھی بات تھی اس لئے میں نے مشورہ کی ضرورت نہ سمجھی۔

اس کے بعد ہمارے سامنے یہی اسی امر پر گفتگو ہوئی کہ اب خلیفہ کون ہوگا۔ انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا نام لیا اور شاید مولوی محمد احسن صاحب کا بھی نام لیا اس پر میں نے کہا کہ مولوی محمد علی صاحب کیوں نہیں تو انہوں نے کہا وہ نہیں ہو سکتے میں نے کہا ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم جو قرآن میں آیا ہے اس پر انہوں نے کہا کہ رہنے دیں مجھے بھی ان کے معنے آتے ہیں۔"

جب ہم مہمان خانہ میں پہنچے جہاں کھانا کھانا تھا اور نماز کی تیاری کر کے باہر مسجد نور میں جانا تھا وقت تنگ تھا لیکن اسی تنگ وقت میں مصطفےٰ صاحب نے مولوی محمد علی صاحب مرحوم والا ضروری اعلان جو ان کو مہمان خانہ کے دروازہ پر ملا تھا پڑھ لیا۔

ہم مسجد نور میں پہنچ گئے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی قریباً دو ہزار حاضر افراد نے بیعت کی۔ بیعت ہو چکنے کے بعد جب میں دور فاصلہ پر بیٹھے ہوئے مصطفےٰ صاحب کے پاس گیا اور بیعت کی بابت پوچھا تو کہنے لگے بیعت کیسی یہ وہی مصطفےٰ صاحب ہیں جنہوں نے بغیر مشورہ کئے جھٹ دستخط خلافت کے حق میں کر دیئے تھے لیکن ضروری اعلان نے ان کے خیال کو قطعی بدل دیا

خلافت ثانیہ کا آغاز

اس خلافت کے ذریعہ کثیر حصہ احباب جماعت کو ایمان وعمل کے لحاظ سے امن عافیت نصیب ہوئی اور ایک ایسے امام کی قیادت نصیب ہوئی کہ جس کی تابعداری میں دین اور دنیا دونوں قسم کی برکات نصیب ہوئیں۔ اس جگہ میں تحدیث بالنعمت کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ احمدیت اور خلافت حقہ کے طفیل خاکسار کو نہ صرف اپنے فرض منصبی کو بحیثیت ڈاکٹر بوجہ احسن ادا کرنے کی سعادت ملی بلکہ خدمت سلسلہ کا موقعہ اس خلافت اولیٰ کے سوا کچھ سال عرصہ میں خوب ملا۔ میں نے بار بار علمائے سلسلہ کو قادیان سے بلا کر تبلیغی جلسے کروائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس میری ناچیز خدمت دینی کے صلہ میں مجھے قادیان سے آیا ٹھہرتا ہی وقت کہ چھپن سال کا عرصہ گزر رہا ہے خدمت میں حاضر ہوں اور ۱۹۱۴ء سے آج کی تاریخ تک تو بالکل قریب رہ کر اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۴ء تک دور رہتے ہوئے شانِ محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوب دیکھنے کا موقعہ ملا ہے حضور کو خلافت کی ذمہ داریوں کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ادا کرنے کی توفیق دی ہے مجھے آپ کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے نظر آتے ہیں اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپ کی ذات میں دوبارہ زندہ ہونا ۱۹۰۶ء میں رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔ اور آپ کے فدائی خدام لاکھوں موجود ہیں اور آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے واقعی مرمٹنے والوں کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جو کہ آپ کے حسن ظاہر اور باطنی اور آپ کی حقانیت کی دلیل ہیں۔ ان میں سے اس جگہ صرف ایک بیان کی جاتی ہے۔

حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب شہید قابل فخر قبول احمدیت کی وجہ سے حکومت افغانستان کے نزدیک قابل سزائے موت سمجھے گئے اور ماہ جون ۱۹۲۴ء میں زندان میں ڈال دیئے گئے اور قید سخت میں مبتلا کر دیئے گئے اس وقت احمدیت کا نور ان کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا اس وقت کہ آں شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی موت اپنی زندان کی تنگ وتاریک کوٹھڑی کے دروازہ پر نظر آنے لگ گئی تھی تو ایک خط پنسل کا لکھا ہوا احمدی احباب کے نام اپنے کسی طرح بھجوایا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

"تاریخ ۸ ۔ ۹ ذوالحج ۱۳۴۲ھ میں صورت ہے قید خانہ میں قید ہوں اور دروازے ہیں اور روشندان سب بند ہوتے ہیں۔ صرف ایک تختہ کھلا ہوتا ہے اور کسی کے ساتھ کلام کرنے کی مجھے اجازت نہیں جب مجھ کو قضائے حاجت یا وضو کے لئے باہر جاتا ہوں پہرہ والا میرے ساتھ جاتا ہے جب سے کہ میں قید خانہ میں آیا ہوں آج کے دن تک یکے بعد دیگرے مجھے جو تکلیفیں کوٹھڑی میں تبدیل کیا گیا ہے مگر جتنا وہ تاریک ہے مگر جتنا زیادہ اندھیرا ہوتا جاتا ہے خدا تعالیٰ اتنی ہی زیادہ دلی روشنی اور اطمینان خاطر عطا فرماتا ہے۔ میرے پاس خرچ کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں بلکہ یہاں روپیہ قرض دیا ہے بذریعہ تار یا خط میرے احمدی بھائیوں کو میرے حال سے اطلاع دیدیں تا کہ وہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے دینی متقین کی خواہشمندی میں کامیاب کرے میں ہر وقت خدائے تعالیٰ سے قید خانہ میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ الٰہی اپنے نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر جب میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشی یا قتل ہونے سے نجات دے بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس بندہ نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ اسلام پر قربان کر لیں اگر قضاء الٰہی میں خاکسار کی موت مقدر ہے تو عرض ہے کہ برادرم کرم حضرت بانی حقیر خادم نالائق کی پرواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمرہ میں مقبرہ بہشتی میں لگا دیا جائے اور میرے احمدی بھائی آگاہ رہیں اور خاکسار کی موت سے نہ ڈریں اس وقت آزادی نہیں قید خانہ میں ہزار بار وہ لذت حاصل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ موت سے مجھے کوٹھڑی اندر زیادہ لذت حاصل ہو گی۔"

خط مذکورہ بالا کو سامنے رکھتے ہوئے خواہ کسی سے غور کیا جائے تو اس خط سے احمدیت کی صداقت پورے طور پر منکشف ہو جاتی ہے کہ جو کو اس پر سچا ایمان نصیب ہوا اسے اپنی جان سے عزیز تر جانا اور اس کا ثبوت جان تک قربان کر دینا وسیلہ نہ صرف آسان ہوئی بلکہ اس کا دل اس پر قربان ہونے کے لئے بصد شادمانی تیار ہو گیا۔ اور میری بات اس خط سے عیاں ہوتی ہے کہ حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم یہ آرزو رکھتے تھے کہ وہ اپنی اکثریت کا ملکہ اصحاب احمد کے قرب میں چاہتے تھے یا کم از کم ان کا قبر بھی اس مقام پر لگایا جائے جنتی مقبرہ بہشتی ہو اور وہ بہشت آخرت پر کامل یقین کی وجہ ہے جو میری بات پر عیاں ہوتی ہے کہ شہیدان احمدیت کے اندر وہی روح نظر آتی ہے جس طرح صحابہ کرام میں اسلام کی راہ میں جان دینے میں نظر آتی تھی جو قطعی بات پر عیاں ہوتی ہے کہ جس طرح بعد وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء کے ذریعہ کے زمانہ میں صحابہ کرام اور تابعین نے جانی قربانی کے نظارے پیش کئے تھے اسی طرح احمدی بھائیوں کی قربانی کی مثالیں بھی موجود ہیں یہ خوب یاد ہے کہ حضرت مولوی نعمت اللہ شہید نے اپنی جان اللہ کی راہ میں خوشی خوشی نثار کر کے دنیا و دین دونوں حاصل کئے۔ احمدیت سے تو بہ کرنے کے لئے ان کو بار بار موقعہ دیا گیا وفاداری کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں شہیدان احمدیت پر جنہوں نے اپنی جانی قربانی کے ذریعہ احمدیت اور خلافت کی شہادت دی۔ منکرین خلافت ہرگز اس قسم کی اور ایسی شان کی جانی قربانی کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں خود دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے انجام بخیر کرے۔ آمین۔

اٹھو ہوئے ربوہ کو دل کیا رقم زیادہ

مکرم عبدالمنان صاحب ناہید

مری مسکراہٹیں کم مری آنکھ نم زیادہ
مری زندگی میں شاید ہے خوشی سے غم زیادہ

یہ حریص اس لئے ہوں کہ میں خوب جانتا ہوں
مری آرزو سے بڑھ کر ہے ترا کرم زیادہ

یہ جمال رہ دیا ما مری ہر نوائے دل کو
را شرق نے نوازی مجھا دم بدم زیادہ

وہ امام عصر حاضر وہ جو تھا مسیح و مہدی
دم تیغ سے تو اس کی ہے چلا قلم زیادہ

اسی آستاں پہ میں ہوا حال ست ور
مجھے عمر بھر رہا ہے غم بیش و کم زیادہ

مجھے خوب راس آئی یہ خزاں بھی گلستاں کی
اٹھا ہوا ہے ربوہ کہ دل کیا رقم زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت و علم کا ظہور

صداقت احمدیت پر ایک واضح برھان

مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ اپنی قدرت اور اپنے علم کا اظہار فرمایا ہے وہ بے کس کمزور اور لوگوں کی نظر میں بے علم انسان کو مقام نبوت پر سرفراز فرماتا ہے قوم کے اکابر اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اصحاب اقتدار اس کے کچلنے کے درپے ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے خود اپنے ہی کی پناہ ہوتا ہے وہ اسے تسلی دیتا ہے اس کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے اسے کامیابی اور غلبہ کی بشارت دیتا ہے عجیب بات ہے کہ نبی پر اولین ایمان لانے والے افراد بھی کمزور ہوتے ہیں دنیا کے فرعون انہیں اراذل قرار دیتے ہیں اور انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ونرید ان نمن
علی الذین استضعفوا
فی الارض ونجعلھم
ائمۃ ونجعلھم الوارثین
(القصص ع۱)

کہ ہمارا یہی ارادہ ہوتا ہے کہ نبی کے جن متبعین کو ضعیف قرار دیا گیا ہے جنہیں رذیل گردانا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں۔ انہیں امام بنائیں۔ اور انہیں زمانہ کی اقتدار کا وارث کریں۔ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ آخر کار پورا ہوتا ہے دنیا کے بڑے لوگوں کو نبیوں کے متبعین کے سامنے سرنگوں ہونا پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ نمایاں طور پر نبی کی جماعت کے سروں پر ہوتا ہے۔ مقابلہ ہوتا ہے اور سخت ہوتا ہے کانٹی طرح کی کشمکش ہوتی ہے شیطانی طاقتیں اپنا پورا زور صرف کرتی ہیں اور دنیا کے فرزند نبیوں کے ماننے والوں کو تباہ کرنے کی کوششوں میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ انہیں ستایا جاتا ہے۔ ذلیل کیا جاتا ہے اور ہر رنگ کی اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ وطن سے بے وطن کیا جاتا ہے۔ ان کے مال چھینے جاتے ہیں۔ انہیں گھروں سے نکالا جاتا ہے۔ قتل کیا جاتا ہے۔ ان سے مجلس کی جاتی ہے۔ غرض ایسے دکھ میں ایک شدید معرکہ قائم ہوتا ہے حق و باطل میں لڑائی ہوتی ہے۔ اس ساری تگ و دو کے ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور اس کی تائید و نصرت نبی اور اس کی جماعت کے شامل حال ہوتی ہے اور آخر کار دنیا پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی جماعت سے پیار کرتا ہے اور وہ ان کی حمایت پر ہے جس کے نتیجہ میں لوگ فوج در فوج اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں یہ گویا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ سے اپنے علم کا بھی اظہار فرماتا ہے اور وہ اس طرح کہ وقت کے علماء ہر زمانہ کے نبی کو بے علم قرار دیتے ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے کہ انبیاء دنیا کے علوم اور انسانوں کی تعلیم سے عاری ہوتے ہیں۔ ان کا علم روحانی ہوتا ہے اور ان کا سکھانے والا خدا ہوتا ہے مادی علوم کی سند والے یا زبان کے معمولی ماہر ایسا کوئی شمار و قطار میں بھی ہوتے قرآن مجید فرماتا ہے

فلما جاءتھم رسلھم
بالبینات فرحوا بما
عندھم من العلم
وحاق بھم ما کانوا
بہ یستھزءون۔
(المومن ع۸)

کہ جب ان علماء کے پاس رسول بینات لے کر آتے ہیں تو وہ اپنے علم پر مغرور ہو کر ان سے نہایت تحقیر سے پیش آتے ہیں۔ اور نبیوں سے استہزاء کرتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کو نام نہاد علماء کا علم کچھ ملا کے لئے نہیں سکھاتے بلکہ شفیع کا انتخاب کرتے ہیں اور عوام الناس کو اس سے برگشتہ کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اسی نبی کے ذریعہ سے اپنے صفت علم کا اظہار فرماتا ہے۔ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی علم آدم الاسماء کلھا (البقرہ ع۴)

اور پھر سب نبیوں کے ساتھ اس صفت الہیہ کا اظہار ہوتا رہا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم النبی الامی کو سب جہانوں کے لئے مبعوث فرمایا۔ سب قوموں کے علماء نے آپ پر استہزاء کیا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

علمک ما لم تکن تعلم
وکان فضل اللہ
علیک عظیما۔ (النساء ع۱۷)

ہم نے تجھ کو تمام وہ علوم سکھلا دیئے ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل سب سے بڑھ کر ہوا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خزانہ ملا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور وہ بے مثال معرفت کا ذخیرہ ہے جس کی ایک سورۃ بلکہ ایک آیت کی مثل بنانے سے بھی تمام آدم زاد عاجز ہیں نزول قرآن کے وقت کے لوگوں کو اس میدان میں مقابلہ کی جرأت ہوئی اور نہ آج تک کوئی اہل علم اس مقابلہ میں نکل سکا اور نہ آئندہ قیامت تک کوئی شخص قرآنی سورۃ کی مثل لانے پر قادر ہوگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا اور ہوگا تا دنیا جان لے کہ خدائے علیم نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ گر ہوا تھا اور اسی کی تجلیات علمیہ کا یہ نتیجہ ہے کہ سب انسان رہتی دنیا تک آپ کے علم کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا علم ازلی ابدی ہے اس کی صفات میں تعطل نہیں ہوتا۔ ان کا ظہور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے چودہ سو برس کے لمبے زمانہ کے بعد آج جب دنیا مادیت کی گرفت میں آچکی ہے اور دہریت انسانوں پر غالب ہو رہی ہے ہر رنگ مذہب اور اس کی حقیقت سے بیگانہ ہو رہے ہیں اور مذاہب کے پیروؤں کی زبون حالی نے تمام پر کو مذہب کے نام سے بھی بیزار کر دیا ہے۔ ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے علم کی پھر تجلی ہو اور وہ تجلی

ایسے رنگ میں ہو کہ قرآن مجید کی عالمگیر شان اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ تاثیرات قدسیہ کا بھی نمایاں اظہار ہو۔ اس ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس مقصد سے پہلو تہی کی جا سکتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس ضرورت کو پورا کئے بغیر مذہب کی زندگی اور اسلام کے سرسبز و شاداب ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ زندہ مذہب انسانوں سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے زندہ ثابت ہوتا ہے۔ پس ضرورت تھی کہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے علم کی تجلی ہوتی اور ایسی شان سے ہوتی کہ دلوں میں اس کی سچائی کا یقین مستحکم ہو جاتا اور ذہنوں پر اس کی عظمت و شوکت کے ترانے جاری ہو جاتے۔

چنانچہ آج بھی قدیم سنت الہیہ کے مطابق ایسی جگہ اور ایسے شخص کے ذریعہ سے ہوئی جس کا کسی کو سان گمان نہ تھا اور جس پر کسی کی نظر نہ تھی۔ ہندوستان ایسے پسماندہ ملک کے ایک گمنام گاؤں قادیان میں مرزا غلام احمد ایسے انسان پر خدائے ذوالعرش نے تجلی فرمائی اور اپنی قدرت اور اپنے علم کے اظہار کے لئے اس بے کس وجود کو منتخب فرمایا۔ خدا کا کام عجیب ہے اور اس کی قدرتیں بے انتہا۔ تعجب ہوتا ہے جبکہ پرانے انگریزی ایام میں جب قادیان سے یہ اعلان ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا غلام احمد سے کلام کیا ہے اور اس نے اسے مامور بنا کر بھیجا ہے تو دنیا کے منکروں نے نہایت تحقیر سے کہا کہ پنجاب کے سرحدی سے اعلان کیا ہو سکتا ہے اور مغلوں کے خاندان سے خدا کا برگزیدہ کھڑا ہو سکتا ہے؟ مرزا غلام احمد کوئی بڑا انسان نہیں وہ کفر کی ان بڑی طاقتوں کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے وہ تو معمولی ایک عام آدمی ہے اسے تو علم بھی نہیں اس کے پاس کوئی سند نہیں۔ وہ کسی درسگاہ کا فارغ التحصیل نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو عالم الغیب اور قادر مطلق ہے بڑے بڑے اہل علم لوگوں میں سے کوئی پسند نہ آیا۔ اس نے اگر چنا ہی تھا تو کسی شخصیت کو چنتا کسی صاحب علم کو منتخب فرماتا۔ مگر خدائے ذوالعرش نے فرمایا کہ میں ازل سے ایسا ہی کرتا ہوں میری نگاہ انتخاب کمزوروں پر ہی پڑتی رہی ہے اور میں نے ہمیشہ انہی کو چن کر وہ بنایا ہے جو لوگوں کی نظروں میں ضعیف تھے۔ بے علم تھے۔ اور جنہیں دنیا کے فرزندوں نے حقیر سمجھا تھا جسے حقیر خیال کر کے رد کر دیا گیا تھا میں ہی اس کو کونے کا پتھر بناتا آیا ہوں تا

ہی ہی ہوگا۔ یہ میرزا غلام احمد کے
ذریعہ اپنی قدرت دکھلاؤں گا۔ اپنے
علم کی تجلی دکھلاؤں گا۔ آج یہ لوگ ضعیف
کہتے ہیں وہ کل کو میری قدرت کے ذریعہ
طاقتور ہوگا۔ آج یہ لوگ جاہل سمجھتے ہیں اسے
بے علم کہہ کر اسی کی تحقیر کرتے ہیں۔ وہ
آئندہ کے لئے علم کا سرچشمہ ثابت ہوگا
اور سب اس کی گرد کو بھی اس کے علم
کے آگے سرنگوں ہوں گی کیونکہ میں اسے
سکھاؤں گا میری دی ہوئی عزت سے وہ
عزت پائے گا۔ میرے دیئے ہوئے
علم سے وہ لوگوں کو علم سکھلانے والا
ہوگا۔ جس ذات کی یہ خبریں پیشتر
کی تھیں

ذالک ... تعملہ

کا مصداق بنایا تھا۔ آج میرزا غلام احمد
اس کے دلبستان سے سیکھ کر اتنا کا علم
ثابت ہوگا۔

بھائیو! گزشتہ سو سال کا پورا سب
کے سب ایک کھلی کتاب کی مانند ہیں یہ
ہر شخص تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر زمانہ سب
ایک ہے کس وجہ سے لیکن ان سے بڑے مذہبی
سب ان کے دعویٰ کو کس کے لئے تھے۔ ہے
کہ وہ اسی دعویٰ کو رد کرتی تھی اور جن ان پر
گمراہی کرتے رہے۔ آپ نے ثبوت کا علم کو رد
تھا۔ پادری صاحبان ہندوستان کو مکمل طور پر
نصرانیت کرنے کے عزائم سے آگے
تھے۔ حکومت برطانیہ کی حکمت عملی ان
کی پشت پر تھی۔ دو ... تھے کہ ...
... میں ... عیسائیت
کے قصر اسلام کو مسمار کرنے کی نیت سے
حملہ آور ہو رہے تھے۔ مسلم قوم ... کی طرح
اور حیرت دکھائی دے رہی تھی۔ سب حالات
ناسازگار تھے۔ حضرت میرزا صاحب اعلان پر
اعلان کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
اس لئے بھیجا ہے تا اسلام کو تمام دینوں پر
غالب کرے اور مسلمانوں کو ان کی گمشدہ
عظمت پھر سے عطا فرمائے۔

بجز مرد ... دیں ...
بر مسیحا ... وقت ...

آپ کے مخالفین خصوصاً علماء کی نے ان
کے فرزند دیوانہ ... تھے۔ میرزا صاحب
کا دعویٰ کیا ہی نہ تھا اگر ... نہیں تو اپنے
... ہو جاتے نہیں کیا
لیکن ... وفات مسیح
کا اعلان اور ... کا ...
ایسے تھے ... علماء ...
ناقابل تھے اور وہ ... رہ گئے۔

غرض پادری کا بھی مقابلہ پر کھڑے ہو گئے پنڈت
بھی میدان میں نکل آئے اور مولوی صاحبان
نے بھی اپنے تیروں کی بارشیں شروع کر دیں
ان حالات میں میرزا غلام احمد کیا کر سکتے
تھے۔ وہ تو گمنام اور بے بس انسان
تھے ان کے تو گھر کے لوگ بھی ان کے خلاف
تھے ان پر تمسخر کرتے تھے صرف ایک بات
تھی کہ وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ
ساتھ ہے وہ میرے لئے اپنی قدرت ظاہر
کرے گا وہ دلوں کو میری طرف پھیر دے گا
اور دنیا میں میری قبولیت قائم کر دے گا
میری جماعت بن جائے گی اور روز بروز
مضبوط ہوتی جائے گی اور میرے ماننے
والے تو یہ دلائل اور آسمانی نشانوں کے
ساتھ سب پر غالب آجائیں گے۔ یہ دعاوی اور یہ
اعلانات مخالفین کی مخالفت کی آگ کو اور
بھڑکاتے تھے وہ اور بھی مشتعل ہو کر سرگرم عمل
ہوتے تھے۔ کمزور احمدیوں کو مارا جاتا تھا
ستایا جاتا تھا۔ گھروں سے نکالا جاتا تھا۔
رشتہ داروں سے نہیں دھتکار دیتے تھے مال و
جائیداد لوٹ لی جاتی تھی۔ مسجدوں میں نماز
پڑھنے سے روکا جاتا تھا ان پر عرصہ حیات
تنگ کر دیا گیا تھا۔ اور اگر کوئی احمدی فوت
ہو جاتا تھا تو اس کو قبرستان میں دفن کرنے
میں لوگ مزاحم ہوتے تھے۔ کئی دفعہ
احمدیوں، مردوں عورتوں کی لاشوں کو قبر
سے نکال دیا گیا بلکہ بعض جگہ تو یہاں تک بے
حرمتی کی گئی کہ لاش کو کتوں کے آگے پھینک
دیا۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر دن بدن
جماعت ... کے بعد ... اور
حال کے بعد ... آگے بڑھتا جاتا تھا۔ اور جماعت
احمدیہ ترقی پر ترقی کرتی چلی جاتی تھی۔ اور خدا کی
قدرت کا ... مشرق اور مغرب
میں ... دعوی کی ... احمدیت کے
جھنڈے گاڑ رہا ہے۔ ایشیا، یورپ، امریکہ اور
دیگر ممالک میں جماعتیں بن رہی ہیں اور احمدیت
کا پرچم بلند ہو رہا ہے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے
کہ جماعت احمدیہ سب پر غالب ...
... کے ... اس کے نشان ...
... ...
قدرت کا ہاتھ اسی طرح کام کرتا رہے گا ...
... اور منصوبہ ...
سامان تیار ہو چکے ہیں اور سب پیشگوئیاں
پوری ہو رہی ہیں ... دنیا کا ...
... ہو جائے گا ...
... ایک ...
خدا کی قدرت ...
زمانہ میں حضرت میرزا غلام احمد پیدا ہوئے اور

جیسا کہ ہمارے ملک میں کہ ہم سب گواہ ہیں
اس کے سب کام حکمت سے اور مقررہ
پروگرام سے ہو رہے ہیں۔ ابتلاؤں کی آندھی
بھی آئی پر یہ آسمانی سلسلہ ہے جس
میں یہ صورت حال پیدا ہوتی رہی ...
... کی تاریکی ... جلاؤں کے ...
سے کام ... جاتی ہے اور ہوتے ہوتے ...
لئے ایک دن ہوتی ہے۔ غرض قدرت
خداوندی کے نشانات ہر دور میں ظاہر ہوتے
رہتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا
جب تک وہ مقدر گھڑی نہ آجائے جس میں
اسلام کی عظمت رفتہ پھر پوری شوکت
کے ساتھ قائم ہو جائے اور اسلام کا غلبہ
ہر کہ و مہ کو مسلم ہو جائے خدا تعالیٰ وہ مبارک
گھڑی جلد لائے آمین۔

ہاں خداوند تعالیٰ نے اپنی صفت علم کی
تجلی بھی میرزا غلام احمد پر فرمائی علم غیب
پر مشتمل پیشگوئیوں کا ایک زبردست سلسلہ
ہے۔ یہ پیشگوئیاں اپنی ذات، اپنی اولاد،
اپنے گاؤں، اپنے ملک اور زمین و آسمان
اور اسی طرح قوموں اور ملکوں کے متعلق
... جن کے ظہور سے
ہر روز علیم کی ہستی کے علم کا ثبوت
ہو رہا ہے۔ پھر اسی صفت علم کا ایک ظہور
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرزا غلام احمد
علیہ السلام کو قرآن پاک کے حقائق و معارف
کا عظیم علم عطا فرمایا جس علم کے مقابلہ
سے سب علماء و سجادہ نشین ... سراسر
عاجز آگئے آپ کی عربی اور اردو کی
تصانیف سب کے سامنے ہیں پھر اسی صفت
علم کی ایک تجلی اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت میرزا صاحب کو عربی زبان سکھائی
اور ایک رات میں چالیس ہزار مادوں کا
تعلیم دی جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے عربی
فصیح و بلیغ میں متعدد کتب تالیف فرمائیں اور
علم عربیت پر مغرور علماء کو بار بار تحدی سے
مقابلہ کے لئے بلایا مگر وہ ایسے خاموش ہوئے
... اور ... کے مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سلطان علم کی تجلی کی ایک
جھلک آپ کا وہ چیلنج ہے جو آپ نے ...
کے متعلق عرب و عجم کے سب علماء کو دیا تھا
یوں ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہام
... علم پاکر اعلان فرمایا کہ حضرت
مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں قرآن مجید
سے ان کی وفات ثابت ہے قرآن مجید کی آیت
انی متوفیک اور فلما توفیتنی پر غور
کرنے سے مسیح کی وفات ...
پر علماء نے ... آپ ... کا ایک

صیغہ نہیں جانتے تو فلما کے معنی ان آیات
میں وفات کے ہرگز نہیں ہو سکتے جبکہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد
سے سب علماء کو چیلنج دیا کہ توفی کا لفظ جس
طرح انی متوفیک اور فلما توفیتنی میں
آیا ہے اگر اس طرح کہیں اور ایک جگہ بھی ...
... کے معنے قبض روح یا موت
کے سوا کچھ اور ہوں تو میں ایک مثال پیش
کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے
کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے یہ چیلنج عرب و
عجم کے سب علماء کو دیا۔

ظاہر ہے یہ ایک بہت بڑی جسارت تھی
کہ ایک گاؤں کا رہنے والا جسے کوئی علمی سند
حاصل نہیں تھی ... تمام دنیا کے
علماء کو یہ چیلنج دے رہا ہے مگر ہوا یہ
سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوا اس لئے
اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلوان کی تائید فرمائی
اور اس کو اس علمی میدان میں نمایاں فتح عطا
فرمائی ظاہر ہے کہ جب ہندوستان کے علماء نے
بہت زور لگایا۔ انہوں نے سب قدیم و جدید
کتابیں چھان ماریں۔ پھر عرب کے علماء نے
بھی مدد چاہا انہوں نے بھی سر توڑ کوشش
کر لی مگر سب کے سب اس مقابلہ میں عاجز
آگئے اور لفظ توفی کے استعمال کے متعلق جو
قاعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش
فرمایا تھا وہ قاعدہ سب کو ہی تسلیم
کرنا پڑا۔ گویا جسے ان پڑھ کہتے تھے جسے
عربی کا ایک صیغہ نہ جاننے والا قرار دیتے
تھے سب اس کے رو برو ... آگے جھک گئے۔
بلاد عربیہ کے بڑے بڑے علماء اور محققین
کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ ... لفظ توفی کے
معنے موت کے ہیں۔ اور قرآن مجید سے
حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہے۔
شیخ الازہر شیخ المراغی نے اعتراف کیا
کہ آیت انی متوفیک میں توفی کے معنے وفات
کے ہیں۔ (الفتاوی ...) ان کے
بعد مفتی الدیار المصریہ ... محمود شلتوت
نے اعلان کیا کہ آیت قرآنی میں بجز وفات توفی
کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ (الفتاوی مطبوعہ
الازہر ...) ... محقق علماء تو نصوص
قرآنیہ کی بنا پر وفات مسیح کے قائل ہو گئے
ہیں لیکن جو لوگ ابھی علم میں سے ...
عقیدہ کے پیچھے ... وفات مسیح
کے قائل نہیں ہوئے وہ بھی اس اقرار پر مجبور
ہو گئے ہیں کہ آیات قرآنیہ میں توفی کا
معنی موت ... اخبار المنار ...
... ایک ... اخبار ہے۔
... تعلیم القرآن ...

زد جام عشق صحت اور قوت سے ہمکنار رکھتا ہے طاقت کے لئے مجرب نسخہ قیمت ۱۵/- روپے دواخانہ خدمت خلق ربوہ

ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ اپنی قدرت اور اپنے علم کی تجلی فرماتا رہا ہے اور آج بھی اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس تجلی کا اظہار فرمایا ہے اے کاش! لوگ چشمِ وا سے خدا کے نشانوں کو دیکھیں اس کی قدرت کے نقوش کو پڑھیں اور اس کے علم کے اظہار کی ظاہری اور باطنی نشانوں کو ملاحظہ کریں بلکہ احمدیت کو قبول کر کے روحانی بصیرت پا کر خود نورانی وجود بن جائیں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمر بستہ رہتا ہے۔ ان لوگوں کو فکر رہتی ہے کہ کہیں سب لوگ وفات مسیحؑ کے قائل نہ ہو جائیں۔ اسلئے وہ ادھر اُدھر سے فتوے شائع کرتے رہتے ہیں کہ حیات مسیح کا منکر کافر ہے۔" المنبر نے حرمین کے جید عالم "علوی صاحب" کا فتویٰ شائع کیا ہے کہ جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ:-

(الف) "اس (آیت فلما توفیتنی) میں توفی کا حقیقی معنی میں استعمال ہونے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد وفات آئے گی"۔

(ب) "اس (آیت انی متوفیک) کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رفع اور آخری زمانے میں زمین پر نزول کے بعد تجھے وفات دونگا یا تیری عمر پوری ہونے پر وفات دونگا"۔

(المنبر ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

رسالہ تعلیم القرآن نے حرمین کے سب سے بڑے مجتہد الشیخ عبدالعزیز کا فتویٰ شائع کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے:

"علماء کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ قرآن مجید اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی میں توفی کے کیا معنے ہیں۔ اس بارہ میں کئی اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد موت ہے کیونکہ خود لفظ اس کی صراحت کرتے ہوئے یہی معنی ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بھی کہ قرآن مجید میں یہ لفظ تکرار کے ساتھ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جہاں یہی معنے مراد ہیں: قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم ... ومنکم من یتوفی ... الذین تتوفاہم الملائکۃ۔ ان کے علاوہ دوسری کئی آیات میں بھی توفی کے معنے موت مراد ہیں"۔

(تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۳)

ان اقتباسات سے عیاں ہے کہ حیات مسیح کے متعصب قائلین بھی اس بات کے ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے لئے آیات قرآنیہ میں جو لفظ توفی استعمال ہوا ہے اس کے صحیح معنے اور حقیقی مفہوم موت ہے۔ وہ اپنے عقیدہ کے بچاؤ کے لئے آیات قرآنیہ کو الٹ پلٹ کریں آگے پیچھے کریں یہ ان کا اپنا کام ہے مگر یہ تو ظاہر ہو گیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ستر برس قبل جو چیلنج دیا تھا اس کے آگے سب علماء سرنگوں ہو گئے ہیں۔ وقت آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موت مسیح کے بھی قائل ہو جائیں گے۔

معزز قارئین کرام! ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کی تجلی کی ایک مثال آپ کے ذکر کی ہے جو بالکل نمایاں ہے اور ہر روز زمانہ کے ساتھ اور نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے علم کلام میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ اپنی قدرت اور اپنے علم کی تجلی فرماتا رہا ہے اور آج بھی اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسی تجلی کا اظہار فرمایا ہے اے کاش! لوگ چشمِ وا سے خدا کے نشانوں کو دیکھیں اس کی قدرت کے نقوش کو پڑھیں اور اس کے علم کے اظہار کی ظاہری اور باطنی نشانوں کو ملاحظہ کریں بلکہ احمدیت کو قبول کر کے روحانی بصیرت پا کر خود نورانی وجود بن جائیں۔ آمین۔

ان سب نشانوں اور سب قدرت نما تجلیوں کا ایک ہی مقصد ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

[illegible] دکھا کر
تجھ کو جو اس نے بخشا سب مدعا یہی ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

باتیں ہیں بہاروں کی نہ قصے ہیں خزاں کے

(از مکرم نور محمد صاحب نسیم سیفی)

باتیں ہیں بہاروں کی نہ قصے ہیں خزاں کے
بکھرے ہوئے ٹکڑے ہیں مری آہ و فغاں کے

اب بحرِ محبت میں تلاطم نہیں اُٹھتے
کشتی کو مری مل گئے ملاح کہاں کے

ہم پر بھی ستم ہیں تری بیدادیٔ دل کے
ہم بھی ہیں نشانہ تری چشمِ نگراں کے

لو بیچنے آئے ہیں یہ حورانِ بہشتی
لو یہ ہیں خریدار متاعِ دل و جاں کے

کس طرح بچائے کوئی ایمان کی دولت
ایمان کے رہبر ہیں جو رہزن ہوں یہاں کے

ہر سمت نسیم آج بڑھے جاتے ہیں سائے
کیا ہو گئے سامان سکون دل و جاں کے

ایمان کا فائدہ

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۳ء کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں اخبار کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے بھائیوں کے ایمانوں کے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبارات خریدیں"

بھائیو ہمارا پیارا امام (ایدہ اللہ تعالیٰ) جس بات کو فائدہ مند بیان کرے یقیناً یقیناً ہمارے ایمانوں ہماری نسلوں کے ایمانوں اور ہمارے بھائیوں کے ایمانوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

پس آج ہی الفضل جاری کروا کر فائدہ اٹھایئے۔ (مینیجر الفضل)

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی (حضرت مصلح موعود)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عظیم القدر وجود دوسروں کی نظر میں

مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ

آج سے تقریباً ایک صدی قبل دنیا میں کفر و الحاد کا دور دورہ تھا۔ بنی نوع انسان اپنے حقیقی مالک اور آقا کی پرستش و عبادت چھوڑ چکے تھے اور اکثریت تو اس کے وجود ہی کی منکر تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اس تاریکی اور ضلالت کے دور کو ختم کرنے کے لئے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجود مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے ایک پیارے اور محبوب آقا، مالک اور خالق کے چہرہ کو صداقت کے نشانات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ انہی نشانات میں سے ایک زندہ نشان ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی بھی ہے جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور اسلام کے زندہ خدا کی موجودگی کے ثبوت کے طور پر معرض وجود میں آئی۔ خدا تعالیٰ کے پیارے مسیح نے منکرین کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کے ساتھ تضرعات اور التجاؤں سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور آپ کو عظیم پیشگوئیوں سے نوازا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں فرمایا:۔

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوگا اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل سے ہوگا ...

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق آپ جلد جلد بڑھے اور ان تمام صفات سے بدرجہ اتم متصف پایا۔ جن کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے۔ آپ کے ذریعہ دین اسلام کے شرف اور کلام اللہ کے مرتبہ کا احسن طور پر ظہور ہوا۔ آپ کا وجود خدا تعالیٰ کے دین، اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ٹھہرا۔ آپ نے اپنے مسیحی نفس سے بے شمار روحانی و جسمانی مریضوں کو شفا دی۔ انسان کے میلوں اور عیبوں کو پاک صاف کیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے القرآن کا وسیع اور کامل فہم پایا اور ظاہری و باطنی دینی و دنیوی علوم سے پُر کئے گئے اور قدرت خداوندی کا سایہ آپ کے سر پر رہا اور ہر مشکل اور ہر ابتلاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچایا۔ آپ کی برکت سے آپ کے متبعین کو بھی اپنی رحمت کے سایہ میں پرامن اور حفاظت کے ساتھ رکھا۔ روحانی و جسمانی اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے۔ بہت سی قومیں ہیں جنہوں نے آپ سے برکت حاصل کی اور زمین کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی۔ مخالفین و دشمنوں اور بیگانوں نے بھی آپ کی خوبیوں اور کمالات کا اعتراف کیا اور آپ کو دور حاضر کی ایک قابل قدر اور عظیم ترین شخصیت قرار دیا۔ ذیل میں بطور مشتے نمونہ از خروارے چند ایسی ہی آراء درج کی جاتی ہیں جن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسلمہ عظمت کا غیروں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے۔

ا۔ برصغیر پاک و ہند کے مشہور صحافی مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار جنہوں نے تحریک احمدیت کی مخالفت میں اپنی زندگی صرف کر دی وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے متعلق حسب ذیل رائے کا اظہار کرنے سے نہ رہ سکے۔ آپ مجلس احرار کے زعماء کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے ... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں تلے نچھاور کرنے کو تیار ہے ... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف امور کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(مولانا ظفر علی خان از کتاب ایک خوفناک سازش ۱۹۶ مصنفہ مظہر علی اظہر)

۲۔ مخالف احرار سے ہمدردی رکھنے والی جماعت کے ترجمان ... کی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"جس قدر رد عمل احرار کی مخالفت میں آج قادیان ترقی کر رہا ہے اور جو عظیم الشان دفاتر اس کی پشت پر ہیں وہ ایک بڑی سلطنت کو بھی حیرت میں ڈالنے کے لئے کافی ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء)

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے ... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں تلے نچھاور کرنے کو تیار ہے ... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف امور کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

مولانا ظفر علی خان از کتاب ایک خوفناک سازش ۱۹۶ مصنفہ مظہر علی اظہر

"مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ وقت کی ایک ممتاز شخصیت ہیں جن میں پورا اتفاق ہے۔ ان میں تمام وہ عناصر موجود ہیں جو لیڈر شپ کو مضبوط اور کامیاب بناتے ہیں۔ یعنی غیر معمولی فراست، جاذب نگاہ تصور حیات، اعلیٰ درجہ کا حسن تدبیر، مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی تجاویز کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پرجوش حد تک کام کرنا اور ان سب سے بڑھ کر ایک قوت عمل رکھنے والی شخصیت"

۲۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نسبت تحریر فرماتے ہیں:

"دبلا جسم۔ دراز قد [illegible] گندمی رنگ۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ عمر ۳۰ سال سے زیادہ۔ ذاتی مشغلہ پیشہ امامت اور مسیح موعود کی خلافت اور تقریر تحریر کے ذریعہ قادیانی جماعت کی پیشوائی۔ آواز بلند اور لہجہ میں [illegible] دور اندیشی [illegible] ہو گئی ہے ... اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلی سوجھ بوجھ کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغلوں کی ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور انگریزی بھی جانتے ہیں۔ دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں" (اخبار عادل دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء بحوالہ الفضل [illegible])

۳۔ لاہور کا انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" آنریبل مسٹر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج فیڈرل کورٹ کی کتاب "حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اس مقالہ کے اصلی موضوع کے ساتھ کہ مرزا بشیر الدین صاحب موجودہ وقت کی ایک ممتاز شخصیت ہیں ہمیں پورا اتفاق ہے۔ ان میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو لیڈر شپ کو مضبوط اور کامیاب بناتے ہیں۔ یعنی غیر معمولی فراست۔ جاذب نظر تصور حیات اعلیٰ درجہ کا حسن تدبیر مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی تجاویز کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پرجوش طور پر کام کرنا اور ان سب سے بڑھ کر ایک قوت عمل رکھنے والی شخصیت تاریخ کے موجودہ دور میں ان کو ایک نمایاں شخصیت قرار دینے میں ہم مقالہ نگار صاحب کے ساتھ متفق ہیں۔ بعض مضمون نویسوں نے اپنے ہیرو کو اسی شمار میں رکھا ہے جس میں ملک خضر حیات خان۔ میاں [illegible] سر فضل حسین اور [illegible] جیسی اسی حیثیت کے لوگ ہیں اور جو مجوزہ کتاب کے [illegible] ہیرو بھی ہیں یہ بے انصافی ہے۔ احمدیہ سٹیج پر اور احمدیہ ماحول میں جہاں قدرت نے ان کو رکھنا پسند کیا۔ مرزا بشیر الدین صاحب نے اپنے آپ کو اسی بلند ترین مقام پر پہنچا دیا ہے جو ایک احمدی کے لئے ممکن ہے [illegible] کا مقام۔ ایک مختلف ماحول میں بھی وہ ایسے ہی [illegible] کی پوزیشن حاصل کرتے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یورپ کی سٹیج پر وہ ایک ممتاز ہستی نہ ہوتے"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور یکم ستمبر ۱۹۴۳ء بحوالہ فرقان قادیان ستمبر ۱۹۴۳ء)

۵۔ ۱۹۰۳ء کے دسمبر میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق بعض اخبارات میں آپ کے انتقال کی غلط افواہ شائع ہوئی۔ اس پر اخبار [illegible] اپنی یکم جون ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں جو نوٹ شائع کیا اس کا ایک حصہ ذیل ہے:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمیں آپ سے بعض عقائد میں اختلافات تھے لیکن اس سے ہم اس مشہور و معروف ہستی کی ان خوبیوں سے جو قدرت نے انہیں فیاضی سے عطا کی تھیں آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ ایسے حقائق کے لئے آپ کا جوش اور بزرگی، بحیثیت لیڈر آپ کی پختہ کاری اور عزم [illegible]، ماہر تنظیم اور سب سے بڑھ کر آپ کی ذاتی مقناطیسی کشش جس کی وجہ سے آپ کے متبعین کو آپ سے حیرت انگیز عقیدت تھی ایسی صفات ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو بھی جو آپ کو رد کرتے ہیں تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے"

(بحوالہ فرقان قادیان [illegible] نومبر ۱۹۴۲ء)

۶۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۲۴ء میں جب سفر یورپ پر تشریف لے گئے تو اسی وقت دوران سفر میں آپ نے شام میں بھی قیام فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے آنے سے قبل ہی شام کے ملکی پریس نے جو آمد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق پیشگی خبریں دیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(الف) اخبار "المقتبس" دمشق (شام) نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء میں "ہندوستانی مشن" کے عنوان کے تحت لکھا:

"دارالخلافہ دمشق۔ حالی میں ہندوستانی وفد جو بڑے بڑے علماء کرام اور فضلاء عظام پر مشتمل ہے جس کے لیڈر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ہیں ...... وارد ہوا اور سنٹرل ہوٹل میں بطور مہمان قیام پذیر ہے ...... ہم نے ان سے ملاقات کے دوران ان کے بہت بڑے علم و فضل و آداب اور اسلامی مسائل و معلومات کے متعلق بہت بڑی شہرت کا مشاہدہ کیا ہے۔ ہم انہیں دل سے خوش آمدید کہتے ہیں"

(ب) اخبار "الف باء" دمشق (شام) اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء میں بعنوان "ہندوستان کا مہمان دمشق میں" لکھتا ہے:

"کل ہم نے لکھا تھا کہ ایک ہندوستانی وفد جو لنڈن (انگلینڈ) کو [illegible] کانفرنس میں شمولیت کے لئے جا رہا ہے دمشق وارد ہوا ہے۔ ہم نے اخبار کے ایک ایڈیٹر صاحب کو وفد کے لیڈر کی ملاقات کے لئے بھیجا۔ ہمارے ایڈیٹر ملاقات کے بعد لکھتے ہیں:

جناب احمد قادیانی جو آج کل دمشق میں مہمان ہیں ہندوستان کی ایک مشہور جماعت کے بانی ہیں۔ ہمیں ان کی اہمیت بتانے کے لئے اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ آپ کی جماعت پانچ لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ جن میں [illegible] کے بت پرست ہندوستان کے باشندے [illegible] یورپ کے تعلیم یافتہ اور متمدن عیسائی اور مصر کے تعلیم یافتہ مسلمانوں میں سے آئے ہوئے لوگ بھی شامل ہیں۔

ہم نے اخبار "الف باء" کے نمائندے کے طور پر آپ (امام جماعت احمدیہ) سے ملاقات کی اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے اردگرد آپ کے بہت سے مصاحبین تھے جن پر [illegible] خضوع، ایمان اور اپنے لیڈر و امام کے ادب و احترام کی علامتیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کی مجلس میں دمشق کے بڑے بڑے علماء کرام میں سے وہ عالم مولوی [illegible] اور مولوی [illegible] اور دمشق کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا بھی ایک خاص طبقہ موجود تھا۔ جو [illegible] آپ کی گفتگو سننے کا [illegible] رہا۔ آپ فصیح عربی بولتے تھے اور اپنی باتوں کی حدیث شریف اور قرآنی آیات سے تائید کرتے تھے۔ اور اگر کسی بات کے متعلق وقت یا کسی گفتگو کوئی حدیث یا قرآنی آیت مستحضر نہ ہوتی تو منطق سے کام لیتے تھے۔

امام جماعت صاحب درمیانی قد رکھتے ہیں اور آپ ہندوستانی سیاہ عبا اور سفید پگڑی پہنتے ہیں۔ اور آپ نہایت ذہین۔ بہت معاملہ فہم اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور اپنی تائید میں زبردست دلائل پیش کرنے والے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] سے تعلق میں ذکر آتا ہے"

(ج) دمشق کا اخبار "فتی العرب" اپنی ۱۱ اگست ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں احمدیوں کے خلیفہ سے انٹرویو کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"احمدیوں کے [illegible] ہم سنٹرل ہوٹل میں گئے جہاں مرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں تاکہ ان کی زیارت کریں اور اس جماعت و مسلک کے قائم کرنے کی غرض و غایت معلوم کریں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو بہت سے اسلامی فرقہ کے تعلیم یافتہ طالب علم اور بعض دیگر لوگ بھی جن میں مشہور عالم سید محسن الامین العاملی [illegible] شیعہ مجتہد یہاں بھی موجود تھے ...... یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں۔ [illegible] سے چہرہ [illegible] سیاہ [illegible] اور ان کی آنکھیں [illegible] ... آپ کو ... [illegible] آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو [illegible] ممکن ہے کہ آپ اسے سمجھیں [illegible] اور آپ کے ہونٹوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے چھپتے ہیں اور اس میں جو جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں"

(د) اخبار العمران دمشق اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء میں بعنوان "احمد دمشق میں" لکھتا ہے:-

"ابھی آپ کے دارالخلافہ میں تشریف لانے کی خبر شائع ہوئی تھی کہ بہت سے علماء و فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ و مباحثہ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو نہایت عمیق علم [illegible]

رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان کی تاریخ و فلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا اور شریعت الٰہیہ کے حکمت و فلسفہ کی واقف شخصیت پایا۔"

۷۔ ۱۹۱۹ء میں مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے زیر اہتمام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروفیسر سید عبد القادر کی صدارت میں "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر پروفیسر صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف حسب ذیل الفاظ میں کروایا:۔

۱: "حضرات عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاتے ہیں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرایا کرتا ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں آپ اس برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔"

(تاثرات قادیان صفحہ ۲۲۸)

ب: بعد تقریر کے اختتام پر سید صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا:۔

"حضرات میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح سے نظر ڈال سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ کی روشنی سے ہے (جو اوپر آویزاں تھا)۔ حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے ادق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے خیال میں تو ہندوستان میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ۔۔۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ ایسے لیکچر قابل استفادہ ہماری سوسائٹی میں ہوں میں سمجھتا

کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا فائدہ ہماری سوسائٹی کو جاری رہا تو ہم بہت کچھ سیکھ جائیں گے۔"

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۶۲۔۱۶۳)

۸۔ میاں سلطان احمد وجودی ممبر پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کے تاثرات بھی بہت کم دلچسپ کے حامل نہیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوت حد سے زیادہ ہے وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کر سکتے ہیں ان کی تقریروں میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کو ملی کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ان کے ملنے والوں پر ہوتا ہے تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے۔ وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں۔"

(الحکم جوبلی نمبر صفحہ ۳۶)

ب: "اگر مصطفیٰ کمال اتا ترک جو ۲۹۴۴۱۶ مربع میل زمین اور ایک کروڑ ۵۲ لاکھ افراد پر حکومت کرتا تھا۔ اگر ابن سعود جو تین لاکھ ۱۹۲ ہزار مربع میل اور ۱۵۰ لاکھ زبان والی ستر کروڑ دس لاکھ افراد کی آبادی کا واحد حکمران تھا۔ اگر مسولینی چار کروڑ بیس لاکھ اطالوی اور ایتھوپیا کے ۷۰ لاکھ باشندوں کا مختار بادشاہ ہے گراؤنڈ مقدس ثابت ہے جو کروڑوں انسانوں کا حکمران ہے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی دنیا میں بسنے والے دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر جو شرکت غیرے حکومت کرتے ہیں جس کے احکام کو افراد مذکورہ بالا کی طرح اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں۔"

۹۔ ۱۹۲۷ء میں شملہ میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مخلوط اور جداگانہ انتخاب کا مسئلہ زیر بحث تھا قائد اعظم محمد علی جناح اور بعض مسلم لیڈر بھی مخلوط انتخاب کے حامی تھے مگر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت جداگانہ انتخابات کے حق میں اس قدر مؤثر تقریر کی کہ سب مسلم لیڈر آپ کی رائے سے متفق ہو گئے۔ اس موقعہ پر مولانا محمد علی جوہر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ آپ نے اپنے اخبار ہمدرد دہلی میں لکھا:۔

"ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے

"ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم، تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔"

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ ۱۹۹)

اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔"

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ ۱۹۹)

۱۰۔ حبیبیہ ہال لاہور میں مارچ ۱۹۲۷ء میں "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی زیر صدارت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تقریر فرمائی ڈاکٹر اقبال نے صدارتی ریمارکس میں کہا:۔

"ایسی پر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے اور خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے ۔۔۔ میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہوئی ہے وہ زائل نہ ہو جائے

ختم کرتا ہوں۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۷ء)

۱۱۔ نومبر ۱۹۲۳ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لیکچر "اسلام پر مغربی مصنفوں نے جو نکتہ چینی کی ہے وہ کہاں تک بجا اور درست ہے اور کہاں تک غلط" موضوع پر زیر صدارت آنریبل میاں فضل حسین وزیر تعلیم ہوا۔ میاں صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا:۔

"علم مناظرہ میں جناب مرزا صاحب کے والد مرحوم و مغفور جن سے مجھے ذاتی طور پر شرف نیاز حاصل تھا۔ ایک بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے رفقاء نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے آج سے چالیس پچاس سال پہلے اسلام پر جو حملے آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کی طرف سے ہوتے تھے ان کے بہت بڑے حصہ کی تردید جناب مرزا صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء نے کی ہے۔ جب کہ ان کے رفقاء میں سے ایک مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم و مغفور تھے ان کے پیروؤں نے اسلام کی خدمت کو جاری رکھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس پر ہم سب کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ جو کام جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور ساری عمر کرتے رہے اس کو جناب مرزا صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ناقل) نے جاری رکھا ہے اور آج جب کہ ہندوستان میں فتنۂ ارتداد اٹھا تو انہوں نے ان لوگوں نے جو ان کے اسلام کے تحت

معجون نوفل لیکوریا اور سیلان الرحم اور دیگر امراض کا مجرب علاج قیمت ۳۰ یوم ۸/- دواخانہ خدمت خلق ربوہ (رجسٹرڈ)

کام کر رہے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ کا فرض ادا کر رہے ہیں۔

(الفضل ۔۔۔ دسمبر ۱۹۲۳ء)

۱۲۔ کانفرنس مذاہب لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا لیکچر بہ صدارت سر تھیوڈور ماریسن پڑھا گیا۔ لیکچر کے اختتام پر پریذیڈنٹ نے حسب ذیل ریمارکس دیئے:۔

"مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا دیا ہے۔ میں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبی ترتیب خیالات اور اعلیٰ درجہ کے استدلال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبان حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ متفق ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ میں ان کی طرف سے شکریہ کرنے میں حق پر ہوں اور ان کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں۔"

(الفضل ۔۔۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

قارئین کرام اندازہ فرما دیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولادت سے متعلق پیشگوئی میں جن صفات کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کا ظہور کروایا۔ اور کس طرح دنیا کے ہر مکتب فکر کے جید لوگوں سے ان صفات کا حضور ایدہ اللہ کی ذات والا صفات میں پائے جانے کا اعتراف کروایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر مغربی مفکرین نے جو آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوئے آپ کے ذہین و فہیم ہونے، دینی و دنیوی علوم سے پر ہونے اور آپ کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کیا ہے جن سے حقیقت دین اسلام کا مرتبہ اور کلام اللہ کا شرف لوگوں پر ظاہر ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے اندازہ فرمائیں گے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات موجودہ دور میں عظیم ترین شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضور کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اسلام اور احمدیت کی ترقی اور غلبہ کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے فرمائے ہیں۔ حضور کی زندگی میں پورے ہوں اور تمام روئے زمین پر دین واحد کا پرچم لہرا سکے۔ اللہم آمین۔

ھوالشافی

طب نبوی کا بنیادی اصول

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اِلَّا الْمَوْت

(یعنی سوائے مرض الموت کے ہر بیماری کا علاج ہے)

قدیم، مغربی طب اور یونانی طب دونوں کا بیشتر حصہ اس امر کا شاہد ہے کہ ادویات ۔۔۔ بہت سی بیماریوں کو لاعلاج بتلاتی ہیں۔ لیکن جدید طب ہومیوپیتھی ہر مرض کو قابل علاج ثابت کر چکی ہے۔ بلکہ ہومیوپیتھی اب پیٹنٹ ادویات بہت کم تیار کی جاتی ہیں اس لئے طب نبوی کے اصول پر قائم ہونے والے جدید طریق علاج سے بہت کم مستفید ہو سکتے ہیں۔

"کیور یٹو سسٹم"

آپ کے سامنے اسی جدید طب کی ادویات کو تجربات کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ان میں سے کیوریٹو۔ بے بی ٹانک اور اکسیر ابھارہ وغیرہ اکثر ادویات کو ہزارہا لوگ سالہا سال سے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ تفصیلات کے لئے کیوریٹو سسٹم کا لٹریچر مفت طلب کریں۔ علاوہ ازیں کام کے لئے ایک فہرست درج ذیل ہے تاکہ آپ اپنی ضرورت کی دوا منتخب کر سکیں۔

عام استعمال کی ادویات

(۱) کیوریٹو۔ کھانسی۔ زکام۔ بخار۔ نزلہ۔ انفلوئنزا۔ ملیریا۔ گلے کی خرابی۔ سردرد۔ کان درد۔ دانت درد اور سردی سے پیدا ہونے والی تمام تکالیف کو فوراً دور کرتی ہے۔ قیمت فی ڈرام ۔/۵ پیسے۔ فی اونس ۲ روپے ۵۰ پیسے فی پیکٹ چار خوراک ۱۳ پیسے۔

(۲) ڈائی جسٹین۔ پیٹ درد۔ بدہضمی۔ گیس۔ قبض اور معدہ کی جملہ تکالیف کے لئے مفید۔ فی پیکٹ ۔/۱۹

(۳) ڈائی سنٹرب۔ پیچش اور مروڑ کے لئے ۲۰ کیپسول ۔/۵۰ پیسے

(۴) پائلز کیور۔ خونی اور بادی بواسیر کے لئے اکسیر ہے ۲۵ کیپسول ۲/۵۰ روپے ۱۰۰ کیپسول ۔/۷

(۵) بے بی ٹانک۔ بچوں کے دستوں، کمزوری، سوکھا پن، دانت نکلنے کی تکلیف اور نشوونما کے لئے مفید ٹانک ۔/۳

مقویات (ٹانکس)

(۱) برین ٹانک۔ دماغی تھکان اور حافظہ کی کمزوری کا بہترین علاج۔ طلباء اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر ٹانک ۔/۳

(۲) جنرل ٹانک۔ دماغی، اعصابی کمزوری کا علاج۔ زیادہ محنت کار ۔۔۔ اور دیگر لوگوں کے لئے ۔۔۔ ۔/۳

(۳) سپیشل ٹانک۔ دماغی اور اعصابی کمزوری، خون کی کمی اور ۔۔۔ کے لئے ۔۔۔ سپیشل ٹانک ہے۔ ۔/۵

(۴) "سپیشل کورس" خاص کمزوری کا مکمل علاج۔ قوت و شباب کا خزانہ۔ قیمت ۔/۱۰۔ آزمائشی کورس ۔/۱

(۵) "زرد چہرہ نیچرل کورس" تمام اعضائے رئیسہ کو طاقت دے کر صحت و جوانی کی قوت واپس لانے والا خاص الخاص کورس ۔۔۔ ۔/۱۲

عورتوں کی ادویات

(۱) لیکوریا۔ لیکوریا (سیلان الرحم) کا مجرب علاج ہے ۔/۴ روپے

(۲) مینسٹرولین۔ عورتوں کے خاص ایام کی تکالیف مثلاً درد وغیرہ کو فوراً دور کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۔/۳ روپے

(۳) مینسٹرولین ۲۔ اگر خاص ایام میں بوجہ کثرت کے بے قاعدگی یا دیر تک جاری رہے تو یہ دوا اس کا بہترین علاج ہے ۔/۳ روپے

(۴) لیکوریا ۳۔ عورتوں کے بانجھ پن کے لئے ۔/۱۰ روپے

(۵) لیکوریا ۴۔ رحم کی کمزوری۔ اسقاط کی عادت اور اندرونی خرابی کے لئے۔ ۔/۱۰ روپے

دانتوں کی ادویات

(۱) اینٹی پائیوریا۔ گوشت خورہ اور مسوڑھوں کی خرابیوں کے لئے ۔/۲

(۲) اینٹی کیریز۔ کمزوری، ہلنے اور گھن والے دانتوں کے لئے مکمل کورس ۔/۱۱ روپے صرف دوزہ کورس ۔/۲ روپے

ڈینٹو کیور۔ دانت درد کے لئے مکمل کورس ۔/۲ روپے فی پیکٹ ۔/۲۵

حیوانات کی دوائیں

اکسیر ابھارہ۔ شفتل اور برسیم وغیرہ قسم کے چارہ سے جانوروں کو جو پھلک اپھارہ ہو جاتا ہے اسے یہ دوا چند منٹ میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۔/۵

اس کے علاوہ

جانوروں کی دیگر مہلک امراض مثلاً منہ کھر، تنا (گل گھوٹو) کتا، باؤ، زہرباد وغیرہ کے لئے بھی اکسیر دوائیں مل سکتی ہیں۔

علاوہ ازیں ہومیوپیتھی اور بائیوکیمسٹری کی تمام ادویات، ہومیوپیتھی کتب اور سامان ڈسپنسری وغیرہ ہم سے خریدیں۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی متصل اقصیٰ روڈ ربوہ۔ کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ کرشن نگر۔ لاہور

کتاب ربوہ

(باتصویر)

قیمت حصہ اول ۲/۱ ۲ روپے حصہ دوم ۲/۱ ۲ روپے

ملنے کا پتہ

مالک ۔۔۔ کتب خانہ ۔۔۔ ربوہ

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام اور مخالفین کی طرف سے اس کا اعتراف

— مکرم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے ربوہ

نامساعد حالات میں کامیابی کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ جب کبھی دنیا میں اپنا مامور مبعوث فرماتا ہے تو لوگ اس کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے نامساعد حالات کے باوجود انجام کار اس کے فرستادہ ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ اور اس کی مراد دائمی ہمیشہ مخالفین کے حق میں ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایسے ہی حالات میں جبکہ مخالفت کا طوفان زوروں پر تھا جماعت کی تعداد بڑی قلیل تھی ۱۸۹۸ء میں اس پیشگوئی کا عظیم کی طرف سے بشارت دی گئی کہ:

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

تیری تبلیغ سے مراد

سب سے پہلے ہمیں دیکھنا ہے کہ اس کلام الٰہی میں تبلیغ سے کیا مراد ہے۔ ہوجاتا چاہیئے کہ تبلیغ سے مراد "تیرے ذریعہ اسلام کی تبلیغ ہے" کیونکہ آنحضرت کے مسیح کا کام احادیث نبوی میں یحیی الدین ویقیم الشریعۃ بیان کیا گیا ہے یعنی وہ دین اسلام کو زندہ کرے گا اور شریعت محمدی کو قائم کرے گا۔ اس عظیم ذمہ داری کا اظہار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ایک ایک لفظ سے ہوتا ہے۔ تقریر ہو یا تحریر، نثر ہو یا نظم ہر حصہ سے اسلام کی اشاعت کا بے پناہ جوش ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر آپ کے دو اشعار کا پیش کرنا ہی کافی ہوگا۔ جس میں حضور علیہ السلام نے خدا کی قسم کھا کر اسلام کی صداقت کا اعلان فرمایا ہے

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے

یہی وہ اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ لیکن جس کو آج کل کی مسلمان قومیں بھلا بیٹھی تھیں۔ دین اسلام دنیا کے ہر ملک میں اور دنیا کی ہر قوم میں پھیلانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تھا۔

فعلی شہادت

بظاہر ناممکن تھا کہ قادیان جیسی گمنام بستی کا رہنے والا ایک شخص جس کے پاس نہ کوئی دنیوی ڈگری تھی نہ مال و دولت نہ حکومت اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں کامیاب ہوسکے گا۔ لیکن چونکہ یہ خدائی کلام کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

ہمارے قادر و مطلق خدا کی طرف سے تھا اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے وہ نحیف و کمزور آواز جو ایک گمنام بستی سے بلند ہوئی تھی ساری دنیا پر پھیل گئی اور خدا تعالیٰ کے اس مامور کی جماعت کے ذریعہ مشرق بعید سے لے کر مغرب بعید تک کے ممالک میں اسلام کی منادی کے مضبوط مراکز قائم ہونے شروع ہوگئے۔ اور الحمد للہ سینکڑوں جو ہر قوم پر مشتمل ہیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کلام کی صداقت پر بطور فعلی شہادت کے ہے۔

انڈونیشیا، چین، جاپان، بورنیو، ملایا، جزائر سیلون، دنیا کے ایک کنارے پر ہیں جہاں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچایا گیا تو دوسرے راستے ڈنمارک دنیا کے دوسرے کنارے پر ان کے درمیان انگلستان، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، سپین اور مشرقی و مغربی افریقہ کے متعدد ممالک اور جزائر نیز امریکہ کی وسیع و عریض سرزمین۔ کوئی بھی خطہ تو ایسا نہیں رہا جہاں مامور زمانہ کی جماعت کے ذریعہ اسلام کی منادی نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا:

"آج بیرونی ممالک میں تحریک جدید کے چندہ کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ جاری ہے۔ وہ ساری دنیا میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ عملاً آزاد دنیا کا کوئی حصہ بھی ان سے خالی نہیں۔"

اعتراف اغیار

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہمارے اشد ترین مخالفین کی طرف سے بھی اعتراف سند حاصل کرچکا ہے۔ ۱۹۳۱ء کی بات ہے جبکہ ممالک بیرون میں ہماری جماعت کے چند گنتی کے مراکز تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے بچنے پھلنے بات کے مطابق جماعت کی روز افزوں ترقی اس کے عظیم الشان مستقبل کی خبر دے رہی تھی۔ جسے دیکھ کر اخبار زمیندار کے مالک مولوی ظفر علی خاں جیسے مخالف احمدیت کو بھی "زمیندار" مورخہ ۱۹۳۱ء میں حسب ذیل الفاظ میں اعتراف کرنا پڑا:

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ، وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ (نعوذ باللہ من ذالک) پر اندھا دھند آنکھیں بند کرکے ایمان لے آتے ہیں۔ ...... اور یہ ایک تناور درخت ہوچلا ہے جس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

تحریک جدید کے کاموں کا خلاصہ

یہ اعتراف آج سے ۳۴ سال پہلے کا ہے

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ وکیل جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ (نعوذ باللہ من ذالک) پر اندھا دھند آنکھیں بند کرکے ایمان لے آتے ہیں ...... یہ ایک تناور درخت ہوچلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"
(ظفر علی خاں)

اس کے بعد کے عرصہ میں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے ذریعہ جو ایک عظیم الشان انقلاب برپا کرکے دکھایا ہے۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ ایمان افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے مراکز اور مساجد کی تعداد کو جس سو سے زائد تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس طرح سرزمین مغرب اور دور دراز ممالک میں توحید کے نعروں کو بلند کیا ہے۔ بیسیوں مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کروا دیئے ہیں۔ جن میں سے چند زبانوں کے تراجم شائع کرکے اکناف عالم میں ان کی تقسیم کا انتظام کروایا ہے۔ اور اس طرح ہر خاص و عام سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ ممالک غیر میں بیسیوں سے زائد تعلیمی ادارے قائم کرکے اسلام کی تعلیم کو عام کیا اور عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا ہے۔ اکناف عالم میں اسلام کی صحیح ترجمانی کرنے کے لئے مختلف زبانوں میں دو درجن کے قریب اخبار و رسائل جاری کرکے مبلغین کی زیر نگرانی جاری کر دیئے۔ اسلام پر وارد ہونے والے تازہ بتازہ اعتراضات کا اسی وقت منہ توڑ جواب دیا جانے اور خطہ زمین پر اسلام کا منظر پیش کیا ہے

اعتراف حقیقت کے چند مزید نمونے

اقوام زمانہ کے کہنے کہنے میں تحریک جدید کے مشن نے تبلیغ اسلام کے لئے دو اور معروف کے اور دنیا اس کو جھوٹی نہیں ہے۔ جماعت کی مساعی کو اس کے نتائج کو دیکھ کر اور حیرت میں پڑ گئی ہے

اپنے تو اپنے ۔ بیگانے بھی ہماری غیر معمولی کامیابیوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے چنانچہ اعتراف حقیقت کے چند نمونے کچھ اندرون ملک کے اور کچھ بیرون ملک کے پیش کئے جاتے ہیں ۔ پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی مدیر رسالہ ندائے حق اپنے رسالہ کی اشاعت جولائی و اگست ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں :۔

(۱) "آج بلاد مغرب میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغی میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں ۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ ان کے مبلغین ان علاقوں اور جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلباء نے نہیں سنا ہوگا ۔ مثلاً ماریشس ۔ فجی ۔ ٹرینیڈاڈ ۔ نیروبی اور نائیجیریا وغیرہ "

(۲) روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں اپنے نمائندہ خصوصی مسٹر حفیظ ملک متعین امریکہ کے حوالے سے یوں رقمطراز ہے ۔

"حال ہی میں امریکہ کے مشہور معروف پادری بلی گراہم نے افریقہ کا دورہ کیا ۔ گذشتہ ہفتے انہوں نے صدر آئزن ہاور سے وائٹ ہاؤس میں چالیس منٹ کے لئے تبادلہ خیالات کیا ۔ اور صدر آئزن ہاور کو یہ مشورہ دیا کہ نائیجیریا کا دورہ کریں ۔ انہوں نے رپورٹروں کو بتایا کہ مسلمان مشنری مشرقی افریقہ میں جب سات حبشیوں کو مسلمان بناتے ہیں تو عیسائی مشنری کہیں مشکل سے تین حبشیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں "

پھر آگے چل کر لکھا ہے ۔

"افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی جماعت مشنری کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے "

(۳) ایک عیسائی اخبار "ٹائمز" مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۸ء اعتراف کرتا ہے ۔

"افریقہ میں مسلمان مبلغین ہمارے عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ تیز رفتاری سے لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا رہے ہیں "

(۴) ہالینڈ کے ایک میگزین میں یوں اعتراف کیا گیا ہے ۔

"احمدیہ تحریک کے نام لیوا بڑی جانفشانی سے اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں کوشاں ہیں ۔ خاص طور پر افریقہ میں ۔ بلکہ مغربی ممالک میں بھی جن میں ہمارا ملک ہالینڈ بھی شامل ہے ۔ یہاں انہیں خاص کامیابی حاصل ہوئی ہے "

تحدیث بالنعمت

پس اپنوں اور بیگانوں کا اعتراف اس امر پر شاہد ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کلام

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

آفتاب عالم تاب کی طرح اپنی صداقت ظاہر کر چکا ہے اور ہماری بڑی ہی خوش قسمتی ہے کہ یہ انقلاب ہماری زندگیوں ہی میں رونما ہوا ۔ اور ہم ناچیز بندوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمایا ۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

"ایک زمانہ وہ تھا جب اسلام کی آواز اٹھانے والا دنیا میں کوئی نہیں تھا ۔ اب تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ برکت پیدا کی اور تم کو اس برکت کا حاصل کرنے والا بنایا ہے ۔ امریکہ میں تمہارے تمہارے مشن ہیں ۔ اسی طرح تمہارا مشن انگلینڈ میں ہے ۔ ہالینڈ میں ہے ۔ جرمنی میں ہے ۔ سوئٹزرلینڈ میں ہے "

پس یقیناً ہم کفران نعمت کے مرتکب ہوں گے اگر اس الٰہی تحریک کو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پورا ہوا اور ہمیں اس کی برکات سے مستفید ہونے کا شرف حاصل ہوا ۔ اپنی قربانیوں سے سینچنا چھوڑ دیں یا چھوڑنے کا خیال بھی دل میں لائیں ۔

پس اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کامیابی کے بلند مینار پر پہنچ چکے ہیں ۔ لیکن ابھی ہماری مساعی کے اختتام کا وقت نہیں آیا ۔ بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر قربانیوں کی ضرورت ہے ۔ اسی اہم نکتہ کی طرف سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایمان افروز تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کا ایک اقتباس پیش کرنا میں مناسب ہوگا ۔ جس سے اس امر کی راہنمائی ہوتی ہے کہ تحدیث بالنعمت کا صحیح طریق کیا ہے ۔ فرمایا

"اب جبکہ میدان تمہارے ہاتھ میں آرہا ہے تم میں سے کئی ہیں جو پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں ۔ لیکن یاد رکھو اس قسم کی عزت کا موقع اور اس قسم کی برکت کا موقع اور اس قسم کی رحمت کا موقع اور اس قسم کے خدا تعالیٰ کے قرب کے مواقع ہمیشہ نہیں ملا کرتے ۔ سینکڑوں سال میں کبھی یہ موقع آتے ہیں اور خوش قسمت ہوتی ہیں وہ قومیں جن کو موقع مل جائیں ۔ اور وہ اس میں برکتیں حاصل کر لیں "

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس برکت سے جو ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت میں تحریک جدید کے ذریعہ اشاعت اسلام کے لئے میسر آ رہا ہے ۔ کما حقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور ہم اس کی خاطر اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیاں اس طرح پیش کریں جس طرح سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پیش کیں ۔ کہ تحدیث بالنعمت کا صحیح طریق یہی ہے ۔

بجز شیدائے جوانان تا دہی قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

خصوصی ہیرے
و دیگر بیش قیمت پتھر خوشنما و جدید قسم
کے زیورات دستیاب ہیں
فرحت علی جیولرز دی مال لاہور فون نمبر ۳۶۳۲

فون ۶۰۲۰۹
لاہور میں آپ کا اپنا واحد اور جدید پریس
سن رائز آرٹ پرنٹرز
سادہ و رنگین
چھپوائی کا بہترین مرکز
۶۸ ۔ فلیمنگ روڈ (عقب لاہور ہوٹل)
لاہور

سائیکل نما سائیکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد ۔ لاہور

رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ

"تمام عادتوں پر رحم ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جاوے" (المسیح الموعود)

مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے

مسلمان اس وقت دنیا میں کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ مسلمانوں میں آج وہ عظمت و شوکت نظر نہیں آتی جو کبھی زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل تھی۔ آج بھی مسلمان کے نام سے دنیا کا ایک حصہ آباد ہے مگر مسلمان بالعموم دنیا میں ذلت و ادبار کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ محض اس لئے کہ انہوں نے اسلام کی حسین تعلیم کو ہاتھ سے جانے دیا۔ انہوں نے اتحاد و اتفاق کو خیرباد کہہ دیا اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر باہم جنگ و جدال میں مصروف ہو گئے۔ خلافت کے خاتمہ کے بعد ان کی اخوت جاتی رہی اور ان میں باہمی ہمدردی کا جذبہ نہ رہا۔ کیونکہ وہ ایک ہاتھ پر جمع نہ تھے اور ان میں وحدت قائم نہ رہی۔ بلکہ مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور ان کی نگاہ میں اتحاد و اتفاق کی کوئی قدر و قیمت نہ رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عالم اسلامی بے جان ہو کے رہ گیا اور ایک مردہ سے زیادہ اس کی حیثیت نہ رہی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے رہنے سے قوم کے افراد کی قوت عمل ضائع ہو جاتی ہے اور وہ قوم منزل سے دور ہٹ جاتی اور مقصد سے محروم رہ جاتی ہے۔

لیکن آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی برکت سے پھر ایک بار جماعت قائم کی ہے۔ جس میں اتفاق و اتحاد اور ایک جہتی کی نعمت سے مالا مال کر دیا ہے جس کے ہم سب افراد بھی قدر ہیں۔ شکر ادا کریں کم ہے۔ اسی لئے ہم اور ایک ہی لا قوم نے کہ اوجود دیکھیں گے کہ دیگر مسلمان عالم کے مقابل پر ہماری حیثیت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اس چھوٹی سی جماعت نے اپنی غربت اور افلاس کے باوجود خدا کے فضل سے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے۔ آج دنیا میں اسلام کا نام بلند کر رہی ہے تو یہی جماعت اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے تو یہی چھوٹی سی جماعت مذاہب عالم کو للکار رہی ہے تو یہی جماعت اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے والوں کو منہ توڑ جواب دے رہی ہے تو خدا کے فضل سے یہی جماعت۔ اپنے اور بیگانے سبھی اس کے معترف ہیں۔ یہ سب کچھ کیونکر ممکن ہوا۔ محض اس لئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل ہم ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور ایک ہی برادری اور ایک ہی اخوت میں داخل ہو گئے۔ جو اسلام کی صحیح معنوں میں ظہور ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں۔ گو باپ جدا جدا ہیں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم ص۳۲۹)

ایک ماحول میں پیدا ہو کر اور ایک نئی برادری اور نئی اخوت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل سے چھوٹے بڑے، کمزور اور طاقتور سبھی ایک ہو گئے اس طرح کہ ان میں اونچ نیچ نہ رہی اور ایسی قومیت و یگانگی پیدا ہوئی کہ سب ایک رنگ میں رنگین ہو کر ایک عظیم مقصد کے حصول کے درپے ہو گئے۔ بیگانگی کا احساس دور و ختم ہو گیا۔ اور انہوں نے اپنے نفوس میں محبت و اخوت پیدا کی۔ اور اپنا سب کچھ خدا کی خاطر فنا کر دیا۔ اور دیوانہ وار حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے رنگ میں رنگین ہو کر اکناف عالم میں پھیل گئے تاکہ پیاسی روحوں کو اسلام کے روحانی چشمہ سے سیراب کر سکیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ سب کچھ محض خدا کے فضل اور باہمی اتحاد و اتفاق یکجہتی اور ایک جہتی کی برکت سے ہوا۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دیں جس سے جماعت کے کسی حصہ میں باہم اختلاف اور انتشار پیدا ہونے کا امکان ہو۔ ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہئے۔ اپنوں اور بیگانوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کرنا چاہئے اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دینی چاہئے جس سے جماعت کے اتحاد کو صدمہ پہنچے اور جماعت کے وقار کو ٹھیس لگنے کا خدشہ ہو اور ہمیں چاہئے کہ اگر کہیں جماعت کے کسی طبقہ میں کوئی اختلاف پیدا ہوتے دیکھیں تو اسے حکمت اور موعظت حسنہ اور محبت کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کریں اور دعا کریں سے کام لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچائے یا اس کو ڈوبنے دے؟ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تعاونوا علی البر و التقویٰ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہؓ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت و ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے۔ اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہئے بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آجاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں، معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکہ دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے۔ اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے۔ اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۴۵-۳۴۳)

اسی سلسلے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ ...... میں یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے۔ محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کی جاوے۔ اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ اسی طرح بھائی کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور کوئی نہیں چاہتا کہ اس کے لئے اشتہار دے۔ پھر جب خدا تعالیٰ نے بھائی بنایا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟

یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہؓ کو بھی یہی طریق و نعمت اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔ خدا تعالیٰ پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں ......

...... میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی ......

...... دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم ص۳۴۸-۳۴۹)

پس ہمیں حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے اور ان پر پوری محبت سے عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

ابلیس ــــــ اور ــــــ آدم

(کردار :- ابلیس ۔ آلِ ابلیس ۔ شداد ۔ نمرود ۔ فرعون ۔ جبریل)

مقام خلا

(پنڈال میں آلِ ابلیس جمع ہے ابلیس داخل ہوتا ہے چند افراد مزیر کے ساتھ ترانہ گاتے ہیں)

کورس

ابلیس زندہ باد اے ابلیس زندہ باد
اے ساقیِ خُم خانۂ ابلیس زندہ باد
ابلیس زندہ باد

اے کامران ۔ فاتحِ انسان زندہ باد
اے زلزلۂ عالمِ تقدیس زندہ باد
ابلیس زندہ باد

عشرت گری سے تیری ہوا ہے جہاں میں
محکم فساد و فتنہ کی تاسیس زندہ باد
ابلیس زندہ باد

خطبۂ استقبالیہ

تُو نے ایجاد کی الفتِ گناہ و عصیاں
تُو نے رنگین کئے نقش و نگارِ عصیاں
بجلیاں تجھ سے ملیں رات کے اندھیرے کو
بحرِ ظلمات سے اُٹھا ہے تو جو نئے جہاں
دکھنی تُو نے عطا کی ہے گنہ گاری کو
اور جرائم سے بنائے ہیں طرب کے سامان
کو تپ اٹھا خوت سے ترے درد دیوار حرم
تجھ سے ہے لرزہ براندام سو ہو ایماں
حیلہ و مکر کو عشرت کا دیا ہے ناموس
دام تزویر ہے کیا مصلحتِ دانایاں
کذب و باطل کو کیا مرتبہ بالا تُو نے
ذات سے تیری ہوا فتنہ و شرارت کا نشاں
ڈھال بنتا ہے تو رسالتیں ہر دو جا نبتے ہیں
تیرے ہاتھوں میں ہے اک موم کا پیکر انساں
ممکنات ایسے تو کی دکھتی ہے فطرت تیری
جس کے جلوہ سے ہے جبریل نگاہ حیراں
بلکہ ہیں عالمِ امکان کے خزانے تیرے
پست و بالائے جہاں ہے ترے زیرِ فرماں

ابلیس ہم سے بہت جلد ملک اعظم ہے
رب کو معلوم یہ ہو جائے گا کس کا رتبہ ہے

ورد مدحِ ابلیس

قلبِ انساں کی رگ رگ میں وطن ہے تیرا
اس کی ہر سانس میں صد حیلہ و فن ہے تیرا
تُو چھپا مکتب ہے خود اس سے حقیقت اس کی
اس کے ایمان میں بھی حصۂ فن ہے تیرا

ابلیس کا خطبۂ صدارت

شکریہ اے ہمدم و ہمدمِ شکریہ
اس نوازش کا ہے بے حد شکریہ
اس قدر تعریف کے لائق نہیں
کیونکہ میں کچھ آپ سے فائق نہیں
اک افق کے ہم ستارے ہیں تمام
ایک شعلے کے شرارے ہیں تمام

ایک مقصد ہے ہمارا کام ایک
ایک ہی آغاز ہے انجام ایک

یہ تو ہے معلوم سب کچھ تم کو خیر
پیشتر آدم سے تھا کوئی خلیفہ
جب طبیعت کا ذرا جوہر کھلا
ان کو سکھلاتا تھا میں تسبیح و ذکر
کٹ رہی تھی قرب الٰہی عیش سے
ایک دن میں نے نیا ذہن نیا
میں نے دیکھا اک تماشہ نیا
ہو چکا تیار جب دم وہ قفس
پھر ہوا یہ حکم اہلِ عرش کو
حکم پا کر ہر فرشتہ جھک گیا
کہہ دیا میں نے خدا سے صاف صاف
ہاں سنو تم تو ہے کیوں اللہ سے بیر
آگ سے پیدا ہوا میں عرش پر
میں فرشتوں کا معلّم بن گیا
اور کوئی کام تھا مجھ کو نہ فکر
بے خبر تھا اشتغالِ عیش سے
جس نے پیدا کی بدن میں سنسنی
بن رہا ہے دوجہاں سا اک لاک کا
حق نے پھونکا اس میں خود اپنا نفس
یہ ہے آدم اس کو سب سجدہ کرو
میں بھی جھکنے کو تھا لیکن رک گیا
ہو نہیں سکتا یہ گستاخی معاف

خلق میں آدم سے بالاتر ہوں میں
اس کے آگے سرنگوں کیونکر ہوں میں
ہو کے شعلہ زاد یہ ذلت سہوں
خاک کے آگے جھکوں سجدہ کروں

کیا نہ تھا یہ برمحل میرا جواب

(سب یک زباں ہو کر)

برمحل تھا برمحل عالی جناب

(ابلیس)

میرے اس انکار پر ٹوٹا غضب
کبر کا طعنہ ملا خدائی سے سبب
تم بہت ضدی اور مغرور ہو
جاؤ نکلو آسمان سے دور ہو

اب بتاؤ یہ کوئی انصاف ہے

(سب یک زباں ہو کر)

یہ تو آدم کی حمایت صاف ہے

گرچہ آدم کا بھی ہے اس میں قصور
اس قدر لیکن کہوں گا میں ضرور
گو ہے ہم سے بھی زیادہ خود پسند
مکنات اس کے نہایت ہیں بلند
اور بتلاتا ہوں اس کا راز آج
فطرتاً آدم ہے متلون مزاج
یہ مقام اس قطعے کا کمزور ہے
جس قدر بنتا ہے اتنا کور ہے
اس پہ گر حملہ کریں اس طرح سے
سے جھلک پڑتی ہے باہر طرف سے
ہو گی یہ ہی سے جو چھپیں بار بار
بجتے لگتا ہے خود اس کا تار تار
لیکن اس کے ساتھ ہی خطرہ بھی ہے
یہ تمنا بھی ہے اور قطرہ بھی ہے
خود اس کو خود سے مشکیں جس قدر
اور خودی سے ہوتا ہے نزدیک تر
اس حقیقت کا ہے تم کو بھی پتا
ٹیک دیدیں فاصلہ ہے نام کو
محنت اس پہ کی ہے ہم نے بڑی
فتح کامل کی ہے نزدیک اب گھڑی
محنتوں کا جلد پھل ملنے کو ہے
اس محنت کا بھی پھل ملنے کو ہے
جب تسلط ارض پر ہو جائے گا
عرش بھی پھر جلد سر ہو جائے گا

(غیب سے ایک آواز)

اللہ اکبر اللہ اکبر

(ابلیس کانپنے لگتا ہے پھر جلد سنبھل جاتا ہے)

اس صدا سے دل گیا میرا دہل
آدمی کو ورغلاتی ہے یہی
یہ جو ہے دشمنوں کا ہے بگل
میرے جنگل سے چھڑاتی ہے یہی
یہ بہر صورت دبانی چاہیئے
اس کے کانوں تک نہ جانی چاہیئے
ہیں ہمارے پاس پانچ اس کے جواب
رقص و شعر و نقش و نغمہ و رباب
اپنا رنگ ان سب میں بھر سکتے ہیں ہم
پاک کو ناپاک کر سکتے ہیں ہم
یہ بہت آسان ہے ابلیس پر
پھیر دے اپنا برش تقدیس پر
کام لینا چاہیئے ان سے ابھی
فتح ہر تدبیر عقل سے ہے ابھی
چاہیئے تبلیغ ان کی دور سے
یہ صدا رہ جائے دب کر شور سے

اب نیا اک کھیل کھیلا جائے گا
کام کو آگے دھکیلا جائے گا

چند آدم زاد ہیں اپنے یہاں
خود بتائیں گے وہ اپنی داستاں
تھی تو آدم زاد پر تھیں اقتدار نام کے
کچھ خود تو ہیں یہ میرے کام کے
دیکھنا یہ کیا عجیب ایجاد ہے
نام اس کا جانتا کا شداد ہے

(شیطان بیٹھ جاتا ہے شداد کھڑا ہوتا ہے)

شداد

میں نے تعمیر کیا باغ عدن زمیں میں
بھر دیے لالہ و نسرین و سمن دنیا میں
اچھی تدبیر کے جادو سے کیا میں نے بپا
حور و غلمان دلہا کے وطن دنیا میں
فیض تھا حضرت ابلیس کا بیعت کا مجھے
پھونک دی روح نئی میں نے کہن دنیا میں

لڑکپن تھا اوروں کو کیا نمرودوں سے میں نے شاد / ٹھیلانے لگے سب وادئ دہن دنیا میں
میری محنت سے بڑائی بھی پائی فرعون نے / کنج غصیاں بجا تھے رشک زمیں دنیا میں
دور کی میں نے زمانے سے نقش محبت کی وفا / زندہ پھر میں نے کیا اپنی وفا کو دنیا میں
جل گیا دیکھ کے دشمن یہ ترقی میری / تھے لیکن اس کو فقط رنج و محن دنیا میں
رہ گیا نے رکھا تھا بھی اپنے ارم میں ان کو / روح میری تھی یہاں رہ گیا تن دنیا میں

کس قدر ظلم ہے کتنی ستم کاری ہے
یہ خدائی ہے کہ بھلا کوئی بیماری ہے

(دیکھ جناب جبرائیل کو اکڑ کر بیٹھ جاتا ہے)

ابلیس

دوسرا میرا خلف اب آئے گا / اب تمہیں نمرود کچھ جتلائے گا

نمرود

جب وقت تھا مجھ کو بابل کی خداوندی کا / بخشی گئی سلطنت اس کے ابلیس کی فرزندی کا
آباد تھی یہ دنیا سب میرے تو موں سے / جیتا تھا ہر قیدی انسان مرے بندوں کا
بڑھ گیا اک میں نے بیٹا رہ گیا آتا / تھی جس سے کہ فرزندہ خود رحمت الوہی کا
ہر سانس سے ہوتے تھے عداوت دل میں پیدا / قدموں سے لپٹی تھی آ آ کے ہنر مندی کا
پیدا ہوا اک باغی پھر میری حکومت میں / کمبخت نے توڑا ہی دنیا کی ہوا بندی کا
پھیلا دیئے جادو سے ہر ایک طرف مجھ / بت سازی کی ہر شے کا کمبخت ہوا مندی کا

بجھ گئی بس دیا میرا اور میری امارت کا
بدلا مجھے لینا ہے دشمن کی شرارت کا

ابلیس

تیسرا بیٹا مرا فرعون ہے / جو تقا ہمت کے لئے طاعون ہے

فرعون

صدیوں سے اسرائیل ہمارا غلام تھا / جاسوس یہ خدا کا گرفتار دام تھا
ہوتی ہے میرے نام سے سر سبز کھیتیاں / اور نیل میرے حکم سے محو خرام تھا
تھا اختیار مجھ کو حیات و ممات پر / ہر ذی بقا کا میری رضا پر قیام تھا

(ابلیس اترا کر کہنے لگتا ہے۔ بند الدم برہم ہو جاتا ہے ایک جوہ دور ہوتی ہے۔ جبرئیل نمودار ہوتے ہیں)

جبرئیل

آنکھوں میں بو مسرت پاؤں میں زنجیر رقص / نقش کر دی ہے فضا میں تو نے کیا تصویر رقص
آج سے پہلے کبھی ایسا سماں دیکھا نہیں / تجھ کو اے ابلیس آتا تھا دماں دیکھا نہیں

کیا قبولیت تری توبہ کو حاصل ہو گئی؟
یا تیرے آدم سے جبیں تری بھی واصل ہو گئی؟

ابلیس

واہ اے جبریل تیری سادگی بھی ہے غضب / عقل کو کچھ ہے میری شادمانی کا سبب
صورت آدم نہیں سجدہ مرا سجود نہ تھا / شعلہ زادوں کو ہے استغفار اور توبہ حرام
کیا خبر کچھ تجھ کو میری کامرانی کی نہیں / ہے مرے پاؤں پر اب مخمود آدم کی جبیں
خاک کیا آتش مری پھر تو کر چکی ہے آب / سوختہ دم سے مرے موج ہوا اٹھی کچا ہے
سامنے کیا اس کی طرح یہ بچھا یا ہوں میں / اپنی راہ پر اس کو آخر کار لے آیا ہوں میں
دیدۂ انسان بینا بھی ہے بینا بھی ہے / منتظر رہتے ہیں شرر کی جلوۂ سینا بھی ہے
اقتدار رزق و روزگار کھو سکتا ہے یہ / کچھ کہ مجھ اک طور میں کمبخت ہو سکتا ہے یہ
آنکھ میری کھینچتی ہیں اس کی منزل کا چراغ / دیکھتا ہے قہر دوزخ میں جنان کے سبز باغ
بجھ گئے نمرود کیا شداد کیا فرعون تھا / میری صنعت گاہ کے دو چار پرزے کے سوا
اصل کتنی اقوام کی اقوام ان ساتھوں میں / روح میری بولتی ہے اب تمدن کے ڈھانچوں میں آج
میں نے جادو سے ہے ایسا دام پھیلایا ہوا / ہر کہیں آدم ہے اس میں مجھ سجود آیا ہوا
آنکھ اٹھا کر دیکھ لے جبریل مغرب کی طرف / میری قوم میں صف آتش بپا آتش بکف
سوئے مشرق بھی نگہ کر اب تو دیکھ لے / کیا قیامت ہیں یہ مٹی کے کھلونے دیکھ لے

یہ نے وطنیت کا ایسا بت تراشا ہے عجیب / چار سو جس کی پرستش کا تماشہ ہے عجیب
دوسرا میں نے تراشا ہے تجارت کا صنم / تیسرا تو سیاست میں شرارت کا صنم

یونہی میں نے بت تراشے ہیں ہزار اقسام کے
خوبصورت خوشنما حلقے ہیں میرے دام کے

اور تھا آدم ازل میں آج آدم اور ہے / دیکھ لے خود اپنی آنکھوں سے یہ عالم اور ہے
جا خدا سے کہہ نہیں دنیا میں اب کوئی ترا / چند نادان اور سادہ لوح بندوں کے سوا
جا خدا سے کہہ ذرا اپنے خلیفہ کو تو دیکھ / یہ وہی آدم ہے کیا اپنے سمجھنے کو تو دیکھ

دیکھ لے تو ہی بتا اب کون ہے آدم گری ؟
لائق سجدہ بتا اب کون ہے آدم گری ؟

جبرئیل

کیا بک رہا ہے تو لعین کیا سودا ہے آدم خاص ہے / یہ سمجھتا ہے تو پھر تیری خرد ناکام ہے
ہے ابھی تیری کسی سے جڑ ترے پنہائی کھیل / ایسی مشکل کا دھواں ہے تو کہ جو سوزاں نہیں
تو سمجھتا ہے کہ بجھ سکتا ہے پھونکوں سے چراغ / میں سمجھتا ہوں کہ مختل ہو گیا تیرا دماغ
آہ اے نا آشنا نے رازِ ربانی جاہل / یہ جہاں ہے اک نوائے ساز ربی جاہلی
سامنے آدم کے تیرا ماجرا کچھ بھی نہیں / تو ہے اک سنگ نشاں جس کے سوا کچھ بھی نہیں
لغزش پائے بشر ہے یہ بہانہ آدمی کی / اک نشانی ہے اس کی عشق آزادی کی
آدمی تیرے پکڑنے کے لئے اک دام ہے / تو ہے کیا؟ اس کی فقط اک کوشش ناکام ہے
علم اسما ہے خبر تیرا نہیں میرا نہیں / حق ہے وہ ساز بشر تیرا نہیں میرا نہیں
شان بشریت عزازیل و جبریل نہیں / میرے تیرے فہم سے یہ چیز بالا ہے کہیں

یاد کر کیا ہیں سب کو مطلق جاری ہے خاک پا
تو تو کیا مجھ کو تشکی جاری ہے خاک پا

مشرق و مغرب میں برپا ہے جو ہنگامہ آج / مرغ بسمل کا ہے تقدیر کا خامہ ہے آج
اس کا مطلب ہے کہ بجھتے ہو مٹانے والے / شوخ تر رنگوں میں ہو تقویم ہستی کی نمود
کچھ نہ پوچھ آدم کی مشاہدت کرتا جاتا ہے یہ / اور اپنی کجکلی کو آپ کھاتا جاتا ہے یہ
درہم و برہم بھی ہوتا ہے جب نظم جہاں / پھر نئے تغیر ہوتے ہیں زمین و آسماں
زلزلے اس واسطے آتے ہیں موجودات میں / مضطرب ہے تو آب بقا ظلمات میں
عذر ہے غرقابی فرعون موسیٰ کے لئے / ابراہیم اٹھتا ہے آتش خانہ نمرود سے
ہوتا ہے پیدا جہاں میں صاحب لولاک جب / بنتے ہیں لاکھوں ابو جہل اور کروڑوں بولہب
حاملِ بار امانت ہے تو پتلا خاک کا / پر محافظ ہے خدا اپنے کلام پاک کا
جب نگاہوں سے ذرا چھپتے ہیں نورانی اصول / عرش سے ہوتا ہے پھر روح و ملائک کا نزول
ابر کے پردے میں جب آ جاتا ہے خورشید دین / بھولنے لگتا ہے جب انسان اپنا مدعا
اپنے اک بندے کو کرتا ہے خدا مامور پھر / ایک ذرہ خاک کا بنتا ہے کوہ طور پھر
دور میں آتا ہے پھر بادۂ عرفاں کا جام / دوڑتے ہیں اس کی جانب تشنگان آتشِ کام
سامنے سے اس کی پگھل جاتا ہے سنگ آدمی / بہرہ ور نغموں سے ہو جاتا ہے ساز سامری
سلسلہ یہ ختم ہو سکتا نہیں اے بے خبر / آدمی قسمت یہ کھو سکتا نہیں اے بے خبر
ہوتے ہیں پیدا مسیحا دم جہاں میں بار بار / تاکہ ہو سینوں میں ضیاء ہدایت استوار
گو ثریا پر بھی چڑھ جائے یہ اللہ کا کلام / پھر زمیں پر کھینچ لاتا ہے اک اخر کا غلام
شورشِ حافظ خدا کی قدرتوں کا ہے ظہور / گھٹ کے گھٹ ہے نار کا پھر دب کے پھیلتا ہے نور
تجھ کو اپنی قوتوں پر ناز ہے بے فائدہ / خود گستاخی کا یہ تیرا ناز ہے بے فائدہ
بت تو بنتے ہیں ترے سب ٹوٹ جانے کیلئے / بلبلے اٹھتے ہیں آخر پھوٹ جانے کے لئے
موج دریا میں چلی جاتی ہے بل کھاتی ہوئی / پتھروں کو چاٹتی ساحل سے ٹکراتی ہوئی
دام ہیں یہ اور ترے شکل آثار عنکبوت / یہ تری صنعت ہے تیرے یہ کھلونے کانچ ہیں
گرد پڑی کی یہ تجارت کی چتا میں ایک دن / ٹوٹ جائیں گی سب رسی کی کمائیں ایک دن

وطنیت کا منطقہ نابود ہو گا دیکھنا
شعلہ انسانیت بے دود ہو گا دیکھنا

میں ازل سے دیکھتا ہوں دمبدم تیرا زوال / سجدۂ آدم سے جھجکا وا ہے اے نادار کمال
محبت آدم سے تو بھی باخدا ہو جائیگا / رفتہ رفتہ شامل اہل صفا ہو جائیگا

مان لے گا تو کسی دن آج گو انکار ہے
چھٹکارش آدم سے پیہم تیرا استغفار ہے

اسلام کی نشأۃ ثانیہ ـــــ اور ـــــ آسمانی بشارات

میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اسلام کی فتح کے نشان نمودار ہیں (مسیح موعودؑ)

مکرم چوہدری محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔اے مربی سلسلہ احمدیہ مقیم پشاور

عالم اسلام گزشتہ دو تین صدیوں میں جس غیر معمولی زوال سے دوچار ہوا اور غلامی کی آہنی زنجیروں کو توڑ کر حریت و آزادی کی جس فضا میں سانس لینے لگا ہے وہ تاریخ کا نہایت ہی عجیب اور حیران کن واقعہ ہے۔ آج سے صرف ایک صدی پیشتر مسلمان جس روحانی اور مادی زبوں حالی سے دوچار تھے اس کے پیش نظر ان کی آزادی اور جادۂ ترقی پر گامزن ہونا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ چنانچہ ایسے ہی مایوس کن حالات میں مولانا حالی نے ۱۸۷۹ء میں اپنی مشہور "مسدس" اور پھر ایک دعائیہ "مناجات" میں مسلمانان عالم کی ناگفتہ بہ حالت کا یوں نقشہ کھینچا ہے ؎

۱۔ رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

۲۔ تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

۳۔ وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں بتی نہ دیا ہے

مولانا حالی نے مسلمانوں کے تنزل کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں آپ نے یہاں تک تحریر فرمایا کہ اب خدا کی مشیت یہی نظر آتی ہے کہ مسلمان دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں نعوذ باللہ ؎

جھلکتا ہے [illegible]
ہے [illegible]

اور ڈاکٹر اقبال نے بھی اپنی مشہور نظم "شکوہ جواب شکوہ" میں جو غالباً ۱۹۰۹ء میں لکھی گئی مسلمانوں کے تنزل کا نقشہ کھینچا ہے اور یہاں تک کہا ہے ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

ایسے وقت میں جبکہ تمام عالم اسلام سیاست و اقتدار کی آہنی زنجیروں میں گرفتار تھا اور مسلمان مادی اور روحانی نعمتوں سے یکسر محروم ہو چکے تھے اور دوسری طرف مغربی اقوام بھی خواب گراں سے بیدار ہو کر تمام دنیا پر چھا چکی تھیں اور قرآن کی صداقت ہر جگہ موضع بحث بنی ہوئی تھی، مغربی اقوام کے سیاسی تسلط سے اسلام کا وجود خطرہ میں تھا اور ان کے مذہب عیسائیت کو بھی غیر معمولی کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ انہی حالات کی بنا پر اہل یورپ کا یہ خیال یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ مسلمان جلد ہی دنیا سے نیست و نابود ہونے والے ہیں اور وہ اسلامی مرکز مکہ مکرمہ پر صلیب گاڑنے کے لئے چشم براہ تھے۔ غرض اس وقت تمام عالم اسلام وحشی خانہ جنگی اور مغربی تسلط کا ایک خطرناک منظر پیش کر رہا تھا اور ایسے مایوس کن حالات میں بظاہر مسلمانوں کا ابھرنا ناممکن ہو چکا تھا اور بظاہر یہی لگتا تھا کہ اب اس بے حس اور بیکار مردہ وجود میں کس طرح زندگی کے آثار پیدا ہوں گے۔ درحقیقت اس وقت اسلام کی نشأۃ ثانیہ انسانی عقل اور وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اسی لئے اس زمانہ میں تمام درد مند دل صرف مسلمانوں کی مرثیہ خوانی کر کے اپنے لئے روحانی تسکین پیدا کر رہے تھے۔

مسلمانان عالم پر یہ خطرناک وقت زبان حال سے اس بات کا متقاضی تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کسی مجدد کو پیدا فرمائے جو اس جسد بے جان میں روح پھونکے اور تجدید و احیائے دین کا فریضہ سر انجام دے۔ چنانچہ عین اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس مقام پر فائز کئے گئے اور آپ نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری دی ؎

ایک مدت تک [illegible] کفر اسلام کو کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

حضور علیہ السلام کو ۱۸۸۱ء میں دین محمد کی حالت خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھائی گئی اور یہ کہ اس کی اصلاح آپ کے ذریعہ مقدر ہے۔ فرماتے ہیں:-

"ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ ایک دفعہ نحیف اور قریب الموت انسان مجھے دکھلایا اور اس نے ظاہر کیا کہ میرا نام دین محمد ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ دین محمدی ہے جو مجسم ہو کر نظر آیا ہے اور میں نے اس کو تسلی دی کہ تو میرے ہاتھ سے شفا پائے گا" (تذکرہ ص[illegible])

ایسے زمانہ میں جبکہ دین اسلام کے احیاء اور اس کی نشأۃ ثانیہ کا تصور بالکل ناممکن تھا آپ نے خدا تعالیٰ سے نہایت عجز و الحاح سے دعائیں کیں تا کہ خدا تعالیٰ معجزانہ رنگ میں اسلام کو آپ کے ذریعہ زندہ فرما دے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" جو کہ آپ نے ۱۸۹۳ء میں تحریر فرمائی کے شروع میں عربی زبان میں اسلام کی افسوسناک حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"رب احی الاسلام
بجھدی وھمتی ودعائی
وکلامی واعدلہ حسنہ
وحبرہ وسبرہ وسحق
کل معاند وکبرہ رب
ارنی کیف تحیی الموتی"

یعنی اے میرے خدا تو دین اسلام کو میری کوشش، ہمت، دعا اور کلام کے ذریعہ زندہ فرما دے اور اس کی تازگی اور خوبصورتی کو میرے ذریعہ سے پھر واپس لوٹا دے اور اس کے ہر دشمن کو اور اس کے غرور کو پارہ پارہ کر دے اور اے میرے خدا تو مجھے احیاء اموات کا نظارہ دکھا دے۔

نیز فرماتے ہیں ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی ان دردمند دعاؤں کو جو کہ آپ کے قلب صافی سے نکلیں پایۂ قبولیت میں جگہ دی۔ آپ کی متواتر دعاؤں نے فرش سے لے کر عرش تک ایک نوری ستون کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور حضور کو اس کا نظارہ ایک الہام کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہیں۔" (تذکرہ ص۳۴)

خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر حضور علیہ السلام کو یہ بتایا گیا کہ وہ شخص جس کے ذریعہ دین اسلام کا احیاء مقدر ہے وہ آپ ہی ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا
ھذا رجل یحب رسول اللّٰہ
یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔"
(تذکرہ ص۳۴)

حضور علیہ السلام کا یہ خواب ۱۸۶۴ء کا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا اور اس زمانہ میں آپ کو کثرت سے دین اسلام کی ترقی اور عروج کی خبریں دی گئیں۔ گویا جس زمانہ میں اسلام اپنی ظاہری و باطنی شوکت سے محروم ہو چکا تھا اور اپنی پستی کی انتہاء کو پہنچ چکا تھا ایسے غیر معمولی اور ناممکن حالات میں اللہ تعالیٰ نے اس کی نشأۃ ثانیہ کی بشارات حضور علیہ السلام کے ذریعہ دیں۔

۱۔ ۱۸۸۳ء میں حضور نے ایک خواب دیکھا کہ ایک عالیشان حاکم یا بادشاہ کا خیمہ لگا ہوا ہے اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہو رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور [illegible] کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اتنے میں ایک اردلی دوڑتا آیا کہ مسلمانوں کی مسل پیش ہونے کا حکم ہے وہ جلد نکالو۔ اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ رؤیا بھی دلالت کر رہی ہے کہ عنایات الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں"

اب مسلمان خواب گراں سے بیدار ہو چکے ہیں اور دن بدن جادۂ ترقی پر گامزن ہیں۔ ان کی شان و شوکت جو ایک قصۂ پارینہ بن چکی تھی اب پھر عود کر رہی ہے اور ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ عالم اسلام کے جسد بے جان میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہو چکے ہیں اور حضرت آنے والے مسیح موعود کی پیشگوئیاں اور بشارات جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں، ان کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے۔

اور یقین کامل ہے کہ اس قوتِ ایمان اور اخلاص اور توکل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہو گئے ہیں پھر خداوند کریم یاد دلائے گا اور بہتوں کو اپنے خاص برکات سے متمتع کرے گا کہ ہر ایک برکت ظاہری اور باطنی اس کے ہاتھ میں ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۲۶)

۲۔ پھر آسمان سے آپ کو الہاماً بتایا گیا:

"یُحْیِی الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ"

یعنی حضور علیہ السلام کے ذریعہ ہی دین اسلام کا احیاء ہو گا اور شریعت اسلامیہ کا قیام پھر سے دنیا میں ہو گا۔

۳۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی عظیم ترقی کا مژدہ جانفزا سنایا گیا:

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد... پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔۔۔۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۰۱)

۴۔ دعویٰ مسیحیت کے بعد حضور علیہ السلام نے سب سے پہلی کتاب "فتح اسلام" تحریر فرمائی جس میں اسلام کی کامیابی کے متعلق بڑی تحدی سے فرمایا:

"سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۱)

۵۔ اسی طرح فرماتے ہیں:

"اسلام کی سلطنتوں کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اور اس کا دیکھنا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی اور فتح بھی روحانی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۳)

اس زمانہ میں اسلام پر سب سے بڑا حملہ فلسفہ اور مغربی علوم کے ذریعہ تھا لیکن

حضور علیہ السلام نے اس کے متعلق بھی بتایا کہ اسلام کو اعلیٰ طاقتیں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتائی گئی ہیں اور بالآخر اسلام کو ہی فتح ہو گی۔

۶۔ حضور علیہ السلام کے دل میں اسلام کے لئے اس قدر درد اور جذبہ تھا کہ ہر دعا کے ساتھ اس کی ترقی اور شوکت کے لئے عزم و دعا فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ کسی امر کے لئے دعا کر رہا تھا

"اور شوکتِ اسلام کے لئے بھی دعا کی"

چنانچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا:

مَتٰی تھوڑی سی مدت گزرے گی کہ صاف طور پر مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہو گئیں جن میں قوت اور شوکتِ اسلام بھی ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۱)

۷۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء میں اشارہ الٰہی کے مطابق بمقام ہوشیارپور چلہ کشی فرمائی۔ چلہ کے اختتام پر ۲۰ فروری کو آپ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی فرمائی۔ حضور نے چالیس دن خلوت میں جو دعائیں کی ہوں گی وہ یقیناً اسلام کے غلبہ اور ترقی کے متعلق ہوں گی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آپ کی ان دعاؤں کا عملی ظہور پسر موعود کے زمانہ میں ہو گا اور اس کے ذریعہ اسلام ترقی کرے گا۔ چنانچہ پیشگوئی میں اس کے ظہور کی وجہ یہ الفاظ بیان فرمائی:

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے"

اور اس کے متعلق یہ فرمایا:

"اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

چنانچہ حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق پسر موعود کے مبارک زمانہ میں وہ مسلمان حکومتیں جو گزشتہ ایک صدی اور اس سے زائد عرصہ سے قریباً یا قطعاً غلامی کی "اسیری" میں جکڑی ہوئی تھیں وہ "رستگاری" کی نعمت سے ہمکنار ہو چکی ہیں اور گزشتہ ربع صدی کے مختصر عرصہ میں تقریباً تمام مسلمان حکومتیں جو مغربی اقوام کی زیر نگیں تھیں آہستہ آہستہ آزاد ہو گئی ہیں اور خود ہندوستان میں اللہ تعالیٰ نے ایک نئی مسلم حکومت پاکستان

قائم کر دی ہے۔

غرض یہ کہ وہ زمیں شروع ہو چکی ہے کہ اب مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں اور وہ بڑی جادۂ ترقی پر گامزن ہیں۔ ان کی مثال دشمن کے جو ایک قصۂ پارینہ بن چکی تھی اب پھر عود کر رہی ہے اور اب ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ عالم اسلام کے جسم بے جان میں زندگی کے آثار پیدا ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ نے آج سے پون صدی پیشتر جو بشارات دی تھیں ان کا مصداق تھا۔ یہ دور ہی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی خبر ایسے وقت میں دی تھی جبکہ مسلمان مادی اور روحانی برکات سے یکسر محروم ہو چکے تھے اور ان کے دوبارہ عروج کے متعلق مرقی انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس وقت اسلام کے متعلق "نشأۃ ثانیہ" کا تصور ہی آپ نے پیش کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے علم پا کر نہ صرف مسلمانوں کی ترقی کا ذکر فرمایا تھا بلکہ مغربی اقوام کے بھی اسلام کی طرف مائل ہونے کی بشارت دی تھی چنانچہ اگلی صدی اپنے اختتام کو نہیں پہنچی کہ ان کی صداقت آج

رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔

قرآنی
نمونوں کا مکمل مجموعہ
ہمارے ہاں ہر قسم کی نگینوں پر کتابت ہوتی ہے۔
قرآن مجید اور حمائلیں صحیح ہوتی ہیں ان کے اوراق کے ایک ایک ورق کا مکمل مجموعہ تیار کر دیا ہے۔
اس مجموعہ میں ایک سو سے زیادہ نمونوں کے ورق ہیں یعنی کیا ہے کہ ہر تاج کمپنی کا ماڈل آج کمپنی کے قرآن کے بے نظیر مجموعہ نمونے لے کر آپ کے پاس آگیا ہے آپ آرام سے گھر بیٹھے اس کی زیارت کیجئے اور جو قرآن پاک منگوانا چاہیں منگوا لیجئے۔
مطالبہ کریں ہم مکمل مجموعہ بذریعہ ڈاک بھیج دیں گے
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۳۰ کراچی

پتھری
گردہ اور مثانہ کی بڑی سے بڑی پتھری کا بفضلہ یقینی کامیاب علاج۔ ایکسرے تسلی کیجئے۔
آپریشن سے بچنے کے لئے آج ہی منگوائیں۔ آرام ان شاء اللہ۔
جرمن ہیلتھ ہوم
بالمقابل مسجد احمدیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ

فون نمبر ۶۴۰۴۷
انگریزی ادویات
کیلئے
دلاور سنز (رجسٹرڈ)
ڈسپنسنگ کیمسٹس اینڈ ڈرگسٹس
چوک میو ہسپتال - لاہور
★ دکان چوبیس ۲۴ گھنٹے کھلی رہتی ہے۔
★ ایمبولینس سروس۔ لوکل و آؤٹ سٹیشن۔
★ مریضوں کے لئے آکسیجن بھی دستیاب ہے۔

ہمدرد دنسوال (ہمدرد کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس نمبر ۱ ۱۹ روپے

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی ــــــ اولین ــــــ شہرۂ آفاق
حب اطہرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

ہمارا اصول

- صاف ستھرے اجزاء
- دیانتدارانہ دواسازی
- عمدہ پیکنگ
- غریبانہ قیمت
- مخلصانہ مشورہ

اور

اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ
۳ روپے

حب مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی دو روپے

شہزین
خرابی جگر کمزوری جسم اور
اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا
قیمت ۳ روپے

زدجام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۲۰ گولی ۱۲ روپے

نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس
۹ روپے

تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۴ روپے

معین الصحت
تلی ـ عکس ـ خرابی جگر اور
یرقان کا علاج
قیمت ۱۰، ۱۱ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنیوالوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ایام جلسہ سالانہ میں ملنے کا پتہ: نزد فضل برادرز ـ گول بازار ـ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقوی اللہ اور اس کے حصول کے طریق

مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید سے "تقوی اللہ" کے حصول کے ذرائع اور طریق بیان کرنے سے پیشتر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "تقوی اللہ" کے معنی سمجھ لئے جائیں۔ بلکہ تقویٰ کی ان باریک در باریک راہوں سے واقفیت حاصل کی جائے۔ جن کی نشاندہی اس زمانہ کے امام و مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصل اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم)

نیز فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں کی وجہ سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۔)

نیز حضور فرماتے ہیں:۔

"اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کرو اور سچی صلاحیت کا جامہ پہن لو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک پر ہلاکت سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں ان ہی پر کھلتی ہیں جو اسی کے ہو جاتے ہیں اور وہ ہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے آستانہ پر گرتے ہیں اور اس قطرہ کی طرح جو صاف ہو جاتا ہے صاف ہو جاتے ہیں اور محبت اور صدق اور صفائی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ ان کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں کر سکتا ان کی مدد کرتا ہے اور اس کی فوجیں ان کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑو گے؟ ہمارے لئے اس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۔ ۱۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔"

(ازالہ اوہام)

تقویٰ کی تعریف کے متعلق ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ صحیح ہو یا غلط بہرحال اس میں شک نہیں کہ تقویٰ کی باریکی کو سمجھنے کے لئے یہ واقعہ مشعل راہ کا حکم رکھتا ہے۔ واقعہ یوں ہے:۔

کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ بارش کے بعد بالعموم جو سڑک کا کیچڑ وغیرہ پیدل چلنے والوں کے کپڑوں پر لگ جایا کرتا ہے اس کی صفائی وغیرہ کے متعلق مسئلہ کیا ہے۔ حضرت امام علیہ الرحمۃ نے کسی قدر توقف کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر اس مقدار کی جسامت یا مقدار کے مطابق کیچڑ کا داغ ہو تو اسے دھو ڈالنا چاہیے۔ اگر اس سے کم ہو تو خشک ہونے پر ویسے ہی جھاڑ لینا چاہیے۔ کچھ دنوں کے بعد سائل نے دیکھا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سفید قمیص سے بہت چھوٹے کیچڑ کے داغ کو دھو رہے ہیں جو ان کے اپنے لباس پر لگ گیا تھا۔ سائل نے عرض کیا کہ حضور نے مجھے تو فرمایا تھا کہ چھوٹے داغ کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن آنجناب کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت امام علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"وہ فتویٰ تھا اور یہ تقویٰ ہے۔"

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہامی شعر ہے:۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک نورانی کتاب قرآن شریف کی ابتداء ہی میں تقویٰ کے حصول کیلئے ہی ایسے عظیم الشان سرچشموں کا ذکر فرمایا ہے جن کے اپنائے بغیر کوئی انسان بھی متقی نہیں بن سکتا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ
لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ یہی وہ کامل کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ ان متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے جو الغیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے قرآن مجید میں علاوہ دیگر اوصاف کے ایک یہ بڑا بھاری اور بے نظیر وصف ہے کہ اس کی چھوٹی چھوٹی آیات میں بڑے وسیع مطالب بیان کئے گئے ہیں اور یہ مثال اپنے حقیقی مضمون میں صرف قرآن مجید پر ہی صادق آتی ہے کہ گویا

"دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے"

چنانچہ ان آیات مبارکہ میں بھی اس ایجاز کلام کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو ناظرین کو چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پاک خلفاء کی کتب و تفسیر پڑھیں۔ قرآنی مطالب کی وسعت کا اندازہ اسی سے ہی کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ آیات میں متقی کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان ہی میں تقویٰ کے حصول کے ذرائع بھی بتا دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ اب ذیل میں مختصر سی تشریح کے ساتھ ان ذرائع کی نشاندہی کی جائے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت بلکہ ہر ایک لفظ ذو المعارف ہے۔ ان وہ تخم ہائے معارف و دقائق پاکیزہ روحوں اور پرہیزگاروں پر کھلتے ہیں۔ اور یہ صرف قرآن مجید کا ایسا زندہ معجزہ ہے جس کی نظیر کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پہلا منبع — "ایمان بالغیب"

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں متقی بننے کے لئے پہلا سرچشمہ "ایمان بالغیب" کو قرار دیا ہے۔ اور قرآن مجید کی اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام بنیادی عقائد جن کا تعلق ہو اس ظاہری کی نظر سے باہر ہیں۔ ان پر یقین رکھنا مثلاً وجود حضرت ذات باری عزاسمہ پر ایمان لانا۔ اسی طرح فرشتوں پر۔ کتب الٰہیہ اور کلام الٰہی پر ایمان رکھنا۔ پھر انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا۔ اسی طرح جنت و دوزخ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھنا۔ ایمان بالغیب میں شامل ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین۔ (سورۃ البقرۃ)

اسی لئے ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں تجدید احیائے دین متین کے لئے مبعوث فرمایا ہے "ایمان بالغیب" کے معنی کھول کر۔ حضرت اقدس

پھر فرماتے ہیں:

"ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لینا کہ جبکہ ابھی علم کمال تک نہیں پہنچا۔ اور شکوک و شبہات سے ہنوز لڑائی ہے۔ پس جو شخص ایمان لاتا ہے یعنی باوجود کمزوری اور نہ مہیا ہونے کل اسباب یقین کے اس بات کو اغلب احتمال کی وجہ سے قبول کر لیتا ہے وہ حضرت احدیت میں صادق اور راستباز شمار کیا جاتا ہے اور پھر اس کو موہبت کے طور پر معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے اور ایمان کے بعد عرفان کا جام اس کو پلایا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک مرد متقی رسولوں اور نبیوں اور ماموروں من اللہ کی دعوت کو سن کر ہر ایک پہلو پر ابتداء امر میں ہی حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ حصہ جو کسی مامور من اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر بعض صاف اور کھلے کھلے دلائل سے سمجھ آجاتا ہے۔ اسی کو اپنے اقرار اور ایمان کا ذریعہ ٹھہرا لیتا ہے۔ اور وہ حصہ جو سمجھ نہیں آتا اس میں سنت صالحین کے طور پر استعارات یا مجازات قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح تناقض کو درمیان سے اٹھا کر صفائی اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اس کی حالت پر رحم کر کے اور اس کے ایمان پر راضی ہو کر اور اس کی دعاؤں کو سن کر معرفت تامہ کا دروازہ اس پر کھولتا ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۳۳)

اس عظیم الشان تحریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ "ایمان بالغیب" ابتداء میں محض ایک نظری امر ہوتا ہے۔ لیکن عرفان کا جام نوش کرنے کے بعد پھر مشہود و محسوس اور بدیہی امر بن جاتا ہے۔ اور جس طرح آفتاب کے چڑھنے سے تمام تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح شخص مومن پر بھی مدعا کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔ جس کی تجلی سے سب تاریکیاں نابود ہو جاتی ہیں اور صفات الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ پس کتاب اللہ نے تقویٰ کے حاصل کرنے کے لئے پہلا منبع "ایمان بالغیب" کو ٹھہرا کر بتا دیا کہ تقویٰ کی راہ پر پرہیزگاری کے ہر پہلو کے اور پیارے مالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ "آفاق" اور [illegible] شاہد ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

جب غلبہ احتمال کے مقام پر کھڑا ہو جائے تو اپنے خشک ہونٹوں کو چشمہ "ایمان بالغیب" پر رکھ کر خوب سیر ہو کر اس پاک آب حیات سے اپنی تشنگی بجھائے تا اسے تقویٰ کا پہلا درجہ حاصل ہو۔

دوسرا منبع — "اقامت الصلوٰۃ"

کلام اللہ نے تقویٰ کے حصول کے لئے دوسرا سرچشمہ "اقامت الصلوٰۃ" کو قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پنجوقتہ نمازوں کو باجماعت ادا کرنا اور تہجد کے لئے شریعت غرا نے جو ظاہری اور باطنی قواعد مقرر فرمائے ہیں ان کے مطابق "نظام الصلوٰۃ" پر ہمیشہ کے لئے قائم و دائم رہنا نیز دوسروں کو بھی اس نظام کا پابند بنانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں [illegible] بار "اقامت صلوٰۃ" کا حکم فرمایا ہے۔ اور پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پنج بنائے اسلام میں سے اقامت صلوٰۃ کو دوسری بناء قرار دیا ہے۔ سیدنا حضرت امام المہدی مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو۔ ویسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو۔ تا تم پر رحم کیا جائے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"سو اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔" (کشتی نوح)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

گورنمنٹ سے منظور شدہ — لائسنس نمبر ۴۳/۶۲ — ٹیلیفون نمبر ۵۶۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میسرز محمد اسماعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز

۱۱۶- ڈلہوزی روڈ، راولپنڈی کینٹ

بہترین اسٹیل بس باڈی، عام بسیں، اسٹیشن ویگن، ٹرک باڈی بنانے والا ادارہ

اور عبادات وارکان ۔ پس گویا نماز انسان کو اس کی ذاتی برائیوں سے بھی اور قومی برائیوں سے بھی یقینی طور پر روکتی ہے ۔ اگر جو شخص ذاتی برائیوں سے یا ایسی بدیوں سے نہیں رکتا ۔ جس کے نتیجہ میں اس کی سوسائٹی کو بھی نقصان پہنچتا ہے ۔ اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بھی نماز نہیں پڑھتا ۔ اس لئے ہر وہ شخص جو تقویٰ کے حصول کا خواہشمند ہو اسے چاہئے کہ وہ اقامت الصلوٰۃ کے اس مقدس چشمہ سے بھی کما حقہ سیراب ہو ۔ جس کے بغیر وہ تقویٰ کے دوسرے زینے تک نہیں پہنچ سکتا ۔

اس جگہ موقع کی مناسبت سے یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ نمازوں کا یہ نظام جسے شریعت نے اقامت الصلوٰۃ کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ وہ دراصل روحانی کا وہ بنیادی پتھر ہے جس کے بغیر انسان اپنی روحانی عمارت تعمیر ہی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے بغیر کوئی روحانی کمال حاصل کر سکتا ہے ۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ بہشتی زندگی جو عارف کو اسی دنیا میں میسر آتی ہے ۔ جس کے نتیجہ میں وہ کامل طور پر اطمینان قلب حاصل کر کے اپنے سارے دل اور پوری جان کے ساتھ اپنے خالق و مالک مولا کریم پر گویا فدا ہو جاتا ہے اور تمام اطمینان اور لذت اور سرور مالک حقیقی کی یاد میں پاتا ہے ۔ عبادت اور پرستش کو بوجھ نہیں سمجھتا ۔ بلکہ اپنی روح کی غذا جان کر اسے اپنی روحانی زندگی کی نشوونما اور بقا کا ذریعہ سمجھتا ہے ۔ تب اس کی اپنی ہستی اور انانیت پر فنا کرنے والی ایسی ہوا چلتی ہے جو اس کے نفس کی تکبر اور غرور اور بڑائی اور خود سری و نخوت کو خس و خاشاک کی طرح اس کے اندر سے ۔ انکساری ۔ عجز اور فروتنی کا وہ جذبہ پیدا کر کے اخلاق فاضلہ پیدا کر کے اسے ہدایت کے گھوڑے پر سوار کر کے فلاح کے میدان کا شاہسوار بنا دیتی ہے ۔ تب ایسا شخص اپنے کو ہر ایک سے کم تر اور ذلیل تر اور ساری مخلوق کا خادم سمجھتا ہے اور خود بینی ۔ خود سری وخود نمائی کے چنگل سے آزاد ہو کر خود شکنی اور خود حسابی کر کے خود شناسی کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے اور "ایاز قدر خود بشناس" کا مقولہ ہر وقت اس کا ورد زبان اور وظیفہ بن جاتا ہے ۔ تب وہ اپنے لئے کسی بڑائی اور کسی رتبے اور کسی عہدے کی خواہش نہیں کرتا اور کسی کو اپنے سے ذلیل نہیں سمجھتا اور خدا تعالیٰ کا غریب اور مسکین اور عاجز بندہ بن کر جماعتی نظام کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہی امن اور سلامتی دیکھتا ہے ۔ اور وہ ہر حال میں اس پر قائم رہنا چاہتا ہے ۔ پس گویا نمازوں میں اسے شریعت یہی سبق سکھاتی ہے ۔ روزانہ مشاہدہ کرتا ہے کہ ایک عام شخص نماز میں جب دوران نماز کوئی غلطی کرتا ہے تو مقتدی علامت اور نرمی کے ساتھ صرف سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ کر اپنے اس وقتی لیڈر کو اس کی غلطی کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں ۔ لیکن اگر پیش امام کو غلطی سے یوں نہیں سمجھتا ہے کہ اس نے غلطی نہیں کی تو محض اپنے ذاتی اطمینان کے باعث جو ہوتا ہے اور دوسرے لوگ کی پرواہ نہیں کرتا اور ہم ایک لحظہ یا دس ہزار افراد بھی اس کے مقتدی ہوں سب خاموشی کے ساتھ اس کی اقتداء میں کامل فرمانبرداری اور انشراح کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ۔ اطاعت و فرمانبرداری کی یہی سپرٹ ہے جو نظام اقامت الصلوٰۃ کے ذریعہ جب افراد میں پیدا ہوتی ہے ۔ تو جماعت کے نظام کو بنیانٌ مرصوص بنا دیتی ہے ۔ میں کہتا ہوں آپ اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جب تک مسلمانوں نے اپنے خلفاء یا ان کے مقرر کردہ امراء و عاملین وغیرہ کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کا یہ سلوک روا رکھا ۔ خدا وند تعالیٰ نے انہیں اپنی ان تمام رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے رکھا جو جماعتی اتحاد اور ملی وحدت کے نتیجہ میں رب العزت کی درگاہ سے عطا ہوتی ہیں ۔ لیکن جونہی انہوں نے روگردانی کی تو قومی یکجہتی کے بخئے ادھڑ گئے ۔ اتحاد و اتفاق کا طلسم ٹوٹ گیا و انتشار، اختلاف و افتراق نے لے لی اور پوری قوم کے شیرازے کی دھجیاں فضا کے آسمانوں میں بکھر گئیں اور ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہو کر اپنی طاقت کھو بیٹھی ۔ ہم احمدیوں کے لئے اس میں بڑا بھاری سبق ہے بالخصوص حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی بیماری کے ان ایام میں تو پہلے سے بھی کہیں بڑھ کر نظام سلسلہ کے احترام کو قائم کرنا ہم سب کا فرض ہے اور بے جا نکتہ چینیوں اور اعتراضات سے کلی پرہیز کرنا ہم سب پر واجب ہے ۔ بیشک اسلام نے آزادی فکر اور اختلاف رائے کے اظہار کی اجازت دی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی صبر اور ضبط کو بھی لازم قرار دیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(آل عمران)

لیکن اے مسلمانو ۔ صبر کرو ۔ ایک دوسرے کو بھی صبر کی تلقین دو اور ایک ہی بن کر رہو اور اس معاملہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار ۔ کیل ۔ پرتل ۔ چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں ۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ ۔ نیو ٹمبر مارکیٹ
لاہور ۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸

سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروز پور روڈ لاہور
لائل پور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ لائل پور فون نمبر ۲۸۰۸

سے ڈرتے رہو تا تم اپنی مراد کو پالو۔

پھر فرماتا ہے:۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال)

ترجمہ:۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ اگر جھگڑو گے تو تمہارے اندر بزدلی پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

غیبت اور تجسس

فرمایا:۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات)

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کا تجسس بھی نہ کرو اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم گوارا کرو گے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاؤ۔ اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تیسرا سرچشمہ۔ انفاق فی سبیل اللہ

قرآن شریف نے متقیوں کیلئے تیسرا سرچشمہ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کو قرار دیا ہے۔ اس حکم خداوندی میں رزق سے مراد صرف کھانے پینے کی اشیاء نہیں ہیں بلکہ ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے یعنی اس کے قویٰ اور ان کا سب طاقتیں اور اس کی صلاحیتیں جو خالق فطرت نے اسے محض اپنے فضل سے عطا کی ہیں ان سب کو حسب ہدایت خداوندی خرچ کیا جائے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مجاہدوں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے۔ یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

جَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ
وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

پس از روئے قرآن مجید تقویٰ کے حصول کا تیسرا سرچشمہ انفاق فی سبیل اللہ ہے جس سے ایک سالک سیراب ہو کر اللہ جل شانہٗ سے تقویٰ کی سند لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں تقویٰ کی بابرکت راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

میں مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ ان آیات میں اشارہ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔

یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور

مذہبی کتب

اردو۔ عربی اور انگریزی زبانوں میں خریدنے کیلئے
ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ

تریاق چشم رجسٹرڈ کی خاص تاثیر

[illegible]

المشتہر مرزا محمد شریف بیگ منیجر تریاق چشم [illegible]

Crown
Post
COSSOR
CROSSLY
LAHORE
Writing Pads

کراؤن پوسٹ۔ کراسلے۔ کوسر
رائٹنگ پیڈز کے
تیار کنندگان
لطیف برادرز۔ لائل پور

ضرورت ہے ایک کوالیفائڈ لیبارٹری ٹیکنیشن کی ضرورت ہے
ڈاکٹر اے آر صدیقی پوسٹ بکس ۲ میرپورخاص سندھ پاکستان

تمہاری برادریاں اور تمہارے وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور تمہاری وہ تجارتیں جن کے بند ہونے کا تمہیں خوف ہے اور تمہاری حویلیاں جو تمہارے دل پسند ہیں۔ خدا سے اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم اس وقت تک منتظر رہو جب تک خدا اپنا حکم ظاہر کرے اور خدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائے گا۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے جس میں وہ شخص با خدا بنتا ہے۔ جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خرید لے اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے۔ گویا سب مر گئے اور یہی سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں زندہ خدا نظر نہیں آ سکتا۔ خدا کے ظہور کا وہی دن ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے۔ ہم اندھے ہیں جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں۔ ہم مردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہو جائیں۔ جب ہمارا منہ ٹھیک ٹھیک اس کے محاذات میں پڑے گا تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے ہمیں حاصل ہوگی اس سے پہلے نہیں!

اور یہی وہ استقامت ہے جس سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

قاعدہ یسرنا القرآن

یہ بابرکت قاعدہ قرآن مجید کے پڑھنے کے لئے ایک بے نظیر قاعدہ ہے۔ بچوں کیلئے ایک روحانی نعمت ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔

ھدیہ صرف ۶۲ پیسے

چالیس جواہر پارے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تالیف لطیف جس میں چالیس حدیثوں کے معنی و تشریح کی گئی ہے۔ ھدیہ ۷۵ پیسے

قاعدہ یسرنا القرآن سیپارے اول تا دہم ۲۵ پیسے فی پارہ ۲۵ پیسے

مکتبہ یسرنا القرآن ربوہ

روغن

انتہائی اعلیٰ وناسپتی

روغن وناسپتی
• تازہ
• صاف
اور
• خالص

ملتان

ایس سی کالج

شارٹ ہینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
کمرشل بلڈنگ۔ لاہور
فون ۶۳۳۸۲
داخلہ برائے ۶۶-۱۹۶۵ء
انگریزی۔ اردو۔ عربی شارٹ ہینڈ
کورس فیس -/۱۵
واقفین زندگی سے کوئی فیس نہیں لی جائیگی
تصدیق ضروری ہے
پرنسپل۔ ایس۔ یو۔ شیخ کورٹ
P.C.T. F.S.T.S. لندن انگلینڈ

سرمہ نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے
بہترین تحفہ
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
منیجر

اذفیشانی ہینڈ کی
الکتاب

عیسائیت کے بالمقابل احمدیت کا تاریخی معرکہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعے اسلام کو عظیم الشان فتح

(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلادِ عربیہ)

(۱)

نفوذِ عیسائیت

قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ایسے وقت میں مقدر تھی جبکہ صلیبی مذہب پورے غلبہ اور عروج پر ہوگا اور یہ ایک ناقابلِ فراموش تاریخی حقیقت ہے کہ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثت بطور مسیح موعود اور امام الزمان کے ہوئی تو اس وقت صلیبی مذہب نے اپنے کمزور معتقدات کے ساتھ، اسلام، بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے خلاف انتہائی مسموم فضا پیدا کر رکھی تھی۔ پادریوں نے ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قریہ میں جال بچھا دئے تھے۔ یورپ کے مختلف ممالک سے پادری بڑے اعزاز اور تزک و احتشام سے منتخب کرکے ہندوستان میں خاص طور پر بھیجے جاتے تاکہ ملک کے باشندوں کو عیسائی بنایا جاسکے اس لئے اس وقت کے اہم ترین فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے مسیح موعود کا اہم کام ولیکسر الصلیب بتایا گیا تھا کہ وہ صلیبی مذہب کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کے دبدبہ کو ختم کردے گا اور اس کے ستونوں کو پاش پاش کر دے گا۔ یہ وسیع تبلیغی مہم اس لئے بھی غیرمعمولی شدت اختیار کر گئی کہ گذشتہ صدی میں یورپین اقوام دنیا پر سیاسی غلبہ، تفوق حاصل کر چکی تھیں اور جملہ ممالک کے عیسائی منادوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے عیسائیت اور تثلیث کی اشاعت کا کام شروع کی اور ہر جگہ تبلیغی مشنوں کا جال بچھا دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس صورتِ حال کے مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا جس کے نتیجہ میں پادریوں کو یقین ہو گیا کہ مسلمان جوق در جوق عیسائیت میں داخل ہو جائیں گے اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ کر دیا جائے گا۔ اس حقیقتِ حال کا اندازہ مشہور امریکن پادری ڈاکٹر جان ہنری بیروز کے ان لیکچروں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے گذشتہ صدی عیسوی کے نصف آخر میں ہندوستان کے مختلف بڑے شہروں میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے دئے۔ ایک لیکچر میں کہا گیا:۔

"وہ تمام ترقی جو عیسائیت کو انیسویں صدی میں نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک ضعیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہے۔"

(بیروز لیکچرز صفحہ ۲۳)

ہر پادری اور چرچ کے پیچھے ایک ایسی عظیم طاقت کارفرما تھی جو نہ صرف حوصلہ افزائی کا باعث تھی بلکہ مشن کے استحکام کا غیرمعمولی براہِ راست ذریعہ بھی تھی۔ ہندوستان میں عیسائیت کے استحکام میں جن بڑے بڑے گورنروں اور مقتدر افسروں نے کام کیا ہے ان میں نمایاں طور پر لارنس، منٹگمری، میکلوڈ، ربسن اور ایڈورڈز ہیں۔ یہ وہ انگریز عہدیدار تھے جن کے نام آج بھی لوگوں کی زبان پر ہیں۔ ان گورنروں نے اپنے زمانۂ اقتدار اور سطوت و شوکت میں سرزمینِ ہند میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے گرجوں کا جال بچھا دیا۔ پادریوں کو خصوصی مراعات سے نوازا گیا ان کو یہ سرکاری ہدایت تھی کہ سرکاری مشنری کا اس وقت تک قومی مفاد حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ ہندوستان میں عیسائیت کی وسیع تبلیغ نہ کی جائے چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے عیسائیوں کو مختلف عہدوں سے نوازا جاتا اور ان کو ہر محکمہ میں ترجیح دی جاتی تھی۔ اس وقت کی کتب کی ورق گردانی سے پتہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سارا ہندوستان قریب تھا کہ آغوشِ عیسائیت میں داخل ہو جاتا اور اسلام کو اس ملک سے رخصت کر دیا جاتا۔ ان مذہبی سرگرمیوں اور مساعی کے پس منظر میں کئی سیاسی مقاصد اور مفادات بھی پنہاں تھے چنانچہ لارڈ لارنس نے ایک دفعہ بڑے طمطراق سے کہا:۔

"کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں۔"

(لائف آف لارنس صفحہ ۳۱۳ جلد دوم)

برطانوی حکومت کی مرکزی شخصیتوں کی سیاسی پالیسی بھی عیسائیت کو فروغ دینا تھی چنانچہ انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے اعلان کیا:۔

"ہمارا مفاد اسی امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک بھی ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلا دیں۔"

(The Missions)

عیسائی پادریوں کے لئے ہندوستان کی سرزمین زرخیز تھی۔ ان کو اس امر کا یقین ہو چکا تھا کہ دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت ہوگا اور ہر شہر اور ہر قریہ میں خداوند یسوع کی منادی ہوگی اور دنیا کی نجات اسی سے وابستہ کر دی جائے گی اور ہر جگہ تثلیث کا ڈنکا بجے گا۔

ان نازک حالات میں اکثر تعلیم یافتہ مسلمان اسلام کی ترقی اور سربلندی سے مایوس ہو گئے کیونکہ اول تو مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسا قابلِ ذکر لٹریچر ہی موجود نہ تھا جو اس خطرہ کا سدّباب کر سکتا اور اگر ہوتا بھی تو اس کی اشاعت سے مسلمان قاصر تھے۔ سیاسی لیڈروں کو اپنی زعامت اور قیادت کے فقدان کا خوف تھا اس کے برعکس ہندوستان میں عیسائیت نے اس قسم کے رفاہِ عامہ اور خدمتِ خلق کے کام کئے کہ مسلمانوں کو بہت حد تک ان کا ممنون بنا دیا اور یہ بھی ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ان کاموں نے کافی حد تک عیسائیت کی اشاعت میں مدد کی۔ مسلمانوں کی نئی پود کو مسموم کرنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا گیا کہ اہم تعلیمی اداروں اور طبی مراکز کی ادارت بہت ہی زیرک اور دور اندیش پادریوں کے سپرد کی گئی چنانچہ ہسپتالوں اور تعلیمی مراکز میں بیماروں کے سامنے انجیل کا وعظ کیا جاتا کالجوں میں باقاعدگی سے انجیل کے وعظ سے تعلیم و تدریس کا آغاز ہوتا جس میں مسلم طلبہ کو بھی لازمی شرکت کرنا پڑتا۔ دن رات اس عقیدہ کی اشاعت کی جاتی کہ خداوند یسوع مسیح آسمان پر زندہ ہے اس کے نزول کے ساتھ دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ اور ہم گنہگاروں کے لئے اس کو صلیب دیا گیا اور وہ ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گیا۔

(۲)

اس قسم کے نازک حالات میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے کہا:۔

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریاد کو سن میں ہو گیا زار و نزار

۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مایوس دلوں کو بیدار کرتے ہوئے کہا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ)

عیسائیت کے نفوذ کو دیکھتے ہوئے آپ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر دنیا کو للکارتے ہوئے کہا کہ اب عیسائیت کی شکست [illegible] عرش اور عزت میرے ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اور پُرشوکت الفاظ میں اعلان کیا:۔

"اور یاد رکھو کہ وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترتے ہیں۔ ان کا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو

"پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے مجھے محمدی ... پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ کہاں ہیں پادری جو میرے مقابل پر آویں۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اس وقت آیا جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ)

صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کو بیخ کنی کرنے کے لئے دئے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔"

(فتح اسلام)

(۳)

مسیحی مذہب کی تردید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کے غلط معتقدات کا رد بہت سی کتب میں کیا ہے مگر بالخصوص آپ نے انجام آتھم، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، جنگ مقدس، نور القرآن، ضمیمہ انجام آتھم، چشمہ مسیحی اور مسیح ہندوستان میں بنیادی طور پر عیسائیت کی ایسے مدلل رنگ میں تردید کی ہے کہ الوہیت مسیح اور کفارہ کے مسئلہ کو پاش پاش کر دیا ہے۔ آپ نے مسیح کو وفات یافتہ ثابت کر کے اور اس کا سرینگر میں مدفون ہونا بیان کر کے عیسائیت پر کاری ضرب لگائی۔ مسلمانوں کا اہل علم و قلم طبقہ بھی اعتراف کرتا تھا عیسائیوں نے الوہیت مسیح کی بنیاد حیات مسیح پر رکھی ہے۔ چنانچہ مفتی مصر علامہ رشید رضا نے تحریر کیا:-

"ولیس فیہ نص صریح بانہ ینزل من السماء وانما ھی عقیدۃ اکثر النصاریٰ وقد حاولوا فی کل زمان منذ ظہور الاسلام بثہا فی المسلمین"

(الفتاویٰ صلہ)

یعنی قرآن کریم میں مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کی نص نہیں ہے۔ حیات مسیح کا عقیدہ اکثر نصاریٰ کا ہے۔ ظہور اسلام سے ہی عیسائی ہمیشہ اس کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔

علامہ شیخ محمود شلتوت رئیس الازہر نے علمائے حیات مسیح کے متعلق یہاں تک لکھا:-

"اخذ تہا قوم جمدوا علی القدیم واعرو الغیرۃ علی الدین۔"

یعنی یہ لوگ وہ ہیں جو قدیمی خیالات پر اڑے ہوئے ہیں اور غیرت دینی کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج چوٹی کے پڑھے لکھے علماء اور مشاہیر اسلام بانی احمدیت کی تحقیق وفات مسیح سے متفق ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ان کے مذہب (عیسائیت) کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔"

(ازالہ اوہام صلہ ۳۳۲)

جہاں حیات مسیح کو عیسائیوں نے ایسے رنگ میں فضیلت دی کہ جو حضرت سرور کائنات محمد العربی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حملہ کرنے کے مترادف تھی جس پر آپ نے مسیح علیہ السلام کی سوانح زندگی پر عیسائیوں کے مسلمات کے مطابق ان کی الہامی کتب سے ہی تنقید کی۔ کفارہ کے متعلق آپ نے ثابت کر دکھایا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ اس کو زندہ ہی اتار دیا گیا تھا اور مسئلہ کفارہ خدا تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم کے خلاف ہے نیز اگر کفارہ کی تعلیم کو سچی اور عملی رنگ میں تسلیم کر لیا جائے تو دنیا میں جرائم اور بدیوں کا سلسلہ وسیع ہی ہو جائے کہ گناہ کرتے جاؤ اور فسق و فجور میں بڑھتے جاؤ۔ اور مسیح کے کفارہ پر ایمان لے آؤ تم کو کوئی سزا نہیں ملے گی کیا اس سے بڑھ کر کوئی لغو عقیدہ دنیا میں ہو سکتا ہے۔

الغرض آپ نے اپنی مختلف تصنیفات میں عیسائیوں کے بنیادی معتقدات پر محققانہ رنگ میں ایسا زبردست حملہ کیا ہے کہ اب ہرگز عیسائیت سر نہیں اٹھا سکتی۔ بانی احمدیت کے اس علم کلام اور تحقیق کے پیش نظر اور جماعت احمدیہ کی طرف سے عیسائی مذہب کے خلاف مہم نے قصر عیسائیت کی بنیادوں کو لرزا دیا۔ چنانچہ اس خطرہ کا اظہار ۱۸۹۶ء میں بمقام لنڈن ایک مذہبی عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے یوں کیا:-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرہ میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں — یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفرت قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد کو پھر وہی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"

(The official report of the missionary conference of the Anglican Communion 1894 P. 64)

یہ وہ واضح اعتراف ہے کہ جس کے ذریعہ عیسائیت نے احمدیت کی علمی فضیلت و قوت کو تسلیم کر لیا۔ والفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

(۴)

جنگ مقدس اور مختلف چیلنج

۱۸۹۳ء میں عیسائی پادریوں بالخصوص ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانان جنڈیالہ ضلع امرتسر کو چیلنج کرتے ہوئے ایک فیصلہ کن مناظرہ کے لئے بلایا اور ہندوستان کے ہر کونہ میں ایک اشتہار کے ذریعہ پراپیگنڈا کیا کہ وہ ایک جنگ مقدس کی تیاری کر رہے ہیں اگر علماء اسلام نے اس چیلنج سے روگردانی کی تو آئندہ ان کو مسیحی پادریوں کے مقابل میں کھڑا ہونے کا حق نہ ہوگا اور عیسائی مذہب اسلام سچا مذہب سمجھے کا حق ہوگا۔ مسلمانان جنڈیالہ کی طرف سے ایک خط بانی احمدیت کو موصول ہوا کہ آپ ہماری مدد کریں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ڈاکٹر کلارک کو تحریر کیا کہ

"جب آپ نے لکھا کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے۔ تو میری روح اس وقت بول اٹھی کہ ہاں میں ہوں جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا اور سچائی کو ظاہر کرے گا۔"

یہ مباحثہ ۲۲۔ مئی ۱۸۹۳ء سے لے کر ۵۔ جون ۱۸۹۳ء تک امرتسر کے مقام پر پادریوں کے ساتھ ہوا۔ عیسائیوں کی طرف سے مناظر ڈپٹی عبداللہ آتھم تھے۔ اور ان کے معاون پادری ٹامس ہاول۔ جے۔ ایل۔ ٹھاکر داس اور پادری عبداللہ تھے جو اپنے زمانہ کے مشہور پادری تھے۔ اس مباحثہ میں عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم حضور کی پیشگوئی سے ہلاک ہوگیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم نامی کتاب تحریر فرمائی۔

(۵)

خطرناک سازش

اب عیسائی پادری شکست کے ایسے مرحلہ پر پہنچ گئے تھے کہ وہ حکومت کے گھمنڈ میں اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ علمی لحاظ سے ان کو ناکامی ہو چکی تھی مگر اس ذلت اور رسوائی کا انتقام عیسائیوں نے ایک سوچی کہ وہ اس سازش سے لینا چاہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف یہ منصوبہ بنایا گیا کہ حضور پر اقدام قتل کا ایک مقدمہ بنایا جائے۔ چنانچہ عبدالحمید نامی ایک آوارہ گرد شخص اس کے لئے تیار کیا گیا۔ اس کو قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نور فراست سے پہچان کر رخصت کر دیا تھی۔ اور آپ نے اس کی بیعت بھی نہ لی تھی۔ یہ شخص چونکہ متلون مزاج تھا اور مادی فائدہ کے حصول کے لئے کوشاں تھا سیدھا امرتسر میں عیسائیوں کے پاس پہنچا۔ پادری مارٹن کلارک کو جب اس شخص کی آمد کا علم ہوا تو اس نے بانی احمدیت کے خلاف اقدام قتل کی سازش کی تفصیلات طے کیں۔ چنانچہ عبدالحمید نے باقاعدہ ٹریننگ کے بعد امرتسر کے ڈپٹی کمشنر مسٹر اے۔ ای۔ مارٹینو کی عدالت میں یہ بیان دلوایا کہ مرزا صاحب نے نعوذ باللہ مجھے اپنے گھر بلایا اور مجھ سے گفتگو کی اور مجھے ڈاکٹر

کلارک کو جا کر قتل کر دوں۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے بھی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ عبد الحمید نے پانچ گواہوں کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ اس کو مرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے اور وہ اس موقع کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پا سکتا تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور چیز سے پھوڑ دے۔ اس مقدمہ کے دائر ہونے پر دشمنانِ اسلام کے گھروں میں گھی کے چراغ جل رہے تھے اور معاندینِ احمدیت خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ اب مرزا صاحب پکڑے جائیں گے مگر خدائے عزّ و جل کی طرف سے آپ کو تسلی دی گئی کہ

ماھٰذا الا تھدید الحکام

یعنی یہ حکام کی طرف سے محض ڈرانے کی کارروائی ہوگی۔

امرتسر میں ڈاکٹر کلارک کا کافی اثر و رسوخ تھا اور وہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ انگریز ڈپٹی کمشنر امرتسر نے بانیٔ احمدیت کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا جس کی نقل یہ ہے:

"عبد الحمید اور ڈاکٹر کلارک

کے بیانات ظاہر کرتے ہیں

کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے

عبد الحمید کو ڈاکٹر کلارک

ساکن امرتسر کے قتل کرنے کی

ترغیب دی۔ اس بات کے

یقین کرنے کے لئے وجہ ہے

کہ مرزا غلام احمد مذکور نقضِ

امن کا مرتکب ہوگا یا کوئی

قابلِ گرفت فعل کرے گا جو

باعث نقضِ امن اس ضلع میں

ہوگا۔ اس بات کی خواہش

کی گئی ہے کہ اس سے حفظِ امن

کے لئے ضمانت طلب کی جائے

واقعات اس قسم کے ہیں کہ

جس سے اس کی گرفتاری کیلئے

وارنٹ کا شائع کرنا زیر دفعہ

ضابطہ فوجداری ضروری معلوم

ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اس کی

گرفتاری کے لئے وارنٹ

جاری کرتا ہوں اور اس کو

ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آ کر

بیان کرے کہ کیوں زیر دفعہ

۱۰۷ ضابطہ فوجداری حفظِ امن

کے لئے ایک سال کے واسطے

بیس ہزار روپے کا مچلکہ اور

بیس ہزار روپے کی دو الگ الگ

ضمانتیں نہ لی جائیں۔"

دستخط اے۔ ای۔ مارٹینو

امرتسر یکم اگست ۱۸۹۷ء

اس وارنٹ کا امرتسر سے تعلق تھا کہ سب لوگوں اور مخالف مولویوں نے اس کو بڑی شہرت دینی شروع کی اور وہ بٹالہ اور امرتسر کے ریلوے اسٹیشن پر انتظار کرنے لگے کہ وہ بانیٔ احمدیت کو ہتھکڑی لگے ہوئے دیکھیں گے اور اپنے دل کو خوش کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کے عجیب نشان نے یہ دکھایا کہ وہ وارنٹ گرفتاری ہی گم ہو گیا۔ باوجود بسیار کوشش کے اس کا پتہ تک نہ لگا۔ امرتسر کی عدالت سے اس کا اجراء ضرور ہوا اور ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے نام ضرور ارسال کیا گیا آگے نہ معلوم کہاں گیا۔ دوسری طرف ان بے خبروں کو اس وارنٹ گرفتاری کے ایک ہفتہ بعد یعنی یاد آ گئے کہ ڈپٹی کمشنر کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس مقدمہ میں از روئے قانون یہ وارنٹ جاری ہی نہیں کر سکتا کیونکہ ملزم دوسرے ضلع میں سکونت رکھتا ہے جو میں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے چنانچہ اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو تار دیا کہ اس وارنٹ کو جو میں نے بھیجا تھا روک لو۔ یہ تار پڑھ کر ڈپٹی کمشنر مذکور حیران ہوئے کہ اس قسم کا وارنٹ گرفتاری ہمارے پاس موصول ہی نہیں ہوا۔ ماتحت عملہ نے بھی دریافت کرنے پر اس وارنٹ کی رسید گی سے انکار کیا۔ بعد ازاں ڈپٹی کمشنر امرتسر نے ذیل کی چٹھی لکھ کر یہ مقدمہ ۱۰ اگست کو گورداسپور بھیج دیا۔

"میں نے وارنٹ کا اجراء

روک دیا ہے کیونکہ یہ مقدمہ

میرے اختیار میں نہیں ہے

دیکھو انڈین لاء رپورٹ نمبر ۱

کلکتہ ......"

دستخط اے۔ ای۔ مارٹینو

بعد ازاں ڈپٹی کمشنر گورداسپور کپتان ڈگلس کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوا جس میں یہ سازش اور سازش بے نقاب ہو گئی (تفصیل دیکھو کتاب البریہ) اور آپ اللہ تعالیٰ کی معجزانہ حفاظت و تائید کے ماتحت باعزت بری کر دیئے گئے اور عیسائیوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور اس طرح اسلام کو عیسائیت کے بالمقابل عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

(۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی آپ کی وفات پر ملکی پریس اور مشاہیرِ اسلام نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ چنانچہ اخبار وکیل امرتسر نے تحریر کیا:-

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ میں ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔"

تفہیماتِ ربانیہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلغ بلاد عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفین احمدیت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اس کے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس کی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بیکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالجات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے۔ مجلد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

مکتبہ الفرقان ربوہ

دوائی فضلِ الٰہی اولاد نرینہ کی گولیاں جن کے استعمال سے بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا دواخانہ خدمتِ خلق جسٹرڈ ربوہ

ہماری تیار کردہ الیس اللہ بکاف عبدہ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں سابقہ اور نئے ڈیزائنوں میں ہماری دکان کے علاوہ حضرت فضل برادرز۔ پبلک کانز۔ نیو جنرل سٹور
ربوہ جنرل سٹور اور لجنہ ہال سے مل سکتی ہیں۔ **احمدیہ دکان زیورات** روشن دین۔ ضیاء الدین۔ حمید الدین۔ گول بازار۔ ربوہ

اس لئے کہ وہ وقت ہرگز دور تھا کہ نسبتاً منسیا نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی رو میں گھر چکا تھا۔

پھر بھی انجام و میل عیسائیت کے نفوذ کے متعلق رکھتا ہے۔

سہارتی مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی۔ اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔

پھر بانی احمدیت کے متعلق تحریر کرتا ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئیے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں

ہو کر اڑنے لگا۔۔۔۔"

الغرض بانی احمدیت کے ذریعہ یہ شکست فاش ہوئی اور خدا تعالیٰ کی نصرت نے آپ کی مدد کی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔"

(حقیقۃ الوحی)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں:۔

اکسیر اطہرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار شہر سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اطہرا کی گولیاں میں نے اپنے ایک عزیز کو استعمال کرائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ان کا معجزانہ اثر ہوا۔ اس کی ڈلیوری کا وقت اچھا گزر گیا ہے اور صحت مند لڑکا پیدا ہوا ہے۔

الحمد للہ!

ان کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے۔

شفاخانہ رفیق حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اطہرا ربوہ میں دواخانہ جنرل سٹور، غلہ منڈی اور افضل برادرز گول بازار ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیے

- احمدیت ایک روحانی جام ہے۔۔۔ جو اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ کی پیاسی روحوں کے لئے آسمان سے نازل کیا ہے۔
- الفضل کی توسیع اشاعت بھی اس روحانی جام کو لوگوں تک پہنچانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔
- اسے ہمیشہ یاد رکھیے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

دو قیمتی کتابیں

اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم

یعنی سیرت حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

مکتوبات اصحاب احمد حصہ دوم

یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے غیر مطبوعہ قیمتی مکتوبات

مؤلفہ **ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے**

قیمت اصحاب احمد چار روپیہ ۔۔۔۔ مکتوبات دو روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ بکڈپو۔ ربوہ

ہمارے ہاں

ہر قسم کا چمڑا اور شو میٹریل بازار سے بارعایت مل سکتا ہے۔

آزمائش شرط ہے

شیخ محمد یوسف اینڈ سنز نزد احمدیہ مسجد لائل پور

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

سرمہ نور جسٹرڈ

جملہ امراض چشم کے لئے

اکسیر ثابت ہو چکا ہے

ہمیشہ خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ

کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

ہر قسم کا کپڑا۔ کنوس کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ ہولڈال۔ ہینڈ بیگ سامان سیڈلری سفر کی ضروریات کا سامان اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے ہمارے شوروم میں تشریف لائیں۔

ایم الٰہی بخش حسین بخش ۔ ۱۳۱۔ انارکلی لاہور

نصرت ایٹنگ پیڈ

جس پر

الیس اللہ بکاف عبدہ

کا بلاک پرنٹ شدہ ہے

ملنے کا پتہ:۔ نصرت آرٹ پریس ربوہ

حیات بشیر مؤلفہ شیخ عبد القادر صاحب مؤلف حیات طیبہ و حیات نور

المشتہر شیخ عبد الہادی۔ مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور

قیمت آٹھ روپے

البدر (بقیہ)

ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہیں۔ دنیا کے تمام کناروں میں اسلامی احمدیہ مشن آپ ہی کی اولوالعزمی کا نتیجہ ہے رفیع الشان سلسلہ ایسا ہے کہ جس سے مخالفین اسلام بھی تھرانے لگے ہیں اور جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اس سلسلہ تبلیغ و اشاعت کو تعجب سے تکتے ہیں۔

اگرچہ اس طرف احرار جیسے کو مزاج بہ ہوم کرتے لیے ایسے ہیں کہ جن کی کسر منصوبہ بندی ہار کے چھوڑتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام عالم میں خدمت بنیادوں پر استوار ہو گیا ہے ہو جایا کرتا کے پھلتے پھولتے پات سے گزر کر پھل درخت بن گئے ہیں۔

آپ کا تحریری اور تقریری کام اتنا وسیع ہے کہ رہتی دنیا تک علمائے علم کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہے۔ ایک تفسیر کبیر ہی عظیم کام نہیں بلکہ آپ کی تقریریں اور خطبات جمعہ بھی اتنے وسیع ہیں کہ شاید ہی کوئی اسلامی مسئلہ ہو گا جس کی توضیح آپ نے نہ کر دی ہو۔ آپ روحانیت پر روحانی اور دنیاوی باتیں آپ کی زبان حقیقت بیان سے اور قلم سے نکلی ہیں کہ سالہا سال درکار ہیں کہ انہیں مختلف مضامین کے لحاظ سے مدون کیا جا سکے۔ آپ کی بعض تقاریر تو سنگ میل بلکہ عہد آفریں ہیں جیسا کہ انقلاب حقیقی، سیر روحانی، ذکر الٰہی وغیرہ جو کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر حقانی تقاریر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ واقفین کے سلسلے کا قیام بھی آپ ہی نے منظم صورت میں فرمایا ہے۔ آپ کی اعمال سب سے آخری تحریک وقف جدید ہے جس کو ہم بنیادی تبلیغی مشن کہہ سکتے ہیں۔

ہم نے یہاں صرف ان مخصوص کارناموں کا ذکر کیا ہے جن کو ہر دوست اور دشمن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان کارناموں کو بیان کر سکیں۔ تاہم یہ ایسے کارنامے ہیں جن کو ہر کوئی دیکھ اور محسوس کر سکتا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

آپ کے کمالات اور کارناموں کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ آپ خاص طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جان کے وہ "قدرت ثانیہ" کا جیتا جاگتا پیکر ہیں۔ آپ کی ذات ایک بحر العلوم ہے ایک آب حیات کا چشمہ ہے جس سے ہر طرف علم و عمل کی آب حیات جاری ہیں۔ آپ ہی کی شخصیت ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ

"جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو"

جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی کہ

"تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے"

(الوصیت و تشحیذ الاذہان)

ہر صاحب استطاعت احمدی
کا
فرض
ہے کہ وہ اخبار
الفضل
خود خرید کر پڑھے۔

سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

برادران جماعت کے نام

جماعت کے ہر فرد کو تاریخ احمدیت (جلد چہارم) کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ احباب کو علم ہے مولوی دوست محمد صاحب شاہد میری ہدایت کے ماتحت تاریخ احمدیت لکھ رہے ہیں الحمد للہ کہ خدا کے فضل سے انہوں نے اس کا چوتھا حصہ بھی مکمل کر لیا ہے۔ استاذی المکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بلند مقام اور آپ کے عظیم الشان احسانات کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد آپ کے زمانہ کی تاریخ کی اشاعت میں پورے جوش و خروش سے حصہ لے اسے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھائے بلکہ میں تو یہ بھی تحریک کروں گا کہ جماعت کے وہ مخیر اور مخلص دوست جو سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں اس کتاب کے مکمل سیٹ اپنی طرف سے پاکستان اور ہندوستان کی تمام مشہور لائبریریوں میں رکھوا دیں تا اس صدقہ جاریہ کا ثواب انہیں قیامت تک ملتا رہے اور وہ اور ان کی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوتی رہیں۔ آمین"

۲ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تاریخ احمدیت کے پانچویں حصہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

"ادارۃ المصنفین ربوہ کی طرف سے تاریخ احمدیت کا پانچواں حصہ شائع کیا جا رہا ہے سلسلہ کی تاریخ سے واقفیت رکھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے احباب کو چاہیئے کہ اس کا مطالعہ کریں اور اس کی اشاعت میں حصہ لیں"

والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۲/۱/۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَے فرزندانِ احمدیت

اگر تم اس مقصد کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل عبارات میں جماعت احمدیہ کا قرار دیا ہے حاصل کرنا چاہتے ہو اور اگر تم شیطان پر غالب آنا چاہتے ہو اور اگر تم اپنے آپ کو اور اپنے اقارب کو اور اپنی اولادوں کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب پڑھو اور پھر پڑھو اور پھر پڑھو۔ تا ابدی نجات حاصل کرو اور خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بن جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اُس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے" (سیرت المہدی حصہ دوم)

اور فرماتے ہیں :-

"وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ"

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :- "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا۔ تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے" (الوصیت)

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا :- "اس تاریکی کے زمانہ کا نُور میں ہوں۔ اور جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائیگا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں۔ (مسیح ہندوستان میں)

پس اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے اور اپنے اہل و عیال کو زمانہ کی زہریلی ہواؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کی ہدایت کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **کُتب خریدیں**۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی تلقین کریں۔

"ملفوظات"

جہاں تک جماعت کی تربیت کا سوال ہے۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرتبہ ایک لحاظ سے حضرت اقدس علیہ السلام کے کلام کی جملہ اقسام میں سے نمبر اول پر سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ حضور کا وہ کلام ہے جو آپ اپنے احباب اور متبعین کو براہ راست مخاطب کر کے فرماتے رہے اور بیشتر طور پر حضورؑ نے ایسے حالات میں فرمایا ہے کہ جب حضورؑ کے مدنظر جماعت کی رُوحانی تعلیم و تربیت کا پہلو تھا۔ اس لئے جہانتک تربیت اور اصلاحِ نفس کا تعلق ہے ملفوظات میں جملہ اقسام کے تمام کلام کی نسبت سب سے زیادہ ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ حضور کے اس کلام کا جس قدر جلد ہو سکے اپنے اپنے گھروں میں درس جاری کریں۔

خاکسار

جلال الدین شمس

مینیجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گول بازار ربوہ

خوشخبری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتب

۲۴ جلدوں میں

رُوحانی خزائن بصورت سیٹ

—— (سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے (مسیح موعود))

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب بصورت سیٹ

۲۰×۲۶ کے سائز پر شائع کی جا رہی ہیں۔ اس سیٹ کی ہر جلد کے ساتھ حاشیہ سے متن صفحات کا ردیف وار انڈکس بصورت خلاصہ مضامین بھی شائع کیا جاتا ہے جس سے مضامین کی تلاش میں سہولت پیدا کر دی گئی ہے یہ سیٹ صرف ایک ہزار کی تعداد میں شائع کئے جا رہے ہیں اور اب تک پندرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور باقی جلدیں بھی جلد شائع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ

اب ان جلدوں کے صرف چند سیٹ قابل فروخت باقی ہیں

احباب کرام یہ سیٹ جلد خرید کر لینے چاہئیں تا ختم ہونے پر انہیں محروم نہ ہونا پڑے۔ پورے سیٹ کی قیمت ... روپے علاوہ محصول ڈاک پیشگی ادا کرنیوالوں کیلئے رعایتی قیمت ... روپے ہے (علاوہ محصول ڈاک)

—— ”ملفوظات“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بصورت سیٹ ——

ہم بمسرت احباب کرام کو یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی طرح اب ہم حضور علیہ السلام کے ملفوظات بھی مسلسل وار بصورت سیٹ شائع کر رہے ہیں۔ یہ ملفوظات کا سیٹ دس جلدوں میں ختم ہوگا جس میں سے سات جلدیں شائع ہو گئی ہیں۔ باقی بھی انشاء اللہ جلد شائع ہونے والی ہیں۔ پورے سیٹ کی رعایتی قیمت ... روپے علاوہ محصول ڈاک

ہم اپنے کرمفرماؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے حضور علیہ السلام کی کتب کے سیٹ خرید فرمائے ہیں وہ ملفوظات کے سیٹ بھی خرید کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور شکریہ کا موقعہ دیں۔ یہ سیٹ جہاں آپ کی علمی اور رُوحانی ترقی کا موجب ہوگا۔ وہاں آپ کی نسلوں کی دینی اور رُوحانی تربیت و ترقی کا موجب بھی ہوگا۔ امید ہے کہ احباب ان گرانقدر جواہر پاروں کو حاصل کر کے ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ ملفوظات کی ہر جلد کی قیمت آٹھ روپے ہے اور جو دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے سیٹ کے خریدار ہیں ان کو پیش کش ...

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کی نئے سال کی پیشکش

۱۔ ”ملفوظات“ جلد ہفتم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات جو جماعت احمدیہ کی تربیتی اور رُوحانی ترقی کے لئے مفید اور نہایت ضروری ہیں۔ یہ خزانہ علم و عرفان فی جلد مجلد ہدیہ آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ جلد خرید فرمائیں۔

۲۔ فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ معرکۃ الآراء تصنیف جو رد عیسائیت کے مبسوط دلائل پر مشتمل ہے اور امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر طلب فرمائیں۔ قیمت سات روپے فی جلد علاوہ محصول ڈاک۔

۳۔ فضائل القرآن

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ کی چھ تقریروں کا مجموعہ جو قرآن مجید کے فضائل سے متعلق پر معارف اور پر حکمت مضامین پر مشتمل ہے۔ جلد طلب فرمائیں۔ ہدیہ سات روپے صرف علاوہ محصول ڈاک۔

۴۔ تفسیر سُورۃ البقرۃ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پر حکمت اور پر معارف نوٹوں کا مجموعہ از رکوع ۱۰ تا ۴۰۔ کاغذ و تجلید عمدہ، طباعت دیدہ زیب۔ ہدیہ فی جلد ۱۲/- روپے علاوہ محصول ڈاک۔

سلسلہ احمدیہ کی تمام کتب نیز ہر قسم کا اسلامی لٹریچر قرآن مجید وغیرہ ہم سے طلب فرمائیں

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

ہندو مذہب کے مایۂ ناز مسئلہ تناسخ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق

ویدوں نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی ـــــ یہ بعد کی پیداوار ہے

(از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی۔ ربوہ)

موجودہ زمانہ میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے اکثر لوگ اپنے مخصوص نظریات اور خیالات کے مطابق ایک مصلح ربانی کی آمد کے منتظر تھے۔ کسی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا یہی وقت تھا اور وہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کے زعم میں مسیح کی آمد ثانی آسمان سے تعلق رکھتی تھی اور انہوں نے ایک تخت پر بیٹھ کر فرشتوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہونا تھا۔ اس کے برعکس ایک گروہ پہاڑوں کی غاروں میں ایک مصلح ربانی کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس کے نزدیک دنیا کو ہدایت دینے والے امام نے کسی پہاڑ کی غار سے نکل کر اپنا کام سرانجام دینا تھا۔ اس کے علاوہ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہ تھی جو کسی شکل میں اپنے معصوم اوتار کو ڈھونڈ رہے تھے اور اسے نہکلنک اوتار کا نام دے رہے تھے۔ گو یہ نظریات مختلف تھے اور ان میں بہت حد تک تضاد بھی پایا جاتا تھا تاہم سب کا مقصد اور منتہیٰ ایک ہی تھا۔ اور وہ یہی تھا کہ ایک مصلح ربانی اور دنیا کا نجات دہندہ ظاہر ہونے والا ہے جو دنیا کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے آئے گا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اس کے شامل حال ہو گی۔ کوئی اسے "مسیح" کا نام دے رہا تھا۔ کوئی امام مہدی سمجھ رہا تھا اور کوئی نہکلنک اوتار۔

مذاہب عالم کی تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ ہمیشہ سے مختلف لوگ اپنے زمانوں میں ظاہر ہونے والے انبیاء علیہم السلام کے ظہور سے متعلق عجیب و غریب نظریات قائم کرتے رہے ہیں اور ہر آنے والا الٰہی منشاء کے ماتحت دنیا میں ظاہر ہوتا رہا۔ کوئی ایک بھی نبی یا رسول ایسا نہیں گزرا جس کی بعثت لوگوں کے زعم اور منشاء کے مطابق ہوئی ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے انکار اور تکذیب کی ایک بڑی وجہ یہی ہوتی رہی کہ وہ لوگوں کے خود ساختہ نظریات کے خلاف دنیا میں ظاہر ہوتے رہے اور ان کی منشاء کے خلاف اپنا کام سرانجام دیتے رہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے "اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" میں بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں اور کب رکھنی ہے اور کیسے اپنا رسول منتخب کرنا ہے۔ اس بارہ میں لوگوں کے نظریات اور خیالات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

یہ امر واضح ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل لوگوں کو ایک مصلح ربانی کا انتظار تھا۔ اور وہ اپنے اپنے زعم کے مطابق اسے مختلف ناموں سے یاد کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک ہندو دوست رقمطراز ہیں کہ:۔

"سنسار کی ساری دھرم پستکوں میں لکھا ہے کہ اب ایک ایسی ستا کا پرکاش ہونے والا ہے اس کے آنے سے سارے کشٹ دور ہو جائیں گے۔ ہندو کہتے ہیں کہ پورن برہم نہکلنک اوتار دھارن کریں گے۔ مسلمانوں کا وشواس ہے کہ امام مہدی کا پرادربھاو ہو گا۔ سکھوں کا وشواس ہے کہ کلکی اوتار ہو گا اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ الیشور سے ایک ہو کر پدھاریں گے۔ پرنتو اب پرجا تناشیل ہے کہ یہ ستائیں پرتھک پرتھک ہوں گی یا ایک ہی۔ اس کا اتر یہ ہے کہ یہ سبھی ایک ہی ہوں گی۔"

(ترجمہ از رسالہ ست یگ الہ آباد ستمبر ۱۹۲۱ء)

اسی سلسلہ میں ایک ہندو شاعر کا حسب ذیل خیال بھی ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا۔

نہکلنک اوتار آ۔ آ۔ اے امام دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی۔ تو نصاریٰ کا مسیح
تو شری کرشن کنہیا تو شہنشاہ طیور

(دنیا روبرو بھارت کرشن نمبر اگست ۱۹۳۱ء)

ان ہر دو حوالہ جات سے عیاں ہے کہ سبھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنے والا مصلح ربانی ایک ہی ہو گا جسے مختلف نام دئے جائیں گے۔ عقل سلیم بھی یہی تسلیم کرتی ہے کہ آنے والا مصلح ربانی ایک ہی ہو ورنہ مختلف عقائد اور نظریات کے حامل الگ الگ مصلحین کی آمد تو مزید فساد پیدا کرنے کا موجب ہو گی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی لا المھدی الا عیسیٰ فرما کر اسی امر کی طرف راہنمائی کی ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو مختلف نام ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا دعویٰ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے۔ آپ نے اپنا دعویٰ حسب ذیل واضح الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ:۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا ...... یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

اسی سلسلہ میں حضور نے اپنا یہ الہام بھی پیش فرمایا ہے کہ:۔

"ہے کرشن رودر گوپال
تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴)

حضور علیہ السلام نے مختلف مذاہب سے متعلق جو اصلاحات فرمائیں اور ان کے ماننے والوں کی اعتقادی اور عملی غلطیاں دور فرما کر جو تعلیم دی وہ اپنی مثال آپ ہے [illegible] علمی اور سائنسی ترقیات سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو اعجازی علم کلام اور دوسرے علمی معجزوں سے نوازا۔ حضور نے دنیا میں اس امر کا اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اس کی ربوبیت کسی خاص قوم یا ملک کی حد تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام ملکوں اور جہانوں پر حاوی ہے اس لئے اس نے مختلف قوموں اور ملکوں میں لوگوں کی اصلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جنہوں نے حکم الٰہی کے ماتحت لوگوں کو بدیاں ترک کرنے اور نیکیاں بجا لانے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے اس سلسلہ میں اس امر کا بھی انکشاف کیا کہ وید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدائی زمانہ کا الہام ہے۔ البتہ لوگوں نے بعد کو اس میں بے حد تحریف کر دی ہے اور غلط تعلیمات۔ بے بنیاد نظریات اور من گھڑت اعتقادات اس کی طرف منسوب کر دئے ہیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم وید کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ ..... خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے۔ انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑوں کو اپنی طرف کھینچے اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۱۸)

اس کے ساتھ ہی حضور نے ویدوں میں پیدا شدہ غلطیوں کے بارہ میں یہ فرمایا کہ:

"ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور چونکہ وید پر ہزارہا برس گزر چکے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ مختلف زمانوں میں بعض وید کے بھاشکاروں نے کئی قسم کی کمی بیشی کی ہو گی بس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ لوگ ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو کسی مفتری کا کلام ہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۱۹)

ایک اور مقام پر حضور کا یہ ارشاد درج ہے کہ:

"محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ آیا ہے کہ اس میں بڑی تحریف کی گئی ہے

اور اس کے بہت سے حصے [illegible] بدلا
دئے گئے ہیں۔
(دکانیا کے آریہ اور ہم ص۳۹)
حضور کے مذکورہ بالا ارشادات بالکل واضح
ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وید خدا کی طرف سے
ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئے تھے۔ [illegible] لوگوں
نے بعد کو انہیں ان کی اصل شکل میں [illegible]
دیا [illegible] اور ان میں بہت کچھ ردوبدل کر دیا
[illegible]
[illegible] اسی امر کو تسلیم کرتے ہوئے [illegible]
[illegible] تعلیم کو صحیح
ثابت کرنے کی غرض سے [illegible]
[illegible]
[illegible] اور صدیوں تک [illegible]
[illegible] کے ساتھ
زندہ جلا دیا جاتا [illegible]
[illegible]
[illegible] وید کی دھرم کی تعلیم کے
مطابق ثابت کرنے کی غرض سے [illegible]
[illegible]
[illegible] وید کے
[illegible]
[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے [illegible]

بیان [illegible] ہے ۔ (ملاحظہ ہو [illegible] کے آریہ
اور ہم) ۔ الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے ویدوں کی تحریف کے بارہ میں جو
رائے ظاہر فرمائی ہے وہ محض ایک قیاس نہیں تھا
بلکہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جسے [illegible] ویدوں
کے محققین تسلیم کر رہے ہیں ۔ اور ویدوں کے
مختلف مطبوعہ نسخے بھی زبان حال سے اس کی
تائید کر رہے ہیں۔
حضور نے ہندو دھرم کے عقائد پر
تبصرہ کرتے ہوئے [illegible] مسئلہ
تناسخ کے متعلق بھی [illegible] اور فرمایا ہے
[illegible]
"[illegible]
کو ان چند غلطیوں پر [illegible] کرتا ہوں ۔۔۔
ایک اور غلطی میں آریہ صاحبوں کو [illegible]
جس میں ان کی [illegible] ہے ۔۔۔
اور وہ یہ ہے کہ آریہ صاحبان نے مکتی کو
میعادی ٹھہرا دیا ہے ۔ اور تناسخ ہمیشہ
کے لئے کھلا بازار قرار دیا گیا [illegible]
[illegible] نہیں" (لیکچر سیالکوٹ ص[illegible])
حضور کے اس فرمان سے [illegible]
مسئلہ تناسخ غلط اور باطل ہے ۔ وید کی اصل
تعلیم کے مطابق [illegible]
[illegible]
[illegible]

دوبارہ اس دنیا میں پیدا ہونا [illegible] تسلیم نہیں
کرتا بلکہ اسے باطل اور سنت الٰہی کے خلاف
قرار دیتا ہے ۔ اس سلسلہ میں حضور کا یہ ارشاد
ہے کہ:
"اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ
یعنی آواگون کی باطل اور غلط
ٹھہرائی گئی ہے جس میں گزشتہ
ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا
جاوے ۔"
(ست بچن ص۸۳)
اگر وید خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے تو
یہ ناممکن ہو گا کہ خدا تعالیٰ کی آخری اور اکمل
شریعت قرآن شریف سے ان کا کوئی بنیادی
نظریاتی اختلاف ہو ۔ اگر کوئی ایسا اختلاف
سامنے آتا ہے تو [illegible]
ہو گا کہ وہ بعد کے لوگوں کی پیداوار ہے۔
[illegible] ہو سکتا ہے کہ علیم و خبیر
[illegible] نے اپنے
ابتدائی کلام میں جو نظریہ پیش کیا تھا [illegible]
اپنے آخری کلام میں اس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
اپنے ابتدائی الہام [illegible] کے ذریعہ لوگوں کو
[illegible] کی تعلیم دی اور
[illegible]
([illegible]
اس دنیا میں پیدا ہوگا)
کا نظریہ پیش کیا اور [illegible] اپنے آخری
کلام قرآن شریف میں اس کا رد کر دیا
اور واضح الفاظ میں اعلان فرما دیا کہ
حرام علیٰ قریۃ اہلکنٰھا
انھم لا یرجعون ۰
(یعنی کوئی شخص یا بستی
مرنے کے بعد اس دنیا میں دوبارہ
نہیں آ سکتی)
جب ہم اس مسئلہ کے تحقیقی نقطہ نظر سے
کا مطالعہ کرتے ہیں اور [illegible] کے
نظریات اور خیالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ
حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ویدوں نے
تناسخ کے برحق ہونے سے متعلق کوئی تعلیم نہیں
دی بلکہ یہ بات بعد کی پیداوار ہے۔ ویدک
دھرم کے [illegible] اس بارہ میں اسی
نظریہ کے حامل تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری
کلام قرآن شریف میں [illegible] ہے ۔
چنانچہ ایک غیر مسلم ودوان [illegible] مسئلہ کی
بیان کرتے ہیں کہ:

رجسٹر حسابات متعلقہ تمام کاروبار
دیگر
• روڈ ٹرانسپورٹ • ایکسائز • کاٹن فیکٹری • رجسٹرڈ فیکٹری
کے متعلق تمام رجسٹر
بمطابق گورنمنٹ آرڈی ننس سٹاک میں موجود ہیں،
ہم سے منگوائیے
ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷
لائٹ پریس ہسپتال روڈ لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷
• دیدہ زیب طباعت • نفاست • عمدگی
یہ خصوصیت آپ کو ہمارے تیار کردہ سامان میں ملیں گی جو ہمارے سالہا سال کے تجربہ کی آئینہ دار ہیں

"آواگون یعنی انسان کا مر کر پھر پیدا ہونے کا خیال رگ وید کے منتروں میں کہیں نہیں ملتا...

.... البتہ یہ بات ضرور ہے کہ خود ان کے خیال میں ابھی آواگون کا مسئلہ نہیں آیا تھا تاہم وہ یہ ضرور تسلیم کرتے تھے کہ مرنے کے بعد روح اگلی دنیا میں جنم لیتی ہے ..... دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتی۔"

(ترجمہ از سرن نوں پھیوں مگ)

ایک اور مقام پر پروفیسر صاحب موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ:

"رگ وید کی تعلیم کے مطابق تین جنم تھے۔

اوّل: اس دنیا میں بچے کی شکل میں۔ دوئم: جب وہ روحانی ترقی کر کے روحانی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔ سوئم: وہ مر کر جنم لیتا ہے جس پر دیوتے خوش ہوتے ہیں ..... وہ خوشیاں مناتا ہے۔ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتا۔ جس پر ناراض ہوتے ہیں وہ دوزخ میں گرایا جاتا ہے۔ وہاں سے پھر نہیں نکلتا۔"

(ترجمہ از سرن نوں پھیوں مش)

ان حوالجات سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ابتدائی الہام میں لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ کوئی بھی انسان مرنے کے بعد اس دنیا میں دوبارہ پیدا نہ ہوگا۔ البتہ اس کی روحانی پیدائش مرنے کے بعد ضرور ہوگی۔ جو اس کے اعمال کے نتیجہ میں ہوگی۔ یہی پیدائش کا تعلق اس دنیا سے نہیں بلکہ اگلی زندگی سے ہوگا۔ اس زمانہ کے ہندو بھی آواگون و تناسخ کے قائل نہیں تھے۔ الغرض مرنے کے بعد کی زندگی کے بارہ میں وید نے جو تعلیم دی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے آخری کلام قرآن شریف میں بیان کردہ تعلیم کے عین مطابق ہے۔ نیز اتھروید میں جنت کے ذکر میں مرقوم ہے کہ:

"(دیدیہ) اور مدھو (شہد) ندی
ہیں (دیدیہ) اور جو (مرتا) مردہ
ہیں (دیدیہ بجاباما) اور جواب
پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے بھی ان کیلئے
(گھرت) گھی کی (دکلیتن قی) نہر
(مدھو ماں) شہد کی نہر کے ساتھ
(ودیدق) تیر بہتے۔ (گھرت) گھی کے
(ہرد) حوض (مدھو کا) شہد کی
نہریں (سرو کا) اچھی ہوئی شراب
(کھیر ابن پورا) دودھ سے لبالب
(ادیکن ودھنا) و بہنے جاری
(ارنتا) یہ (مدوا) سب (دوہارا)
نہریں (سورگ) بہشت میں
(مدھوت اکشیرا) (قوام) جو کہ
(دیہیمانا) سیر کرتی ہوئی (اپنی جگہ)
ملیں (سمز) سب کو سب (دیشکو بینہ)
کل پیلو فرکی بجلیں (رتی) تجھے
(آپ تشتشتو) سیر ہوں۔"

(اتھروید کانڈ ۴ سوکت ۳۴ منتر ۶)

وید کے مندرجہ بالا منتر میں جنت کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ وہ قرآن شریف میں پیش کردہ جنت کے مطابق ہے۔ اس سے واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا ابتدائی الہام (وید) بھی بتاتا ہے کہ جنت میں شہد، شراب اور دودھ وغیرہ کی نہریں بہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے آخری کلام (قرآن شریف) میں جنت سے متعلق یہ مرقوم ہے کہ:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ۔

(سورہ محمد ع ۲ پ ۲۶)

قرآن شریف کی اس آیت سے واضح ہے کہ جنت میں شراب، شہد، دودھ اور پانی کی نہریں بہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے وارث ہوں گے۔ گویا کہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ کے ابتدائی الہام اور آخری کلام کا ایک ہی نظریہ ہے۔ بعد کے لوگوں نے اپنے خود ساختہ عقائد اور من گھڑت نظریات کی بنا پر کچھ کا کچھ بنا دیا۔

جنت اور دوزخ کا نظریہ علمی مسئلہ تناسخ کا رد کرتا ہے۔ چنانچہ محققین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اگر انسان نے مرنے کے بعد اعمال کے نتیجہ میں جنت یا دوزخ کا وارث بننا ہے تو اس صورت میں اعمال کی سزا بھگتنے کے لئے اس دنیا میں دوبارہ پیدا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور حقیقت ہے کہ ویدوں نے مرنے کے بعد کی زندگی کا تعلق جنت یا دوزخ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک غیر مسلم ودوان پروفیسر بیج ناتھ سنگھ جی کا بیان ہے کہ:

"ویدک خیالات کے مطابق نرک (دوزخ) اور سورگ (بہشت) دو مقام تھے ..... جس زمانہ میں یہ خیال بطور عقیدہ مروج تھا اس وقت ابھی تناسخ کا خیال پیدا نہیں ہوا تھا ..... نرک سورگ کا خیال قدیم تھا۔ آواگون کے خیال سے پہلے کا تھا

لیڈیز پارچات

خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دکان

الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵ انار کلی لاہور

کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب ڈیزائنوں میں کریپ پرنٹ۔ کاٹن پرنٹ۔ ٹشو ساٹن۔ بروکیڈ۔ شنیل

کشمیری شالیں اور سٹولز کا تازہ سٹاک موجود ہے۔ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

★ الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵ انارکلی لاہور ★

اور آواگون کے وقت بھی یہ خیال
موجود رہا۔ ورنہ آواگون کے ساتھ
جنت اور دوزخ کا خیال مناسب
نہیں ہے۔"
(ترجمہ از مرن تو ابھی ہوں صفحہ ۹۵)
ایک اور کتاب میں مرقوم ہے کہ:
"جنت اور دوزخ کا نظریہ اور
تناسخ میں کوئی مطابقت نہیں ہے یہ
دونوں نظریے ایک جگہ نہیں رہ سکتے
ہندو مذہب کی رو سے اگر انسان
نے اپنے اچھے اور برے اعمال کی
جزا اور سزا جنت یا دوزخ میں بھگت لی
ہے تو پھر وہ کونسی بات باقی رہ جاتی
ہے جس کے لئے اسے دوبارہ اس
دنیا میں پیدا ہونے کی ضرورت پیش
آئے گی۔"
(ترجمہ از گورمت درشن صفحہ ۳۱)
الغرض ان حوالہ جات سے یہ امر واضح ہے
کہ زمانہ قدیم کے ہندو رشی اخروی زندگی کے
بارہ میں وہی کچھ مانتے تھے جو قرآن شریف
میں مذکور ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے ابتدائی الہام (ویدوں) کے ذریعہ
وہی تعلیم دی تھی جو اپنے آخری کلام (قرآن شریف)
کے ذریعہ پیش کی ہے اور ایک عرصہ دراز تک
زمانہ قدیم کے ہندو بزرگ تناسخ کے قائل نہیں
تھے۔ بعد کے لوگوں نے ویدک تعلیم بگاڑ دی اور
تناسخ جیسا غلط اور باطل عقیدہ ویدک دھرم
کی طرف منسوب کر دیا اور ہمیشہ کے لئے اپنے
گلے کا ہار بنا لیا۔ چنانچہ خود ہندو علماء میں ایسے
وہ لوگ موجود ہیں جن کی تحقیق کے مطابق تناسخ
کا مسئلہ ویدک دھرم کی قدیم تعلیم سے تعلق
نہیں رکھتا بلکہ بہت بعد کو ایجاد کیا گیا ہے۔
زمانہ قدیم کے ہندو اس عقیدہ سے آشنا بھی
نہ تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں مشہور ہندو ودوان
لالہ ستیہ دیو جی نے بیان کرتے ہیں کہ:

"ناظرین کو تعجب ہوگا کہ
تناسخ کا عقیدہ بھی کشتریوں
نے ہی معلوم کیا تھا جنہوں نے کہ
سے قبل کوئی بھی برہمن اس
عقیدہ سے متعلق کچھ نہ جانتا
تھا۔"

(ترجمہ از ہماری ہندو سبھیتا صفحہ)
اس سے ظاہر ہے کہ خود ہندو محققین
کے نزدیک بھی تناسخ کا مسئلہ ویدوں کا
بیان کردہ مسئلہ نہیں ہے ورنہ یہ کیونکر ممکن تھا
کہ اس سے قبل تمام برہمن اس عقیدہ
سے بالکل بے خبر ہوتے اور کسی کو بھی اس کا
کوئی علم نہ ہوتا جبکہ ہندو معاشرے میں برہمنوں
کا کام صرف وید پڑھنا اور پڑھانا ہی تھا۔
ایک اور غیر مسلم ودوان بھائی پرمانند
جی گیانی سابق جنرل سیکرٹری ... کانگرس
آنند پور کا بیان ہے کہ:
"ہندوستانی لٹریچر میں تناسخ
کا خیال سب سے پہلے چھاندوگیہ اپنشد
دیا ہے جو یہاں نیک اعمال بجا لائیں گے
وہ مرنے کے بعد بھی برہمن، کشتری
اور ویش بنیں گے۔ برے اعمال
بجا لانے والے بری جونوں میں
جائیں گے۔ کتا، سور اور چنڈال
بنیں گے۔"
(ترجمہ از ستیارتھ ... صفحہ)
یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ:
"آواگون سے متعلق سب سے
پہلا خیال ہمارے ملک میں چھاندوگیہ
اپنشد ... کے شلوکوں میں ہے۔
اور یہ دوسرا بھی اپنشد ۶-۲ میں
ملتا ہے۔"
(ترجمہ از مرن تو ابھی ہوں صفحہ)
ان تمام حوالہ جات سے یہ واضح ہے کہ
ویدوں کے محققین اور غیر مسلم ودوان جن میں
خود ہندو ودوان بھی شامل ہیں، یہ امر تسلیم کرتے
ہیں کہ تناسخ کا مسئلہ ویدک دھرم کی پرانی
تعلیم میں موجود نہیں تھا بعد کو ایجاد کیا گیا۔
ویدوں نے مرنے کے بعد کی زندگی جنت یا
دوزخ سے ہی وابستہ کی ہے اور زمانہ قدیم
کے ہندو بزرگ مسئلہ تناسخ کے قائل نہیں
تھے۔ وہ جنت اور دوزخ کے ہی قائل تھے۔
قائلین تناسخ مسئلہ تناسخ کے برحق
ہونے کے ثبوت میں اکثر یہ بات پیش کیا کرتے
ہیں کہ دنیا میں کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ کوئی
تندرست ہے کوئی بیمار۔ کسی کی زندگی آرام
سے بسر ہوتی ہے اور کوئی کانٹوں پر رات
گذارتا ہے۔ یہ تفاوت انسانوں کے پچھلے جنم
کے کرموں کا پھل ہے۔ چنانچہ موجودہ دور
کے ایک مشہور ہندو ریفارمر نے اس بارہ میں
یہ بیان کیا ہے کہ:
"جیسا عمل انسان کرتا ہے ویسا
ہی ثمرہ پرمیشور دیتا ہے۔ اس لئے
پرمیشر منصف ہیں تو مختار ہونے سے
انسان کو اعمال کا ثمرہ نہیں دے سکتا
بلکہ جیسا عمل جیو (روح) کرتا ہے
ویسا ہی ثمرہ پرمیشر دیتا ہے۔"
(ستیارتھ پرکاش سملاس ۸ دفعہ ۲)
ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ:
"دنیا میں جو ناقص اشکال وغیرہ
وغیرہ کے گھاٹ باڑ حادثوں کو دیکھ کر
پچھلے جنم کو ماننے کے تو پرمیشر

هر قسم کا کاغذ اور گتہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah
بازار سے رعائتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر گارڈن گنپت روڈ
لاہور
(پر)
تشریف لاویں
فون نمبر دکان ۶۲۵۲۳ مرگھر ملک عبداللطیف ستکوہی ۶۲۵۱۶ مرگھر ملک محمد حنیف ۶۲۵۱۸

طرف داری کرنے والا ٹھہر جاتا ہے۔
کیونکہ باپ کے بغیر فاسس وغیرہ کا
اور کچھ جنم کے بے باپ اور بن کے متعلق
دکھ سکھ دینے پر پرمیشر کیسے ٹھیک
منصف ٹھہر سکتا ہے؟"
(ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ دفعہ ۳۴)

لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ابتدائی الہام ویدوں اور اس کے آخری کلام (قرآن شریف) کا تعلق ہے۔ اس سے امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ بلا ظلم ... نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ صرف منصف اور انصاف کا ہی نہیں بلکہ وہ مالک اور قادر مطلق بھی ہے اور مالک ہونے کی حیثیت میں اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اس میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ جن لوگوں نے تفاوت کی بنا پر تناسخ کو برحق قرار دینے کی کوشش کی ہے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ اس طرح وہ اس عالم کائنات کے تمام کاروبار کو انسانوں کے اعمال کا مرہون منت قرار دے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو معطل ایک ڈکٹیٹر ثابت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اعمال کے بغیر کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس بارہ میں ایک سکھ ودوان پرنسپل تیجا سنگھ جی ایم اے پی ایچ ڈی قرار دیتے ہیں:۔

"سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں خدا تعالیٰ کا جو سروپ بیان کیا ہے۔ وہ بھی سانکھ میں بیان کردہ کیلئے روشنی بن کا ہی ہے۔ یہ نریت عالم کائنات کا خالق نہیں ہے۔ بلکہ محض ..... آواگون اور اعمال کے اصول کا ڈکٹیٹر ہوتا ہے۔"
(ترجمہ از گورمت درشن صفحہ ۔)

کرشن ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوؤں کو ان کی اس غلطی سے بھی آگاہ فرمایا اور ان پر خدا تعالیٰ کا قادر مطلق اور خالق کل شئی ہونا واضح فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"بڑا افسوس ہے کہ آریہ صاحبوں نے ایک صاف مسئلہ خالقیت باری تعالیٰ سے انکار کرکے اپنے تئیں بڑی مشکلات میں ڈال لیا اور پرمیشر کے کاموں کو اپنے نفس کے کاموں پر قیاس کرکے اس کی توہین بھی کی۔ اور یہ نہ سوچا کہ خدا ہر ایک صفت میں مخلوق سے الگ ہے ..... میں یقین رکھتا ہوں کہ وید کی اصل تعلیم یہ ہرگز نہیں ہوگی۔"
(دیکھو سیالکوٹ صفحہ ۔)

جب ہم حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے ابتدائی الہام (ویدوں) اور آخری کلام (قرآن شریف) کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور خالق کل شئی ہے۔ وہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اسے تخلیق کے سلسلہ کو قائم رکھنے کے لئے کسی قسم کی بھی احتیاج نہیں ہے۔ چنانچہ وید کا ارشاد ہے کہ:۔

[illegible]
اہم منشا نام یم کام کے تم تم
اگرم کرنومی تم برہمانم تم رشیم تم
سمیدھام۔
(اتھروید)

یعنی۔ میں خدا تعالیٰ دیوتاؤں اور انسانوں کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی جسے چاہتا ہوں طاقتور بنا دیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں برہما۔ یا رشی یا عقلمند بناتا ہوں۔

اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام (قرآن شریف) میں یہ بیان فرمایا ہے کہ:۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
(سورہ آل عمران ع ۳ پ ۳)

یعنی:۔
ہاتھ میں تیرے ہے ہر خسران و فتح و ظفر
تو ہی کرتا ہے کسی کو بے نوا یا با اختیار
جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

جو لوگ تفاوت اور کمی بیشی کو تناسخ کی دلیل گردانتے ہیں اور اسے سابقہ اعمال کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ وہ خود بھی ایشور (خدا تعالیٰ) جیو (روح) اور پرکرتی (مادہ) میں بغیر کسی سابقہ عمل کے تفاوت تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ ست چت اور آنند ہے۔ اور روح ست اور چیت ہے۔ اس میں آنند کی صفت نہیں ہے۔ اور مادہ صرف ست ہے جس میں چیتنا اور آنند کی دونوں صفات مفقود ہیں۔ اس تفاوت اور کمی بیشی میں کسی بھی سابقہ عمل کا کوئی دخل تسلیم نہیں کیا جاتا۔

ہندو دھرم کی تاریخ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ہندوؤں پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جبکہ وہ ذات پات اور چھوت چھات کے بہت پابند تھے اور اپنے معاشرے کو انہوں نے چار ورنوں (براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر) میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ در اصل اس دوران مجرم کی حفاظت کے لئے ہی مسئلہ تناسخ ایجاد کیا گیا جس سے ان کا واحد مقصد اور اصل منشاء یہ تھا کہ شودروں کو اپنی گری ہوئی حالت سدھارنے کا کوئی خیال پیدا نہ ہو اور وہ اپنی اس ذلیل زندگی کو اپنے سابقہ اعمال کا نتیجہ سمجھ کر مطمئن ہو جائیں۔ اور اپنی حالت بدلنے کی کوئی کوشش نہ کر سکیں اور انہیں اس امر کا احساس ہی جاتا رہے کہ

ہر قسم کے سامان بجلی مثلاً پنکھے، موٹریں، الیکٹرک کیبلز، سامان وائرنگ کیلئے
ملتان ڈویژن کی واحد بڑی دکان
فون نمبر ۲۷۲۹
پاور الیکٹرک کمپنی
(ڈسٹری بیوٹرز فلپس اینڈ الائیڈ آئیٹمز برائے ملتان و بہاولپور ڈویژن)
بیرون حرم گیٹ ملتان شہر سے رجوع فرماویں
پروپرائٹر:- چوہدری عبداللطیف [illegible]

بھی آخر انسان ہیں اور انہیں بھی ابتدائی انسانی حقوق ملنے چاہئیں۔

ہندو معاشرے میں شودروں کے بارہ میں جو قوانین بنائے گئے وہ یہ تھے کہ:۔

۱۔ "اگر کوئی دوئی جاتی کا شودر دوئی جاتی کے کام اختیار کرکے دولت کمانا چاہے تو راجہ اس کی تمام دولت چھین لے اور اسے جلاوطن کردے"

(منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۹۶)

۲۔ "دولت کمانے کی اہلیت ہونے پر بھی شودر کو دولت جمع نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ شودر دولتمند ہوکر براہمن کو دکھ دے گا۔"

(منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۹)

۳۔ "براہمن بے فکر ہوکر شودر کی دولت لے لے۔ کیونکہ شودر کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی سب دولت اس کے مالک (براہمن) کی ہے۔"

(منوسمرتی ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۷)

ہندو معاشرے میں شودر کا ایک ہی کام اور خاص بیان کیا گیا کہ وہ صرف اور صرف اعلیٰ ورنوں کی خدمت میں ہی لگا رہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ:۔

"شودر کو چاہیئے کہ ذمت۔ حسد۔ غرور وغیرہ کو چھوڑ کر براہمن کشتری۔ اور ویشوں کی خدمت حسب مناسب کرے۔ اور اسی سے اپنا ذریعہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی کام اور وصف ہے"۔

{منوسمرتی ادھیائے پہلا شلوک ۹۱ / ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ دفعہ ۴۳}

یعنی "براہمن۔ کشتری۔ ویش ان تینوں کی خدمت کرنا اور اسے اپنا گزارہ کرنا شودر کا (پرم دھرم) فرض اولین ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام کرنے کا اسے اختیار نہیں"۔

(پاراشرسمرتی ادھیائے پہلا شلوک ۶۸)

ہندو معاشرے کی اس لامسانیت کو ہوا اور ظالمانہ روش کی حفاظت کے لئے ہی مسئلہ تناسخ کا قلعہ تعمیر کیا گیا۔ تاکہ شودر ان تمام مظالم کو اپنے سابقہ اعمال کی سزا تسلیم کرکے ان کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کرسکے۔ اور چونکہ تناسخ کا یہ مسئلہ نہ تو ہندوؤں کا خود ساختہ تھا نہ تو ویدوں میں اس کی کوئی سند تھی اور نہ قدیم ہند و بزرگ ہی اس کے قائل تھے۔ اس لئے انہوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے شودروں کے لئے وید پڑھنا اور علم حاصل کرنا ممنوع قرار دے دیا اور کسی بھی شودر کو یہ حق نہ دیا کہ وہ "ایشور کی گیان" سے واقفیت حاصل کرکے باشعور بن سکے اور اپنی پست حالت کو بدل سکے۔ انہوں نے ایسے قوانین بھی نافذ کردئے جن کی بناء پر شودروں کے لئے وید پڑھنا سوت کے ہار جوں پر دستخط کرنے کے مترادف ہوگیا۔ چنانچہ اس بارہ میں یہاں تک حکم دے دیا گیا کہ:۔

"اگر کوئی شودر وید سن لے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اور لاکھ بھر دی جائے۔ شودر وید منتر پڑھے تو اس کی زبان کاٹ دی جائے اگر وید کو یاد کرے تو اس کا جسم چیر دیا جائے"۔ (گوتم دھرم سوتر ۱۲-۴)

شودر کو وید پڑھنے اور سننے سے کیوں روکا گیا؟ محض اس لئے کہ وہ تعلیم حاصل کرکے باشعور نہ بن سکے۔ اور سوشنان ہندوؤں کے خود ساختہ اور باطل عقائد تناسخ وغیرہ سے واقف ہوکر ان کی قلعی نہ کھول سکے۔ ورنہ سوشنان ہندوؤں کی طرف سے شودروں کو وید پڑھنے سننے اور یاد کرنے سے روکنے کی اور کوئی وجہ بظاہر نظر نہیں آتی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے مقدس مسیح نے ہندوؤں کے مایہ ناز مسئلہ تناسخ سے متعلق جو تشخیص کرشن اوتار ہونے کی حیثیت میں صادر فرمایا ہے وہ بہتر پر اکسیر ہے۔ اور آج ہندوؤں میں بھی ایسے ودوان پیدا ہو رہے ہیں جو سلطان القلم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ نظریات کی تائید کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اور برملا کہہ رہے ہیں کہ تناسخ کا مسئلہ ویدوں کا بیان کردہ مسئلہ نہیں ہے بعد کو ایجاد کیا گیا تھا۔ زمانہ قدیم کے ہندو بزرگ اس مسئلہ کے قائل نہیں تھے مرنے کے بعد زندگی سے متعلق ان کا وہی نظریہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور اکمل شریعت قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ کوئی بھی جاندار مر کر اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ (المصلح الموعود)

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

اب

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنے کرم فرماؤں کے لئے گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور اور لائل پور کے لئے اعلیٰ عمدہ اور نئی بسیں چلا رہی ہے۔ احباب بااخلاق عملہ کی خدمات اور اعلیٰ سروس سے فائدہ اٹھائیں اور کمپنی کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

ٹائم ٹیبل حسب ذیل ہے:۔

از سرگودھا برائے لاہور	از لاہور برائے سرگودھا	از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	از گوجرانوالہ برائے سرگودھا
۱۔ ۱۵—۴ بجے صبح	۱۔ ۳۰—۷ بجے صبح	۱۔ ۰۰—۴ بجے صبح	۱۔ ۳۰—۸ بجے صبح
۲۔ ۴۵—۵ " "	۲۔ ۱۵—۱۱ قبل دوپہر	۲۔ ۳۰—۸ " "	۲۔ ۳۰—۱ بعد دوپہر
۳۔ ۴۵—۶ " "	۳۔ ۳۰—۱۲ بعد دوپہر	۳۔ ۳۰—۱ بعد دوپہر	۳۔ ۰۰—۶ شام
۴۔ ۴۵—۲ بعد دوپہر	۴۔ ۴۵—۱ " "	۴۔ ——	۴۔ ——

از لاہور برائے لائل پور	از لائل پور برائے لاہور
۱۔ ۳۰—۷ بجے صبح	۱۔ ۰۰—۹ بجے صبح
۲۔ ۳۰—۱ بعد دوپہر	۲۔ ۰۰—۳ شام

چوہدری محمد نواز مینیجنگ ڈائریکٹر
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

باغ برائے فروخت

کل رقبہ ۲۳-ایکڑ جس میں سے ۳-ایکڑ کیلا اور ۷-ایکڑ قلمی آم لگائے ہوئے دو سال ہو رہے ہیں۔ باقی رقبہ خالی۔ پانی دستیاب۔

ڈاکٹر اے۔ آر۔ صدیقی پوسٹ بکس میرپور خاص سندھ پاکستان

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر

اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

سے

حاصل کریں

(مینیجنگ ڈائریکٹر)

نظر و دھوپ کی عینکوں کی مشہور دکان

ممتاز آپٹیکل سروس

ڈاکٹر ممتاز احمد ڈنڈان و عینک ساز

کچہری بازار لائل پور

احمدیوں کی کپڑے کی واحد مشہور دکان

(۱) لارنس پور و لیکا ہزاری ملز کے کپڑے سوٹنگ و امپورٹیڈ سوٹ پیس

(۲) پرنٹ ہر قسم ریشمی و کاٹن

(۳) مختلف ملکوں کے بے شمار بروکیڈ

(۴) ساڑھیاں زری ٹشو سیٹ و کیراپین

(۵) گرم شالیں و سٹول کشمیری کمبل ہر قسم۔

ملتان کلاتھ ہاؤس

چوک بازار ملتان شہر

مالکان:- چوہدری عبد الرحمٰن

عبد الرحیم احمد

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر ہم

احباب جماعت کی خدمت میں

ہدیہ تبریک

پیش کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں

میسرز ملتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)

چوک بازار ملتان شہر

ٹیلیفون نمبر ۲۵۱۰

گھر ۲۵۱۰-A

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ہم خدائے ذوالمنن کے شکرگزار ہیں کہ اُس نے اپنے فضل سے آپکی اپنی کمپنی

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کو بزرگوں کی دعاؤں اور آپ کے تعاون کے طفیل اتنی ترقی دی ہے کہ وہ اب مندرجہ ذیل روٹوں پر چل رہی ہے:-

- لاہور - ربوہ - سرگودہا - جوہرآباد - قائدآباد - دریاخان
- لائل پور - ربوہ - سرگودہا - جوہرآباد - قائدآباد - میانوالی
- سرگودہا - ربوہ - چنیوٹ - پنڈی بھٹیاں - حافظ آباد - گوجرانوالہ
- لاہور - اوکاڑہ - منٹگمری - عارف والہ - قبولہ - بہاولنگر
- لائل پور - جھنگ - اٹھارہ ہزاری - گڑھ مہاراجہ - لیہ
- لائل پور - شیخوپورہ - لاہور
- سرگودہا - بھلوال - بھیرہ
- سرگودہا - بھلوال - چک مدرسہ
- سرگودہا - ماڑی لک - بھاوریاں
- جھنگ - کوٹ شاکر - بھکر

(بیوپاری حضرات کے لئے بلٹیوں کا سسٹم موجود ہے اس سے استفادہ فرمائیں)

ہم امید کرتے ہیں کہ احباب آئندہ بھی حسبِ سابق اپنی کمپنی کیساتھ تعاون فرماتے رہیں گے اور اس کی مزید ترقی کے لئے دعا کرتے رہیں گے تاکہ ہم آپ کی بہتر خدمت سرانجام دے سکیں۔

خاکسار:- **میرزا منیر احمد منیجنگ ڈائریکٹر کمپنی ہذا**

	ہیڈ آفس	لاہور	ربوہ	سرگودہا	جوہرآباد	میانوالی	لیہ
	۲۶ - دی مال - لاہور	بادامی باغ جنرل بس سٹینڈ	شاہراہ مبارک	جنرل بس سٹینڈ	جنرل بس سٹینڈ	ریلوے روڈ	ریلوے روڈ
فون	2700 2710 65570	54337	67	2435 2436	58	91	49

فمنهم من قضیٰ نحبه

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض وفات یافتہ بزرگ اور ممتاز خادم

مکرم قریشی محمد اسمٰعیل صاحب [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم مولوی عبدالحق صاحب [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم میاں غلام قادر صاحب [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب شرما
(وفات [illegible])

مکرم [illegible] صاحب [illegible]
(وفات [illegible])

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری
(وفات [illegible] کی درمیانی شب)

مکرم [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم شیخ محمد [illegible]
(وفات ۲۹ جنوری [illegible])

مکرم کیپٹن عطاء اللہ [illegible] صاحب
(وفات [illegible])

مکرم مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم [illegible]
(وفات [illegible])

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا
(وفات [illegible])

مع الفضل

ربوہ جنرل سٹورز

فضل عمر ریسرچ کی مصنوعات
ہمدرد دواخانہ کی دوائیں
الکیمیا ملتان کی گولیاں
نصرت عمر رائیٹنگ پیڈ
ناصر دواخانہ کے مرکبات
(عنبر نور، نور کا جل، تریاق معدہ، مفید نظر)
راجہ ہومیو کی ادویات
اور
سکول اور کالج کی کتب اور آرائش و زیبائش کے سامان
کا
معیاری دوکان

علم و ہنر کیسا تھا
اچھا لباس آپ کی شخصیت کو ابھار کرتا ہے

باجوہ کلاتھ سٹورز

گولبازار ربوہ
سے
ہر قسم کا سوتی و ریشمی کپڑا
بارعایت خرید فرماویں

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ
کے

نئے ماڈل کے چولہے

اپنے شہر کے
ہر ڈیلر سے
طلب
فرماویں

★
بلحاظ اپنی خوبصورتی
مضبوطی اسٹیل کی بچت
اور
افراط حرارت دنیا بھر میں
بے مثال ہیں
★